New Era Magazine
www.neweramagazine.com
عشق تیرا لگتا ہے ضروری
NEW ERA MAGAZINE
از قلم سعدیہ یعقوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

عشق تیرا لگتا ہے ضروری

از سعدیہ یعقوب

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین

☆☆☆☆☆

سلام بڑی بی بی جی۔۔۔۔۔

کرمو نے سفیہ خاتون کو سلام کیا سفیہ خاتون نے اسکی طرف دیکھا

وہ ایک لڑکی کو اپنے ساتھ لیے کھڑا تھا

کون لڑکی ہے یہ کرمو۔۔۔۔۔۔۔۔؟

بڑی بی بی جی یہ میرے تایا زاد کی بیٹی ہے اسکا نام '''دیا''' ہے

اسکے ماں باپ کچھ دن پہلے ایک گاڑی کے نیچے آ گئے تھے اور موقع پر ہی اللہ

کو پیارے ہو گئے تھے

یہ اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد ہے جی

اسکا اس دنیا میں اپنے ماں باپ کے علاوہ کوئی نہیں تھا سوائے میرے

اس لیے میں اسے اپنے ساتھ لیے آیا

آپ اللہ کے واسطے میری بھتیجی کو اپنی حیویلی میں جگہ دے دیں

یہ بچاری گونگی ہے آپ کو کسی بھی شکایت کا موقع نہیں دے گی

آپ کا ہر کام کرے گی

بس آپ اس کے سر پر اپنا ہاتھ رکھ دیں جی

کرمو نے ان سے التجا کی اور انہیں ساری بات بتائی

صفیہ خاتون نے اس لڑکی کی طرف دیکھا جو سر جھکائے کھڑی تھی

اس لڑکی کا رنگ رات کی سیاہی جیسا کالا تھا،اوپر والے دانت آگے کو بڑھے ہوئے

اسکے دانت اتنے زیادہ بڑھے ہوئے تھے کہ جب وہ منہ بند کرتی تھی تب بھی دانت

نظر آتے تھے

اور اوپر سے وہ گونگی بھی تھی اور اللہ نے اس سے اسکے ماں باپ کا سایہ بھی چھین لیا تھا

ٹھیک ہے مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے اس بچی کو اس حویلی میں رکھنے پر

صفیہ خاتون بہت رحم دل تھیں اس لیے وہ کرمو کی زبانی دیا کی

ساری کہانی سننے کے بعد جلد ہی مان گئی تھیں

اور ویسے بھی کرمو انکا وفادار ملازم تھا بیس سال سے وہ ان کے ہاں ملازمت

کر رہا تھا کرمو اپنی بیوی اور بیٹے اور بیٹی کے ساتھ حویلی

کی پچھلی سائیڈ پر بنائے گئے سرونٹ کوارٹر میں رہتا تھا

پر ہم کیسے اس سے بات کیا کریں گے یہ ہمارے اشارے سمجھ جایا کرے گی

اور یہ کون کون سا کام کر لیتی ہے گھر کا۔۔۔۔؟

صفیہ خاتون نے کرمو سے پوچھا

بڑی بی بی جی یہ گھر کے سارے کام کر لیتی ہے اور جی یہ ہماری باتیں سن سکتی

ہے پر بول نہیں سکتی جی

دیا پیدائشی گونگی نہیں ہے بچپن میں یہ ایک دفعہ یہ چھت سے گر گئی تھی

اور اسے بہت زیادہ چوٹ لگی تھی اسی چوٹ کا اثر اس کے گلے پر بھی ہو

گیا تھا

اور یہ اس حادثے کے بعد پھر کبھی بھی نا بول پائی اور ہمیشہ کے لیے گونگی

ہو گئی

کرمو نے ان کی بات کا جواب دیا

بہت برا ہوا بچی کے ساتھ۔۔۔سفیہ بیگم نے افسوس کا اظہار کیا

بس بڑی بی بی جی جیسے اللہ سائیں کی مرضی ہم بھلا کیا کر سکتے ہیں

کرمو بولا

اگر دیا نے ہمیں اپنی بات اشاروں سے سمجھانے کی کوشش کی اور ہمیں سمجھ

نا آئی تو پھر ہم اسکی بات کو کیسے سمجھیں گے۔۔۔

بڑی بی بی جی دیا نے میٹرک تک کی تعلیم حاصل کی ہوئی ہے یہ لکھنا پڑھنا

جانتی ہے اگر آپ کو اسکے

اشاروں کی سمجھ نا آئے تو اسے لکھ کر اپنی بات آپ تک پہچانے کا بول دیجئے گا

بڑی بی بی جی۔۔۔۔۔۔

صفیہ خاتون کے پوچھنے پر کرمو نے جواب دیا ان کی بات کا

چلو ٹھیک ہے کرمو تم اپنی بھتیجی کو اپنے ساتھ والا کوارٹر دے دو یہ وہیں رہے گی

اور کل سے اسے اپنی بیوی اور بیٹی کے ساتھ کام کے لیے

بھیج دیا کرنا

صفیہ خاتون کے حکم پر وہ اپنی بھتیجی دیا کو ساتھ لیے اپنے کوارٹر کی طرف چلا

گیا

وہ ابھی اپنے دوستوں کے ساتھ ڈنر کر کے واپس آیا ہی تھا کہ

اسکا فون بج اٹھا

اس نے جیسے ہی موبائیل کی سکرین پر جگمگاتے نمبر کو دیکھا تو اسکے عنابی لبوں

پر مسکراہٹ رینگ گئی

اس نے مسکراتے ہوئے کال اٹینڈ کی

اسلام علیکم دار جی۔۔۔۔۔۔۔

وعلیکم اسلام۔۔۔۔

کیسا ہے میرا پوتا میری جان کا ٹکڑا۔۔۔۔۔۔۔۔

دار جی نے پوچھا

میں بلکل ٹھیک ٹھاک ہوں دار جی آپ بتائیں کیسے ہیں آپ۔۔۔۔۔

میں بھی ٹھیک ہوں بس الیکشن کی تیاریوں میں مصروف ہوں

تم کل ہی واپس آ جاو اور میرے ساتھ جلسوں اور پارٹیز میں جایا کرو کیونکہ تم نے

ہی اب میری جگہ ہمارے حلقے میں کھڑا ہونا ہے

ٹھیک ہے دار جی جیسے آپ کی مرضی میں کل ہی حاضر ہو جاوں گا

وہ مسکراتے ہوئے بولا

پھر کافی دیر وہ دار جی سے باتیں کرتا رہا

پاپا۔۔۔۔۔۔

آپ ابھی تک نہیں آئے وجہ جان سکتی ہوں۔۔۔۔۔

وہ منہ پھلائے اپنے پاپا سے فون پر بات کر رہی تھی

میری پیاری سی پرنسز میں آ رہا ہوں بس ایک میٹنگ کی وجہ سے دیر ہو گئی

ہے

مجھے پہنچنے میں۔۔۔۔۔۔انہوں نے صافی پیش کی

ٹھیک ہے جلدی آئیں میں آپ کا ویٹ کر رہی ہوں۔۔۔۔۔۔

اوکے میری جان میں پانچ منٹ میں حاضر ہوا۔۔۔۔۔۔۔

حیدر صاحب نے مسکراتے ہوئے فون بند کر دیا

پاپا سے بات کرنے کے بعد اس نے ایک بار پھر ٹیبل پر موجود سب چیزوں کا

جائزہ لیا اور انہیں پھر سے ٹھیک کیا

وہ کوئی دس بار ہر ڈیش اور کیک کی جگہ ٹیبل پر بدل چکی تھی لیکن پھر بھی

مطمئن نہیں ہو رہی تھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج اسکے پاپا کا برتھ ڈے تھا اس نے اپنے ہاتھوں سے اپنے پاپا کی پسند کی ہر

ڈیش بنائی تھی

اور اپنے ہاتھوں سے ہی خود ان کے لیے کیک بیک کیا تھا

وہ بہت خوش تھی کیونکہ اس کے پاپا کا برتھ ڈے جو تھا

وہ اپنے پاپا سے بہت پیار کرتی تھی ان کے بغیر وہ ایک پل بھی نہیں رہتی تھی

حیدر صاحب کی بھی اس میں جان تھی

ایک وہ ہی تو تھی ان کے جینے کی وجہ

ان کی زندگی کا محور۔۔۔ان کی جان۔۔۔ان کی پرنسز

انکی چاند سی بیٹی۔۔۔۔

اگر وہ نا ہوتی تو وہ اپنی محبوب بیوی مدیحہ بیگم کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد

شاید وہ زندہ نا رہ پاتے

لیکن انہوں نے اپنی پیاری سی بیٹی اور اپنے اور مدیحہ بیگم کے پیار کی اکلوتی

نشانی کے لیے خود کو سنبھالا تھا اور پھر سے

جینا سیکھا تھا

حیدر صاحب اور انکی بیٹی ہی اس بھری دنیا میں ایک دوسرے کا واحد سہارا

اور رشتہ تھے

حیدر صاحب پریس کے ایک مشہور اور بہت بڑے بزنس مین تھے

ان کا شمار پریس کے امیر کبیر لوگوں میں ہوتا تھا

ہیپی برتھ ڈے پاپا۔۔۔۔۔۔وہ ان کو گھر میں داخل ہوتا دیکھ دوڑتے ہوئے

ان کے پاس آئی

اور انکے گلے لگ گئی

تھینکیو مائی ڈیر پرنسز۔۔۔۔۔۔۔انہوں نے مسکراتے ہوئے

اسکی پیشانی چومی

چلیں پاپا کیک کاٹیں میں نے اپنے ہاتھوں سے آپ کے لیے بنایا ہے

وہ ان کا ہاتھ پکڑے انہیں ڈائننگ ٹیبل تک لے آئی

انہوں نے مسکراتے ہوئے کیک کاٹا اور ایک ٹکڑا اٹھا کر اپنی پرنسز کو کھلایا

اس نے بھی کیک کا وہی ٹکڑا حیدر صاحب کو کھلایا

ویئر از مائی گفٹ پرنسز۔۔۔۔۔۔۔

حیدر صاحب نے مسکراتے ہوئے اس سے استفسار کیا

اٹس فار مائی ڈیر پاپا۔۔۔۔۔۔۔۔

ان کی پرنسز نے مسکراتے ہوئے چار گفٹ پیک انکو دیے

کھولیں پاپا۔۔۔۔۔۔

اس کے کہنے پر حیدر صاحب نے سارے گفٹ کھولے

سب کچھ بہت اچھا ہے مائی پرنسز

حیدر صاحب نے اسکو اپنے ساتھ لگایا انکو اسکی دی ہوئی سب چیزیں بہت پسند آئی تھیں

انہوں نے دل سے اس کے گفٹس کی تعریف کی تھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے حیدر صاحب کو انکا فیورٹ پرفیوم، تھری پیس سوٹ، شوز اور ایک قیمتی سے واچ گفٹ کی تھی

پاپا کھانا کھائیں اور بتائیں کیسا بنا ہے۔۔۔۔۔

بہت اچھا بنا ہو گا ہمیشہ کی طرح کیونکہ میری پرنسز بہت اچھا کھانا بناتی ہے اور کیک بھی بہت مزے کا تھا

وہ مسکراتے ہوئے بولے

تھینکیو پاپا۔۔۔۔۔اس نے حیدر صاحب کے گال پر کس کیا

ان کے گھر میں کھانا بنانے کے لیے کوک موجود تھا لیکن جب بھی کوئی خاص موقع ہوتا تو کھانا وہ خود اپنے ہاتھ سے ہی بنایا کرتی تھی

وہ بہت اچھا کھانا بناتی تھی جب بھی وہ کھانا بناتی تھی تو حیدر صاحب اپنی انگلیاں ہی چاٹتے رہ جاتے تھے

وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بہت خوش اور مطمئن زندگی گزار رہے تھے

پوری حیویلی میں چہل پہل تھی

سفیہ خاتون تمام مازمین سے ساری حیویلی کی صافی کروا رہی تھیں

اپنے پوتے اور بیٹے اور بہو کی پسند کا کھانا بنوا رہی تھیں

انکا بیٹا اپنی بیوی اور اپنے اکلوتے بیٹے کے ساتھ کئی ماہ بعد حیویلی آنے والا تھا

سارے انتظامات پورے ہو گئے ہیں نانوراں۔۔۔۔

سفیہ بیگم نے کرمو کی بیوی نوراں سے پوچھا

جی بڑی بی بی ساری انتظامات مکمل ہو گئے ہیں جیسا آپ نے بولا تھا ہم سب نے ویسا ہی کیا ہے

نوراں نے ان کی بات کا جواب دیا

ٹھیک ہے تم جاوان جب ضرورت ہو گی بلالوں گی

ان کے کہنے پر نوراں سر ہلاتی ہوئی وہاں سے چلی گئی

اتنے میں ہارن کے بجنے کی آواز سنائی دی

وہ خوشی سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئیں اور دراجی بھی اپنے کمرے سے باہر ڈرائنگ روم میں آ گئے تھے ہارن کی آواز سن کر

اسلام علیکم۔۔۔۔۔۔ آنے والوں نے ان دونوں کو مشترکہ سلام کیا

وعلیکم اسلام۔۔۔۔۔۔۔۔ ان دونوں نے پرجوشی سے ان کے سلام کا جواب دیا

کیسے ہیں دارجی آپ۔۔۔۔ دارجی کے بیٹے سکندر صاحب نے ان سے انکا حال چال

دریافت کیا

میں ٹھیک ہوں بیٹا تم اپنی سناو۔۔۔۔انہوں نے اپنے بیٹے کو گلے سے لگایا

میں بھی ٹھیک ہو دار جی۔۔۔۔

دار جی سے ملنے کے بعد وہ اپنی ماں سے ملے انہوں نے سکندر صاحب کو گلے سے لگایا اور انکی پیشانی چومی

سکندر صاحب کی بیوی زینب بیگم نے بھی دار جی اور سفیہ بیگم کو سلام کیا اور اپنا سر ان کے آگے جھکا کر ان سے پیار لیا

کیسے ہیں دار جی آپ۔۔۔۔۔۔۔۔وہ ان کے گلے لگا ان سے انکا حال چال جان رہا تھا

بلکل ٹھیک ہوں میں اپنے پوتے کو دیکھ کر۔۔۔۔۔۔دار جی مسکراتے ہوئے بولے

دادی جان آپ کیسی ہیں۔۔۔۔اب وہ سفیہ بیگم سے گلے مل رہا تھا

سفیہ بیگم نے اسکی پیشانی چومی اور اسکے سر پر پیار دیا

میں ٹھیک ہوں بیٹا۔۔۔۔۔۔

اور تم سب کو دیکھ کر اور ٹھیک ہو گئی ہوں۔۔۔

وہ بہت خوش تھیں ان سب کو اس حویلی میں دیکھ کر

مراد شاہ جب کو سب دار جی بلاتے تھے ایک بہت بڑے سیاست دان تھے

انکا تعلق سندھ کے ایک بڑے سیاست دان کے ساتھ ساتھ ایک امیر کبیر زمیدار

میں بھی ہوتا تھا

انکی حیدر آباد میں کافی زمینں تھیں اور ایک بہت بڑی حیویلی بھی تھی

انکا بیٹا سکندر شاہ کراچی میں اپنا بزنس کرتا تھا انہوں نے سکندر کو سیاست میں شامل

ہونے کا بولا تھا

پر سکندر صاحب کو بزنس کرنے کا شوق تھا اس لیے انہوں نے سیاست میں شامل

ہونے سے انکار کر دیا تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دار جی نے انہیں ان کی مرضی کرنے سے نہیں روکا تھا اور انکو کراچی میں ایک

بہت بڑا بزنس کھڑا کر کے دیا تھا

پھر سکندر صاحب کی شادی اپنی مرضی سے اپنے ایک دوست کی بیٹی زینب

سے کروادی سکندر صاحب کو بھی زینب بیگم سے

شادی پر کوئی اعتراض نہیں تھا

اس طرح ان کی شادی ہو گئی اور وہ کراچی میں اپا بزنس سنبھلانے لگے

ان کا بزنس دن بدن ترقی کر رہا تھا

اور دار جی بھی سیاست میں اپنا مقام اونچا سے اونچا کر رہے تھے

پھر اللہ نے سکندر صاحب اور زینب بیگم کو اولاد سے نوازہ تھا

اللہ نے انکو ایک چاند سا بیٹا دیا تھا

دار جی اور سفیہ بیگم کو خوشی سے پھولے نہیں سمارہے تھے انکو انکے خاندان کا

وارث جو مل گیا تھا

اپنے پوتے شاہ کی پیدائش کی خوشی میں دار جی نے پورے گاوں میں مٹائی بانٹی تھی

اور ایک ماہ تک سارے گاوں والوں کو کھانا کھلایا تھا

سب کی شاہ میں جان تھی کیونکہ وہ ان کے گھر کا اکلوتا بچہ تھا

خاص طور پر دار جی تو اسکے دیوانے تھے ان کی جان اپنے پوتے میں تھی

وہ بہت محبت کرتے تھے شاہ سے۔۔۔۔۔۔

پھر دن گزرتے گئے اور انکا پوتا جوان ہو گیا

وہ چھبیس سال کا ایک خوبرو مرد تھا

کھلتا ہوا گورا رنگ، چھ فٹ سے نکلتا قد، بوڈی بلڈنگ سے بنائے گئے مسلز،

چوڑا سینہ اسکوسب میں نمایاں کیا کرتا تھا

وہ اپنے اندر ایک کشش رکھتا تھا اسے دیکھنے والے اور اس سے

ملنے والے اسکی چھا جانے والی پر سینلٹی سے امپریس ہو جاتے تھے

وہ پہلی ہی ملاقات میں دوسرے کو اپنا گرویدہ بنالیا کرتا تھا

انہوں نے اپنے پوتے کو سیاست میں آنے کو کہا تو وہ جلد ہی مان گیا

اور اب اس بار الیکشن میں وہ دار جی کی جگہ کھڑا ہونے والا تھا

سکندر صاحب کو اسکے الیکشن میں کھڑا ہونے پر کوئی اعتراض نہیں تھا

وہ تو خوش تھے چلو میں نا صحیح میرا بیٹا تو

میرے باپ کے خواب پورے کرے گا

اوکے پاپا۔۔۔ گوڈ بائے

آئی ہیو ٹو گو ناؤ۔۔۔۔ ناشتہ کرنے کے بعد وہ حیدر صاحب سے گویا ہوئی

اوکے مائی پرنسز گوڈ بائے۔۔۔۔

انہوں نے مسکراتے ہوئے اسے گوڈ بائے بولا

وہ یونی جارہی تھی وہ ایم بی اے کی سٹوڈینٹ تھی

وہ اپنی گاڑی میں جب یونی پہنچی تو راحم اور حیا کو اپنا انتظار کرتے ہوئے

پایا

ہیلو گائز۔۔۔۔۔۔۔اس نے راحم اور حیا کو ہیلو بولا

راحم اور حیا سکے دوست تھے

حیا اور راحم ایک دوسرے کے منگیتر بھی تھے

حیا اور اسکا ایم بی اے کا فرسٹ ائیر اور

راحم کا ایم بی اے کا لاسٹ ائیر چل رہا تھا

ہیلو۔۔۔۔۔ہائیو آر یو پرنسز

حیا اس کے گلے لگ گئی اور اسکے گال سے اپنا گال مس کیا

آئم ایم فائن۔۔۔۔اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

ہیلو۔۔۔۔۔۔۔راحم نے اپنا ہاتھ اسکی طرف بڑھایا

ہائے۔۔۔۔اس نے مسکراتے ہوئے راحم سے ہاتھ ملایا

چلو اب کلاس میں چلتے ہیں۔۔۔۔۔۔

حیا کے کہنے پر وہ دونوں اپنے کلاس روم کی طرف چل دیں اور

راحم اپنے کلاس روم کی طرف چل دیا

کہیں باہر لنچ کریں آج۔۔۔۔۔۔یونی سے آف کے بعد

راحم نے ان کے سامنے آئیڈیا پیش کیا

راحم اس وقت اپنے دوست اذلان کے ساتھ ان دونوں کے پاس موجود تھا

گوڈ آئیڈیا آئم ایم ریڈی۔۔۔۔۔۔حیا مسکراتے ہوئے بولی

تم کیا کہتی ہو پرنسز۔۔۔۔۔۔راحم نے اس سے پوچھا

اذلان نے اسکی طرف دیکھا جو بلیک ٹائٹس، بلیک گھٹنوں تک آتا کُرتا، بلیک ڈوپٹا گلے میں بلیک ڈوپٹا مفلر کی طرح لپیٹے

بلیک سینڈل اور بیلک ہی گلاسز لگائے خوبصورت لگ رہی تھی

اذلان نے ہمیشہ اسے ایسی ہی ڈریسنگ میں دیکھا تھا وہ پریس میں رہتے ہوئے بھی اپنی مشرقی روایات کو نہیں بھولی تھی

وہ ہمیشہ ایسے کپڑے پہنتی تھی جو اس ماحول کے مطابق بھی ہوتے تھے

اور اسے اچھے سے کور بھی کرتے تھے

اسے اپنے جسم کی نمائش کرنا بلکل بھی پسند نہیں تھا

ٹھیک ہے چلتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔وہ مان گئی تھی راحم اور حیا کی خاطر

ورنہ اسے اذلان کی موجودگی میں اسے کہیں بھی جانا اچھا نہیں لگ رہا تھا

وہ اپنے حیا اور راحم کے درمیان کسی کو برداشت نہیں کرتی تھی

اذلان راحم کا بہت اچھا دوست تھا

اذلان اور راحم کی دوستی یونی کے پہلے دن ہی ہوئی تھی تب سے وہ بہت اچھے دوست بن گئے تھے

وہ راحم کی وجہ سے کئی بار اذلان سے مل چکی تھی وہ ایک اچھا لڑکا تھا

لیکن پھر بھی اسے اپنے تینوں کے درمیان کوئی چوتھا قبول نہیں تھا

وہ اپنے رشتوں کے بارے میں بہت پوزیسو تھی

اسکی زندگی میں اس کے پاپا، راحم اور حیا کے سوا اور کوئی نہیں تھا

وہ دوسروں کے ساتھ فارمل ہی رہتی تھی سوائے راحم، حیا اور اپنے پاپا کے

راحم اور حیا ہی اس کے دوست تھے

ان کے علاوہ اس نے کبھی کسی کی دوستی کی آفر قبول نہیں کی تھی

بہت سے لڑکے اور لڑکیاں اس دوستی کی آفر کر چکے تھے

لیکن اسے کسی سے بھی دوستی میں کوئی انٹرسٹ نہیں تھا

وہ بہت خوبصورت تھی اسکی خوبصورتی جنت کی حور کی خوبصورتی کو بھی مات دیتی تھی

لائٹ براون کمر سے نیچے آتے بال جن کو ہمیشہ وہ کھلا ہی رکھتی تھی، دودھ سے بھی

زیادہ سفید گوری رنگت، سرخ و سفید گال اور سرخ ہی گلاب کی

پنکھڑیوں جیسے ہونٹ، چھوٹا سا باریک ناک،

دھان پان سا سراپا

اسکی خوبصورتی کا باعث تھا

جو بھی دیکھتا تو دیکھتا ہی رہ جاتا اس پر پہلی نظر ڈالنے والا اپنی نظریں اس سے ہٹا

ہی نہیں پاتا تھا

کچھ ایسی کشش تھی اس میں۔۔۔۔۔

آج تک کسی نے اسکی

آنکھیں نہیں دیکھی تھیں کوئی نہیں جانتا تھا کہ اسکی آنکھوں کا رنگ کیا ہے اور

اسکی آنکھیں کیسی ہیں کیونکہ وہ ہمیشہ اپنی

آنکھوں کو بلیک گلاسسز سے چھپائے رکھتی تھی

راحم اور حیا جو کہ اسکے دوست تھے انہیں بھی نہیں پتا تھا کہ اسکی آنکھوں

کا رنگ کیسا ہے کیونکہ انہوں نے بھی اسکی

آنکھیں کبھی نہیں دیکھی تھیں

پوری یونی میں وہ پرنسز کے نام سے مشہور تھی بہت کم لوگ اسکے اصلی نام سے واقف

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھے

وہ تھی بھی پرنسز جیسی

نازک سی اور خوبصورت۔۔۔۔۔

حیا سے اسکی دوستی یونی کے فرسٹ ڈے پر ہی ہو گئی تھی

حیا کے تھرو ہی اسکی راحم سے دوستی ہوئی تھی

راحم بہت اچھا لڑکا تھا اسے اپنی پیاری سی دوست حیا کے لیے راحم بہت پسند تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نوراں۔۔۔۔۔۔

نوراں۔۔۔۔صفیہ خاتون اسے آوازیں دے رہی تھیں

صفیہ خاتون، زینب بیگم کے ساتھ ڈرائنگ روم میں موجود تھیں

دارجی اور شاہ الیکشن کے کاموں میں مصروف تھے

اور سکندر صاحب زمینوں پر گئے ہوئے تھے

اس وقت وہ دونوں ہی گھر پر تھیں

جی بڑی بی بی آپ نے بلایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نوراں بولی

ہاں دیا کو بھیجو ذرا۔۔۔۔۔

نوراں سر ہلاتی ہوئی کچن کی طرف چلی گئی جہاں دیا موجود تھی

کوئی نئی لڑکی رکھی ہے کیا ماں جی آپ نے۔۔۔۔؟

زینب بیگم نے ان سے پوچھا

ہاں کرمو کے تایا زاد کی بیٹی ہے اسکے ماں باپ کا انتقال ہو گیا ہے

اس لیے کرمو اسے اپنے ساتھ لے آیا اور مجھ سے اسے حیویلی میں ملازمت کی

درخواست کی

اور میں نے اسے رکھ لیا

لڑکی بہت محنتی ہے جو بھی کام کہو بہت اچھے سے کرتی ہے

پر بیچاری گونگی ہے۔۔۔۔۔۔صفیہ خاتون نے انہیں بتایا

اتنے میں دیا وہاں آ گئی تھی

دیا تمھیں چائینز کھانا بنانا آتا ہے۔۔۔۔۔۔۔

صفیہ خاتون نے اس سے پوچھا

دیا نے ہاں میں سر ہلایا

اچھا پھر آج چائینز رائس بنا لینا میرے پوتے کو بہت پسند ہیں۔۔۔۔۔۔

صفیہ بیگم کے اگلے حکم پر بھی اس نے ہاں میں سر ہلایا

ایک بات تو بتاؤ تم نے چائینز کھانے بنانے کہاں سے سیکھے۔۔۔۔زنیب بیگم نے حیرانی سے اس سے پوچھا

وہ اس بات پر حیران تھیں کہ ایک ان پڑھ اور غریب گھرانے کی لڑکی کیسے چائینز کھانے بنا سکتی ہے

انکی بات سن کر دیا نے انکے سامنے ٹیبل پر موجود کاغذ اور پینسل اٹھائے

اور اس پر کچھ لکھ کر زینب بیگم کی طرف بڑھایا

زینب بیگم نے حیرانی سے اسکے ہاتھ سے کاغذ لے لیا

جس پر لکھا تھا کہ

میرے بابا اور اماں نے اپنی محنت کی کمائی سے اسکے میٹرک پاس کرنے پر اسے ایک سمارٹ موبائیل لے کر دیا تھا

جس پر اس نے چائینز کھانے بنانے سیکھے تھے

اور گھر میں ٹرائی کیا کرتی تھی ان ساری ریسپیز کو اس طرح وہ آہستہ آہستہ چائینز بنانا سیکھ گئی

یہ تو بہت اچھی بات ہے۔۔۔زینب بیگم مسکراتے ہوئے بولیں

اچھا اب تم جاؤ دیا۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صفیہ بیگم کے کہنے پر وہ سر ہلاتے ہوئے کچن میں چلی گئی

واہ۔۔۔۔۔ماں جی لڑکی تو بہت ہنر مند لگتی ہے اب اسکے ہاتھ کا کھانا بنا

کھانا کھا کر ہی پتا چلے گا کہ میرا اندازہ سچ ہے کہ نہیں

وہ کھانا بہت اچھا بناتی ہے۔۔۔ تمھارے دار جی بھی اسکے ہاتھ کے بنے کھانے کی

تعریف کرتے نہیں تھکتے ہیں

صفیہ بیگم مسکراتے ہوئے بولیں

دار جی نے اسکی تعریف کی ہے تو واقعی میں وہ اچھا کھانا بناتی ہو گی

کیونکہ دار جی بہت کم ہی کسی کی تعریف کرتے ہیں۔۔۔۔

زینب خاتون بولیں

ہمم۔۔۔۔۔یہ تو ہے۔۔۔۔صفیہ خاتون نے سر ہلایا

تم لوگ کب واپس جا رہے ہو۔۔۔

ماں جی میں اور سکندر تو کل ہی چلے جائیں گے البتہ شاہ آپ کے ساتھ ہی رہے

گا

زینب بیگم نے انکی بات کا جواب دیا

ٹھیک ہے بیٹا۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہاں کا کھانا بہت اچھا ہے نا۔۔۔۔۔۔

راحم نے ان سب سے پوچھا

وہ چاروں اس وقت ایک ریسٹورانٹ میں موجود تھے

ہاں بہت اچھا ہے۔۔۔۔۔اذلان نے اس کی بات سے اتفاق کیا

مجھے بھی جہاں کا کھانا بہت پسند آیا ہے۔۔۔حیا مسکراتے ہوئے بولی

تمھیں کیسا لگا کھانا پرنسز۔۔۔۔۔

راحم نے اس سے پوچھا جو کھانا کھانے میں مصروف تھی

اچھا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے مختصر سا جواب دیا اور پھر سے کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی

مجھے پتا تھا کہ تم سب کو پسند آئے گا میں کچھ دن پہلے جہاں آیا تھا

اور مجھے جہاں کا کھانا بہت مزے کا لگا تھا

اسی لیے میں تم سب کو بھی جہاں لے آیا

راحم مسکرا رہا تھا بات کرتے ہوئے

تم دونوں شادی کب کر رہے ہو۔۔۔۔۔۔۔پرنسز نے راحم اور حیا سے پوچھا

اس نے اب تک اذلان کو مخاطب نہیں کیا تھا سوائے ہیلو ہائے کے

جب حیا کا ایم بی اے کمپلیٹ ہو جائے گا تب ہم شادی کریں گے

اور تب تک میں بھی پاپا کا بزنس جوائن کر لوں گا

جواب راحم کی طرف سے آیا تھا

اوکے۔۔۔۔۔پرنسز مسکراتے ہوئے بولی

مسکرانے کی وجہ سے اس کے دونوں گالوں میں گہرے ڈمپل نمودار ہوئے

جو اس کے حسن کو چار چاند لگاتے تھے

راحم، حیا اور اذلان اسے ہی دیکھ رہے تھے جو مسکراتے ہوئے اور بھی خوبصورت لگ رہی تھی

اس کی مسکراہٹ اتنی غضب کی ہے اگر یہ کھل کے ہنسے تو دیکھنے والے کی جان ہی لے لے گی۔۔۔۔۔۔۔

اذلان نے اسے مسکراتا دیکھ دل میں اندازہ لگایا

لنچ کرنے کے بعد وہ سب اپنے اپنے راستے ہو لیے۔۔۔۔۔

ہیلو پاپا۔۔۔۔۔۔

وہ حیدر صاحب کو آتا دیکھ اٹھ کھڑی ہوئی اور ان کے گلے کا ہار بن گئی

کیسی ہے میری پرنسز۔۔۔۔۔۔۔

وہ مسکراتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لگائے لاونج میں موجود صوفے تک لے آئے اور اسے لیے صوفے پر بیٹھ گئے

آئم فائن پاپا۔۔۔۔۔۔۔اس نے اپنا سر ان کے کندھے پر ٹکا دیا

کیسا گزرا میری پیاری سی پرنسز کا آج کا دن۔۔۔۔۔

اچھا گزرا آج کا دن پاپا۔۔۔

یونی کے بعد میں راحم، حیا اور راحم کا دوست اذلان نے ایک ساتھ لنچ کیا

لنچ کے بعد میں مارکیٹ آ گئی وہاں سے کچھ چیزیں لیں

مارکیٹ میں دو لڑکوں نے مجھے تنگ کیا

اور پھر میں نے ان کی اچھی دھلائی کی معافی مانگتے گئے تھے مجھ سے

وہ دونوں لڑکے۔۔۔۔۔۔۔اس نے مسکراتے ہوئے انہیں اپنے پورے دن کی تفصیلات سے آگاہ کیا

ویری گوڈ بیٹا تم نے بہت اچھا کیا ان کی پٹائی کر کے۔۔۔۔۔۔۔

حیدر صاحب نے اسے شاباشی دی

چلیں پاپا اب آپ چینج کر لیں اور فریش ہو جائیں میں اتنی دیر میں کھانا لگواتی ہوں پھر مل کر ڈنر کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔

اوکے مائی پرنسز۔۔۔۔۔۔حیدر صاحب اسکی پیشانی چومتے ہوئے اپنے روم میں چلے گئے

اس نے کراٹے سیکھے ہوئے تھے وہ کراٹوں میں بلیک بیلٹ تھی

اسکے پاپا کا ایک بہت بڑا پینٹ ہاوس تھا جس میں وہ اپنے پاپا کے ساتھ رہتی تھی

اسکے پاپا نے اپنا سارا بزنس، بینک بیلنس اور پینٹ ہاوس اس کے نام کیا ہوا تھا

وہ اپنے پاپا کی ساری جائیداد کی اکلوتی وارث تھی

پورا پینٹ ہاوس اندر سے وائٹ کلر کا تھا اور پورے پینٹ ہاوس کو اس نے اپنی مرضی سے ڈیکوریٹ کیا ہوا تھا

دیواروں پر خوبصورت سی پینٹنگز لگی ہوئی تھیں

سارا فرنیچر وائٹ کلر کا تھا وائٹ کلر کا کارپٹ پورے پینٹ ہاوس میں موجود تھا

بہت قیمتی اور مہنگے شو پیس سے اس نے پورے پینٹ ہاوس کو سجایا ہوا تھا

واہ۔۔۔زبردست۔۔۔۔

چائنیز رائس تو بہت مزے کے ہیں کس نے بنائے ہیں

خالہ نوراں نے بنائے ہیں کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟

شاہ نے صفیہ خاتون سے پوچھا

نہیں نوراں کی بھتیجی ہے اس نے بنائے ہیں۔۔۔۔انہوں نے اسکی بات کا جواب دیا

ان کی کون سی بھتیجی آگئی کرمو چاچا کا تو کوئی بھی بھائی نہیں ہے۔۔۔

شاہ نے حیرانی کا اظہار کیا

وہ کرمو کے تایا زاد کی بیٹی ہے اسکے تایا زاد کا انتقال ہو گیا ہے جس کی وجہ سے کرموا سے اپنے ساتھ لے آیا

صفیہ خاتون نے اسکی معلومات میں اضافہ کیا

اوکے۔۔۔۔شاہ نے سر ہلاتے ہوئے اپنے کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا

پرنسز۔۔۔۔میری جان کیا ہوا تمھیں

حیدر صاحب اسکے کمرے میں موجود تھے کیونکہ وہ ابھی تک اپنے روم سے باہر نہیں آئی تھی

حیدر صاحب کافی دیر اسکے باہر آنے کا انتظار کرتے رہے

لیکن اسکے نا آنے پر وہ خود اسے دیکھنے اسکے روم میں آ گئے

پرنسز۔۔۔۔۔۔

اسکے طرف سے کوئی جواب نا پا کر حیدر صاحب نے اسکے چہرے سے

کمفرٹر ہٹایا

تو اس کا لال ہوتا چہرہ پایا وہ بری طرح کانپ رہی تھی

پرنسز۔۔۔۔۔حیدر صاحب نے اسکی پیشانی کو چھوا تو وہ بخار سے تپ رہی تھی

پرنسز۔۔۔۔۔۔۔میری جان آنکھیں کھولو

حیدر صاحب نے اسکا چہرہ تھپتھپایا تو اس نے تھوڑی سی اپنی آنکھیں کھولیں

اور ان کی طرف دیکھا

پاپا۔۔۔۔۔وہ اتنا ہی کہتے پھر سے اپنی آنکھیں موند گئی

پرنسز۔۔۔۔حیدر صاحب نے پھر سے اسے جگانا چاہا پر وہ بے ہوش ہو چکی تھی

حیدر صاحب کی تو اسکی یہ حالت دیکھ کر جان پر بن آئی تھی

انہوں نے کانپتے ہاتھوں سے ڈاکٹر کو فون کر کے اسے بلایا

اور خود اسکا سر اپنی گود میں رکھ کر بیٹھ گئے اور اسکے بالوں میں اپنی انگلیاں پھیرنے

لگے

ڈاکٹر نے اسکا چیک اپ کیا

ڈونٹ وری مسٹر حیدر شی ول بی فائن۔۔۔۔۔۔

بس سردی کی وجہ سے انہیں بخار ہو گیا ہے

میں نے انکو انجکشن دیا ہے کچھ دیر میں یہ ہوش میں آجائے گی اور میں نے میڈیسن لکھ

دیں ہیں ان کو یہ میڈیسن دیں یہ جلد ہی ٹھیک ہو جائیں گی

ڈاکٹر ان کو تسلی دیتا ہوا وہاں سے چلا گیا

کچھ دیر کے بعد اسے ہوش آیا

پاپا۔۔۔۔۔۔۔اس نے حیدر صاحب کو پکارا جو ابھی بھی اسکا سر اپنی گود میں رکھے

بیٹھے تھے اور اسکے بالوں میں انگلیاں پھیر رہے تھے

جی پاپا کی جان۔۔۔۔۔۔کیسی ہے اب میری پرنسز

پاپا پورے جسم میں درد ہو رہا ہے۔۔۔وہ روتے ہوئے بولی

میں ابھی تمھارے لیے سوپ لے کر آتا ہوں سوپ کے بعد تم میڈیسن لینا

دیکھنا میڈیسن لینے کے بعد تم بلکل ٹھیک ہو جاو گی

انہوں نے اسے تسلی دی اور اسکے پیشانی چومی

نہیں آپ نا جائیں میڈ کو کہیں وہ دے جائے سوپ۔۔۔۔۔۔

ان کو اٹھتا دیکھ وہ فورا بولی اور ان کا ہاتھ پکڑ لیا

ٹھیک ہے میری پرنسز۔۔۔۔۔۔۔۔

انہوں نے انٹر کام پر میڈ کو سوپ لانے کو کہا

تھوڑی دیر میں میڈ سوپ لے آئی

اٹھو میری جان سوپ پی لو۔۔۔۔۔۔۔انہوں نے اسے سہارا دے کر بیٹھایا

اور خود اپنے ہاتھوں سے سوپ پلانے لگے

سوپ پلانے کے بعد انہوں نے اپنے ہاتھوں سے ہی اسے میڈیسن کھلائی

اب تم لیٹ جاو اور آرام کرو میری جان۔۔۔۔

وہ انکی گود میں سر رکھ کے لیٹ گئی۔۔۔۔۔

پاپا مجھے چھوڑ کر نا جایئے گا۔۔۔۔

ٹھیک ہے نہیں جاوں گا میں اپنی پرنسز کو چھوڑ کر

وہ اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگے

تھوڑی ہی دیر میں وہ سوگئی تھی

حیدر صاحب ویسے ہی اس کے پاس بیٹھے رہے

وہ ایسی ہی تھی بیماری میں بلکل بچی بن جاتی تھی حیدر صاحب کو اپنے پاس سے اٹھنے نہیں دیتی تھی

اور حیدر صاحب بھی کہاں اسے بیماری کی حالت میں چھوڑ کر جاتے تھے

اسکو تکلیف میں دیکھ کر حیدر صاحب تڑپ اٹھتے تھے

وہ اس وقت تک اسکے ساتھ رہتے تھے

جب تک وہ مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہو جاتی تھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس میں ان کی جان تھی

انہوں آج تک اس سے اونچی آواز میں بات تک نہیں کی تھی

انہوں نے اپنی پرنسز کو بلکل ایک پرنسز کی طرح ہی رکھا تھا

انہوں نے اسکی ہر خواہش پوری کی تھی

کیسی جا رہی ہے الیکشن کی کمپین شاہ۔۔۔۔

سکندر صاحب نے اس سے استفسار کیا

بہت اچھی چل رہی ہے پاپا۔۔۔پر مخالف پارٹی کا امیدوار بلال جو میرے مقابل کھڑا ہے کل مجھ سے ملا تھا

بہت اکڑ دیکھا رہا تھا میرے سامنے اور مجھے دھمکیاں بھی دے رہا تھا کہ میں الیکشن نا لڑوں ورنہ وہ میرے ساتھ بہت برا کرے گا۔۔۔۔۔۔۔

میں اسکا منہ توڑ دیتا اگر دارجی درمیان میں نا آتے۔۔۔۔

شاہ اس کا ذکر کرتے ہوئے غصے کا اظہار کیا

تم اس سے دور ہی رہو بیٹا وہ جان بوجھ کر ایسا کر رہا ہے تاکہ تم غصے میں آکر کچھ الٹا سیدھا کرو اور پھس جاو

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سکندر صاحب نے اسے سمجھایا

تو آپ کا کیا مطلب ہے وہ جو چاہے بکواس کرے میں اسے آگے سے کوئی جواب بھی نا دوں پاپا

میں یہ نہیں کہہ رہا بیٹا بس یہ کہہ رہا ہوں ہوش سے کام لو جوش سے نہیں۔۔۔

ٹھیک ہے پاپا کوشش کروں گا۔۔۔۔۔۔اس نے خود کو نارمل کیا

اللہ خیر سے الیکشن ہو جائیں ورنہ شاہ کا کوئی اعتبار نہیں کہ یہ بلال کا قتل ہی کر دے

انہوں نے دل میں سوچا

شاہ غصے کے معاملے میں اپنے دار جی کو بھی پیچھے چھوڑ گیا تھا

دار جی بہت غصے والے تھے ان کے اپنے اصول تھے جو ان اصولوں کو ماننے سے

انکار کرتا تھا تو وہ ان کے غضب کا شکار ہو جاتا تھا

یہ نہیں تھا کہ دار جی اپنے ملازموں اور گاوں والوں پر بے جا غصہ کرتے تھے

بس جو غلط کام کرتا تھا اور ان کے اصولوں کو نہیں مانتا تھا

وہ اس پر ہی غصہ کرتے تھے

دار جی اپنے پورے گاؤں کے مائی باپ تھے سب گاؤں والے ان کی عزت کرتے تھے

اور برے لوگ ان سے ڈرتے تھے کیونکہ وہ برے لوگوں کے معاملے

میں بہت برے تھے

اور شاہ تو غصے کرنے کے معاملے میں ان سے بھی دو ہاتھ آگے ہی تھا

پھر سکندر صاحب اپنی بیگم زینب کے ساتھ کراچی چلے گئے واپس اپنے گھر

اور شاہ گاؤں میں ہی رہا اور اپنی الیکشن کی کمپین میں مصروف ہو گیا

اندھی ہو تم نظر نہیں آتا۔۔۔۔۔۔۔شاہ اس پر غصے سے دھاڑا

دیا جو صفیہ خاتون کے لیے جوس لے کر جا رہی تھی سامنے سے آتے شاہ کو نا دیکھ پائی اور اس سے ٹکرا گئی

جس کی وجہ سے اسکے ہاتھ میں پکڑا جوس کا گلاس شاہ کے کپڑوں پر گر گیا

جس سے شاہ کے سارے کپڑے خراب ہو گئے

شاہ کے دھاڑنے کی وجہ سے وہ تھر تھر کانپ رہی تھی اور اسکے سامنے سر جھکائے کھڑی تھی

میرے سارے کپڑے خراب کر دیئے ایڈیٹ سٹوپٹ نا تو۔۔۔۔۔۔۔

وہ ابھی بھی غصے سے اسے گھور رہا تھا شاہ کو وہ کالی اور بڑھے ہوئے دانتوں والی لڑکی بلکل بھی اچھی نہیں لگی تھی

شاہ کی آواز سن کر صفیہ بیگم وہاں آ گئیں

کیا ہوا بیٹا کیوں اسے ڈانٹ رہے ہو۔۔۔۔۔

یہ دیکھیں دادو۔۔۔اس نے میرے سارے کپڑے خراب کر دیئے

وہ ابھی بھی غصے میں تھا

معاف کر دو بے بچاری کو غلطی ہو گئی ہے اس سے۔۔۔۔۔۔انہوں نے دیا کی سفارش کی جو ابھی بھی سر جھکائے کھڑی تھی

یہ ہے کون پہلے تو اسے کبھی نہیں دیکھا۔۔۔۔۔شاہ نے ان سے پوچھا

یہ کرمو کی بھتیجی دیا ہے جس کے ہاتھ کے بنائے ہوئے رائس تمھیں بہت پسند آئے تھے

انہوں نے اسے بتایا

او کے معاف کر دوں گا پہلے یہ مجھ سے معافی مانگے۔۔۔۔۔

یہ کیسے معافی مانگ سکتی ہے تم سے یہ تو بول بھی نہیں سکتی ہے یہ گونگی ہے۔۔۔۔

صفیہ خاتون بولیں

تو میں بے وقوف تب سے ویسے ہی بولے جا رہا ہوں اور اس نے میری ایک بھی بات نہیں سنی۔۔۔۔شاہ کو اور غصہ آیا اس بات پر

نہیں یہ سن سکتی ہے پر بول نہیں سکتی۔۔۔۔۔۔انہوں نے اسے بتایا

ٹھیک ہے پھر ہاتھ جوڑ کر مجھ سے معافی مانگو۔۔۔۔۔۔شاہ اب دیا سے مخاطب تھا

دیا نے فوراً اس کی طرف بنا دیکھے اسکے آگے اپنے ہاتھ جوڑ دیئے

ٹھیک ہے جاو اب تم دیا۔۔۔۔۔صفیہ خاتون کے کہنے پر وہ گلاس اٹھاتی ہوئی کچن میں چلی گئی

بیٹا اب تم غصہ چھوڑو اور جا کر چینج کر لو۔۔۔۔۔۔

صفیہ خاتون کے کہنے پر وہ سر ہلاتا ہوا اپنے روم میں چلا گیا

اللہ اسکا غصہ کم کر دیں۔۔۔وہ شاہ کو جاتا دیکھ دل میں اللہ سے مخاطب ہوئیں

اب کیسی ہے میری پرنسز۔۔۔۔

حیدر صاحب نے اسکے آنکھیں کھولنے پر اس سے پوچھا

ٹھیک ہوں پاپا آپ تھک گئے ہوں گے نا اس طرح بیٹھے بیٹھے۔۔۔۔۔وہ پریشانی سے بولتی ہوئی اٹھ کر بیٹھ گئی

میں بلکل ٹھیک ہوں تم فکر نا کرو میری جان۔۔۔انہوں نے مسکراتے ہوئے اپنی پرنسز کی پیشانی چومی

حیدر صاحب تب سے اسی کے پاس بیٹھے تھے وہ ایک پل کے لیے بھی اسے چھوڑ کر اپنی جگہ سے نہیں ملے تھے

ٹھیک ہے پاپا میں چینج کر لوں پھر مل کر کھانا کھاتے ہیں آپ نے بھی کھانا نہیں کھایا صبح سے

اور اب رات ہونے والی ہے۔۔۔۔

ٹھیک ہے بیٹا میں میڈ سے کھانا لگانے کا بولتا ہوں تم تب تک چینج کر کے آجاو

وہ اسکو اپنے گلے سے لگانے اور اسکی پیشانی چومتے ہوئے اس کے روم سے چلے گئے

تو برخودار کیسا چل رہا ہے تمھارا کام۔۔۔۔۔

دار جی نے شاہ سے پوچھا

وہ دار جی اور اسکی دادو اس وقت رات کا کھانا کھا رہے تھے

بہت اچھا جا رہا ہے دار جی دیکھے گا میں ہی جیتوں گا انشااللہ۔۔۔۔۔وہ پر عزم لہجے میں گویا ہوا

بہت اچھی بات ہے بیٹا۔۔۔۔۔وہ مسکراتے ہوئے بولے

کھانے کھانے کے بعد دار جی اور صفیہ خاتون اپنے روم میں چلے گئے اور شاہ لان میں ٹہلنے لگا

وہ لان سے اپنے روم کی طرف جا ہی رہا تھا کہ اسے دیا کچن سے نکلتی دیکھائی دی

سنو۔۔۔۔۔۔

شاہ کی آواز پر وہ رک گئی

وہ سر جھکائے کھڑی تھی

کافی بنا کر مجھے میرے روم میں دے جانا۔۔۔۔۔۔شاہ اسے حکم دیتا ہوا اپنے روم میں

چلا گیا

کچھ دیر کے بعد دروازے پر ناک ہوا

آجاو۔۔۔۔شاہ کے اجازت دینے پر دیا کافی لیے روم میں آئی

شاہ بیڈ کراون سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا اسے آتا دیکھ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا

دیا نے ٹرے شاہ کے آگے کی شاہ نے کافی کا کپ تھام لیا

جاواب تم۔۔۔۔شاہ کے کہنے پر وہ وہاں سے جانے ہی لگی تھی کہ شاہ کی آواز پر

اسے رکنا پڑا

سنو۔۔۔۔۔۔

وہ اسکی طرف رُخ موڑے سر جھکا کر کھڑی ہو گئی

کافی بہت اچھی ہے۔۔۔۔۔۔تم اتنا اچھا کھانا کہاں سے بنانا سیکھا

شاہ نے اس سے پوچھا

اف میں بھی پاگل ہوں تم سے پوچھ رہا ہوں تم تو بول بھی نہیں سکتی۔۔۔۔۔

شاہ نے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا

دیا نے پہلی بار اپنی آنکھیں اٹھا کر شاہ کی طرف دیکھا

اس نے شاہ کو اشارہ کیا کہ وہ اسے لکھنے کے لیے کاغذ اور پینسل دے

پر شاہ کہاں ہوش میں تھا وہ تو ٹکٹکی باندھے اسکی آنکھوں کو دیکھ رہا تھا دیا کی آنکھیں

بلکل ویسی ہی تھیں جیسی آنکھیں روز شاہ

خواب میں دیکھتا تھا

اسے روز خواب میں بلورین آنکھیں دکھائی دیتی تھیں وہ ان آنکھوں کا دیوانا تھا

وہ اس بلورین آنکھوں والی لڑکی کی تلاش کرتا تھا

لیکن آج تک اسے وہ لڑکی نہیں ملی تھی جس کی بلورین آنکھیں

ہوں

آج اس نے حقیقت میں بلورین آنکھیں دیکھیں تھیں جو اسے

خواب میں تنگ کرتی تھیں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آں۔۔۔آں۔دیا نے اپنی آواز نکال کر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی جو

یک ٹک اسے ہی دیکھ رہا تھا

وہ پھر بھی ہوش میں نا آیا ویسے ہی دیا کی آنکھوں کو تکتا رہا

دیا جیسے ہی وہاں سے جانے کے لیے مڑی شاہ فوراً ہوش میں آیا

اور لپک کر دیا کا ہاتھ پکڑ کر اسکو روکا

دیا آنکھوں میں خوف لیے اسے دیکھ رہی تھی اور تھر تھر کانپ رہی تھی

شاہ نے اسکی آنکھوں میں خوف دیکھتے ہوئے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا

تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا

شاہ اس سے مخاطب تھا

دیا نے کمرے میں موجود صوفے پر موجود رجسٹر اور پینسل اٹھا کر شاہ کی بات کا جواب اس پر لکھ دیا

تو اس کا مطلب ہے یہ تھوڑا بہت پڑھی لکھی بھی ہے۔۔۔۔۔کاغذ پر اسکے لکھے موتی جیسے لفظوں کو پڑھنے کے بعد شاہ نے دل میں سوچا

تمھاری رائٹنگ بہت اچھی ہے اور ایک بات تو بتاو تمھاری آنکھوں کا یہ اصلی رنگ ایسا ہے یا تم نے لینز ڈالے ہوئے ہیں۔۔۔۔شاہ نے ایک اور سوال داغا

دیا نے پھر سے اسکی بات کا جواب لکھ دیا

ٹھیک ہے تم جاو۔۔۔۔شاہ کے اجازت دیتے ہی وہ وہاں سے چلی گئی

اسکے جاتے ہی شاہ بیڈ پر گر گیا اور اپنی آنکھیں موند لیں

واہ اللہ میاں۔۔۔۔پہلے دو آنکھیں روز خواب میں دیکھا دیکھا کر مجھے ان دو آنکھوں کا دیوانا کر دیا

پھر جس کی وہ آنکھیں ہیں وہ لڑکی کون نکلی جس کو میرے گھر والے کبھی بھی میری

بیوی کے طور پر قبول نہیں کریں گے

وہ بن ماں باپ کے ہے ہمارے ملازم کی بھتیجی ہے غریب ہے اسکا رنگ کالا ہے

دانت بڑھے ہوئے ہیں اور گونگی بھی ہے

وہ کسی بھی لحاظ سے خوبصورت نہیں ہے پر میں اپنے دل کا کیا کروں اسے تو

اسکی ان بلورین آنکھوں سے عشق ہے۔۔۔۔۔

کس مقام پر آپ نے مجھے لا کھڑا کیا ہے اللہ میاں۔۔۔

ان بلورین آنکھوں کو اور دیا کو سوچتا ہوا وہ نیند کی وادیوں میں گم ہو گیا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ووٹینگ کا دن بھی آ پہنچا تھا آج فیصلہ ہونا تھا

کہ شاہ جیتے گا یا پھر بلال۔۔۔۔۔

شاہ اپنے فارم ہاوس کی طرف جا رہا تھا جب اسی گاڑی کے سامنے بلال کی گاڑی

آ رکی

شاہ کو بھی مجبوراً رکنا پڑا کیونکہ بلال کی گاڑی نے اسکی گاڑی کا راستہ روکے کھڑی

تھی

بلال اور شاہ اس وقت اکیلے ہی تھے اپنی اپنی گاڑی میں

ورنہ ہمیشہ ان کے ساتھ گارڈز ہوتے تھے

بلال اپنی گاری سے نکلتا شاہ کی گاڑی کے پاس آگیا

شاہ بھی اپنی گاڑی سے باہر نکل آیا

میرا راستہ کیوں روکا ہے۔۔۔۔۔۔شاہ نے اسے غصے سے گھورا

میری مرضی۔۔۔۔بلال تمسخرانہ انداز میں مسکراتا ہوا گویا ہوا

راستہ چھوڑو میرا۔۔۔ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا

شاہ بولا

نہیں چھوڑوں گا جو کرنا ہے کر لو۔۔۔بلال تن کے اسکے سامنے کھڑا ہو گیا

شاہ نے ایک مکا اس کے منہ پر مارا جس سے بلال دور جا گرا

تمھاری تو۔۔۔۔۔بلال غصہ سے شاہ کی طرف بڑھا

اور اسے تھپڑ مارنے کے لیے اس پر ہاتھ اٹھایا

شاہ نے اسکا ہاتھ راستے میں ہی روک لیا

مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی غلطی نا کرنا ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا

شاہ نے اسے دھمکی دی اور اسکا ہاتھ مروڑ کر ایک جھٹکے سے چھوڑ دیا

آج میں نے الیکشن جیت جانا ہے پھر میں تمھیں بتاوں گا بلال کون ہے اور تمھارے ساتھ کیا کر سکتا ہے۔۔۔۔

تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھا کر اچھا نہیں کیا میں اسے مکے کا بدلہ تم سے لے کر روں گا۔۔۔۔۔۔بلال اسے غصے سے گھور رہا تھا

تمھاری خوش فہمی ہے کہ تم الیکشن جیت جاوگے اور میرا کچھ بگاڑ سکتے ہو۔۔۔۔

شاہ نے اسے جلانے کے لیے مسکراتے ہوئے کہا

دیکھتے ہیں۔۔۔۔۔بلال اسے کہتا ہوا اپنی گاڑی لے کر وہاں سے چلا گیا

شاہ بھی حیویلی آگیا

شام کو غیر متفقہ نتائج کے مطابق شاہ اپنے حلقے سے بھاری اکثریت کے ساتھ جیت گیا تھا

بہت بہت مبارک ہو بیٹا تم جیت گئے۔۔۔۔۔دار جی نے اسے گلے لگاتے ہوئے مبارک باد دی

آپ کو بھی بہت بہت مبارک ہو دار جی۔۔۔۔۔۔۔شاہ بھی بہت خوش تھا اپنی جیت سے

بہت بہت مبارک ہو شاہ بیٹا۔۔۔۔صفیہ خاتون نے بھی اسے مبارک باد دی

آپ کو بھی مبارک ہو دادو۔۔۔۔۔۔

تم لوگ بیٹھو میں پورے گاؤں میں میٹھائی بانٹ کے آتا ہوں۔۔۔۔۔

دار جی ان سے کہتے ہوئے کرمو کو اپنے ساتھ لیے وہاں سے چلے گئے

دادو آج کچھ مزے کا میٹھا ہی کھلا دیں میرے جیتنے کی خوشی میں۔۔۔۔۔۔

شاہ نے فرمائش کی

مجھے پتا تھا میرا بیٹا ضرور جیتے گا اسی لیے میں نے پہلے ہی دیا کو تمھاری پسند کا سٹابری فلیور کا کرسٹ بنانے کا بول دیا تھا

وہ مسکراتے ہوئے بولیں

تھینکیو۔۔۔۔دادو۔۔۔۔وہ ان کو اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولا

دیا کے ذکر پر اسے دیا کی آنکھیں یاد آ گئیں

شاہ نے اس دن کے بعد دیا کو نہیں دیکھا تھا کیونکہ وہ اپنے الیکشن کے کاموں میں بہت مصروف تھا

اپنے ماما پاپا کو فون ملا و ان کو بھی خوش خبری دیتے ہیں۔۔۔۔

صفیہ خاتون کے کہنے پر اس نے اپنے پاپا سکندر صاحب کو کال ملائی

۔۔

یار آج تو یہ گلاسز اتار دو۔۔۔ حیا نے اس سے کہا

نہیں میں نے نہیں اتارنی۔۔۔۔۔۔۔ وہ اٹل لہجے میں گویا ہوئی

اوکے ایز یو وش۔۔۔۔۔۔ حیا نے اسے اور فورس نا کیا

کیونکہ وہ جانتی تھی وہ جو بات ایک بار کہہ دے وہ پتھر پر لکیر ہوتی تھی

آج راحم کی فیئر ول پارٹی تھی جو حیا اور اسکی کلاس کی طرف سے راحم کی کلاس کو دی گئی تھی

پرنسز اس فنگشن کو ہوسٹ کر رہی تھی

ہیلو ایوری ون۔۔۔ وہ اپنی خوبصورت آواز میں سٹیج پر آتے ہال میں موجود سب سٹوڈینٹ سے مخاطب تھی

سب کی ستائشی نظریں اس پر ہی تھیں وہ ریڈ کلر کا باربی فراک پہنے لائٹ سا میک اپ کیے اپنے خوبصورت سلکی بال اپنی پشت پر پھیلائے

اور آنکھوں پر گلاسز لگائے سچ مچ کی باربی لگ رہی تھی

ویلکم ٹو آل آف یو آن دی فیئر ول پارٹی آف ایم بی اے ڈپارٹمنٹ۔۔۔۔۔

ناؤ ویوی سٹارٹ دِس پارٹی وِد سَم میمریبل سینز آف آرڈ یپارٹمنٹ اینڈ اٹس سٹوڈینٹ

لٹس واچ آن دِی سکرین۔۔۔۔۔

اس کے کہنے کے بعد سکرین پر ایک وڈیو چلنے لگی

واوووو۔۔۔۔۔پرنسز تم نے تو ہمیشہ کی طرح اس بار بھی میدان مار لیا ہے کیا ہوسٹ کیا ہے سارے فنکشن کو۔۔۔

راحم نے اسکی تعریف کی

تھینکیو راحم۔۔۔۔۔اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

راحم اپنے ساتھ اذلان کو لیے فنکشن ختم ہونے کے بعد حیا اور اس کے پاس آگیا تھا

اوکے اب ہم چلتے ہیں اپنے دوستوں کے پاس۔۔۔۔۔۔

کچھ دیر ان سے باتیں کرنے کے بعد راحم ان سے بولا

اوکے جاو۔۔۔حیا بولی

مسٹر اذلان بہت اچھا وقت گزرا آپ کے ساتھ۔۔۔۔۔۔حیا نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ اذلان کی طرف بڑھایا

میرا بھی بہت اچھا وقت گزرا آپ سب کے ساتھ۔۔۔اذلان نے مسکراتے ہوئے

اس سے ہاتھ ملایا

ہیو آ گوڈ ٹائم وِدیو مسٹر اذلان۔۔۔پرنسز نے مسکراتے ہوئے اذلان سے ہاتھ ملایا

سیم ہیر۔۔۔۔۔اذلان مسکراتے ہوئے بولا

پھر اذلان اور راحم اپنے دوستوں کے پاس چلے گئے

اور وہ دونوں اپنے اپنے گھر چلی گئیں

دار جی۔۔۔۔۔اور دادو

آپ دونوں کو بہت بہت مبارک ہو۔۔۔

وہ خوشی سے چہکتے ہوئے دار اور صفیہ خاتون سے مخاطب تھا

کس بات کی بیٹا۔۔۔۔۔؟

دار جی نے اس سے پوچھا

دار جی مجھے پارٹی والوں نے وزیر اطلاعت و نشریات بنانے کا فیصلہ کیا ہے ابھی مجھے پارٹی کے سیکڑی کی کال آئی ہے

کل انہوں نے مجھے بلایا ہے حلف اٹھانے کے لیے۔۔۔۔۔

بہت بہت مبارک ہو بیٹا۔۔دار جی نے خوشی سے کہتے ہوئے اسے زور سے گلے لگایا

صفیہ خاتون نے بھی اسے گلے سے لگا کر مبارک باد دی اور اسکی پیشانی کو چوما

چلو تمھارے ماں باپ کو بھی بتاتے ہیں۔۔۔دار جی نے سکندر صاحب کو کال ملائی

کیسے ہیں آپ دار جی۔۔۔۔سکندر صاحب نے کال اٹینڈ کرتے ہی ان سے

پوچھا

میں ٹھیک ہوں اور تمھارے لیے میرے پاس ایک بہت بڑی خوش خبری ہے

دار جی پر جوش اور خوشی سے بھرپور لہجے میں بولے

کون سی خوشخبری دار جی۔۔۔۔۔۔؟

تمھارا بیٹا وزیر اطلاعت و نشریات بننے جارہا ہے۔۔۔۔۔انہوں نے سکندر

صاحب کو خوشی کی بات سے آگاہ کیا

بہت بہت مبارک ہو دار جی۔۔۔۔۔سکندر صاحب بھی بہت خوش تھے

سکندر صاحب اس وقت گھر پر ہی تھے اور زینب خاتون کے ساتھ اپنے روم میں بیٹھے

ہوئے تھے جب دار جی کال آئی تھی

سکندر صاحب نے فون سپیکر پر لگا دیا تھا تا کہ زینب بیگم بھی

فون پر ہونے والی باتوں کو سن سکیں

زینب بیگم نے جب یہ سنا کہ ان کا بیٹا وفاقی وزیر بننے جارہا ہے تو انکی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا

انہوں نے اوپر والے کا شکریہ ادا کیا اتنی بڑی عنایت پر

دار جی شاہ سے اور ماں جی سے بھی بات کروادیں۔۔۔۔زینب بیگم نے ان سے کہا

وہ دونوں تمھاری بات سب رہے ہیں کیونکہ میں نے فون سپیکر پر کیا ہوا ہے جو کہنا ہے کہو۔۔۔دار جی بولے

بہت بہت مبارک ہو شاہ بیٹا تمھیں اور دار جی اور ماں جی آپ دونوں کو بھی۔۔۔۔

زینب بیگم بولیں

آپ کو بھی مبارک ہو ماما۔۔۔۔شاہ مسکراتے ہوئے بولا

کافی دیر وہ سب ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہے

"دیا" شاہ کے پکارنے پر وہ رک گئی

شاہ اس کے سامنے جا کھڑا ہوا

رات کا وقت تھا سب نوکر اور دار جی اور صفیہ خاتون سونے چلے گئے تھے

شاہ فارم ہاوس سے واپس آیا تھا جب اسے دیا کچن سے باہر آتی دیکھائی دی

میری طرف دیکھو۔۔۔۔۔شاہ کے کہنے پر دیا نے اپنا جھکا ہوا سر اوپر نا

اٹھایا بلکہ نفی میں سر ہلایا

میری طرف دیکھو۔۔۔۔۔۔اب کی بار وہ دھاڑا تھا

دیا نے فوراً اسکی طرف دیکھا تو شاہ کو اپنی ہی طرف دیکھتے ہوئے پایا

شاہ اس دن کے بعد آج اسکی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا

اسکو اپنا آپ اسکی جھیل سی بلورین آنکھوں میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا

دیا نے اپنی نظریں جھکا لیں وہ بھلا کیسے اپنے مالک کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ

سکتی تھی وہ اس گستاخی کی کبھی بھی مرتکب نہیں ہونا چاہتی

تھی

میری آنکھوں میں دیکھو تب تک جب تک میں تمھیں منع نا کروں۔۔۔۔

شاہ نے سختی سے بولا

دیا نے نفی میں سر ہلایا

شاہ نے اسکا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام لیا

میری طرف دیکھو۔۔۔۔۔۔

شاہ کے کہنے پر دیا نے اسکی طرف دیکھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ کافی دیر دیا کا چہرہ تھامے اسکی آنکھوں میں دیکھتا رہا

دیا بے بس سے کھڑی اسکی آنکھوں میں دیکھتی رہی وہ بچاری بے زبان کیا بول سکتی تھی بھلا اس کے سامنے

دیا کی آنکھوں میں آنسوں بھرنے لگے تو شاہ اسکی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر تڑپ اٹھا

اس نے خواب میں ہمیشہ ان آنکھوں کو ہنستے ہوئے دیکھا تھا

وہ ان آنکھوں میں آنسو کیسے برداشت کر سکتا تھا جن کا وہ دیوانا تھا

اسکا دل ابھی بھی اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بھرا نہیں تھا

لیکن اسکی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر اس نے دیا کا چہرہ اپنے مضبوط ہاتھوں کی گرفت سے آزاد کر دیا

جاو۔۔۔۔۔شاہ کے اجازت دیتے ہی وہ فوراً اپنے کواٹر میں چلی گئی

یہ مجھے کیا ہوتا جا رہا ہے کیوں میں اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہی اپنے حواس کھو

بیٹھتا ہوں مجھے کچھ یاد ہی نہیں رہتا تھا

سوائے اسکی ان دو آنکھوں کے۔۔۔۔۔

کیوں میری دیوانگی بڑھتی جا رہی ہے

وہ بلکل بھی خوبصورت نہیں ہے پھر کیوں میں اس کی طرف کھینچتا چلا جا رہا ہوں

کیوں میرا چاہتا ہے اسے سامنے بیٹھا کر اسکی آنکھوں میں کھو

جاؤاور اپنا آپ بھی بھول جاؤں۔۔۔۔

وہ اس وقت خود کو اپنے دل کے ہاتھوں بہت بے بس محسوس کر رہا تھا

شاہ نے اپنے دل میں ایک فیصلہ کر لیا تھا

اور وہ اپنے اس فیصلے سے بہت مطمئن تھا

اور سناؤ تم دونوں کیسی چل رہی ہیں تم دونوں کی شادی کی تیاریاں

پرنسز نے راحم اور حیا سے پوچھا

بہت اچھی جا رہی ہیں۔۔۔۔۔۔راحم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

پر مجھے تم سے ایک شکوہ ہے۔۔۔۔حیا نے منہ بنایا

کس بات پر۔۔۔۔۔اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا

تم میرے اور راحم کے ساتھ ہماری شادی کی شاپنگ کرنے نہیں آتی ہو۔۔۔۔

حیا نے شکوہ بیان کیا

سوری یار تمھیں پتا تو ہے پاپا کے ساتھ بزنس جوائن کیا ہے اس لیے سارا ٹائم میرا آفس میں ہی گزر جاتا ہے

اس نے وجہ بتائی

اٹس اوکے۔۔۔۔پر شادی میں ضرور آنا وہ نا ہو تمھیں میری شادی کا دن بھی یاد نا رہے ۔۔۔۔۔۔حیا مسکراتے ہوئے بولی

میں بھول سکتی ہوں بھلا تمھاری شادی کے دن کو۔۔۔۔۔وہ مسکرا رہی تھی

ہ تینوں اس وقت ایک کیفے میں کافی پی رہے تھے

کافی دنوں بعد وہ اکھٹے ہوئے تھے ورنہ وہ اپنے اپنے کاموں میں مصروف رہتے تھے

حیا اور اسکا بھی ایم بی کمپلیٹ ہو گیا تھا اور وہ اب اپنے پاپا حیدر صاحب کے ساتھ آفس کے کاموں میں ان کا ہاتھ بٹاتی تھی

راحم اور حیا کے شادی کے ہفتے کے بعد ہونی تھی راحم اور حیا بہت خوش تھے

وہ دونوں دل و جان سے ایک دوسرے کو چاہتے تھے

دار جی اور دادو مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے۔۔۔۔۔۔

شاہ ڈنر کے بعد ان دونوں کے پاس ان کے کمرے میں موجود تھا

ہاں بولو بیٹا کیا بات ہے۔۔۔۔۔۔صفیہ خاتون نے پیار سے پوچھا

میں کسی سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔شاہ بولا

یہ تو بہت خوشی کی بات ہے بیٹا میں تو خود سوچ رہا تھا تمھاری شادی کرنے کا

لیکن تم نے پہلے ہی میرے دل کی بات کہہ دی

بتاو کون ہے وہ لڑکی میں ہم سب خود اس کے گھر تمھارا رشتہ لے کر جائیں

گے۔۔۔۔۔۔دار جی نے خوشی کا اظہار کیا

پہلے آپ دونوں وعدہ کریں غصہ نہیں کریں گے میری بات سن کے۔۔۔۔۔

شاہ بولا

بتاو کون ہے وہ۔۔۔۔صفیہ خاتون نے سنجیدگی سے اس سے استفسار کیا

میں دیا سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔شاہ نے ان کے گویا ان کے سر پے بم پھوڑا

تھا

کون دیا۔۔۔؟صفیہ خاتون نے دل میں اللہ سے دعا کی کہ وہ دیا نا ہو جس کا خیال

میرے دل میں آ رہا ہے ورنہ بہت بڑا طوفان آ جانا ہے

کرمو چاچا کی بھتیجی دیا۔۔۔۔۔

شاہ کے جواب پر دار جی بھڑ اٹھے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ تم ہوش میں تو ہو۔۔۔۔۔۔دار جی دھاڑے

جی میں اپنے پورے ہوش و حواس میں ہوں۔۔۔۔۔۔اور میں دیا سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔

شاہ نے اپنی بات دہرائی

پاگل ہو گئے ہو تم کیا ہے اس لڑکی میں نا شکل نا صورت نا ہی وہ ہمارے برابری کی ہے

وہ کون سے ایسی حور ہے جو تم مر رہے ہوا اس سے شادی کرنے کے لیے

دار جی اس پر غصہ کر رہے تھے

میں مانتا ہوں وہ کوئی حور نہیں ہے اور نا ہی وہ خوبصورت ہے پر میں اس سے محبت کرتا ہوں اور میں اسی سے شادی کروں گا

اگر میری اس سے شادی نا ہوئی تو میں کسی سے شادی نہیں کروں گا

ساری عمر بنا شادی کیے گزار دوں گا

شاہ بھی اپنی بات پر ڈٹ گیا تھا

جیسا تم چاہتے ہو میں ایسا کبھی نہیں ہونے دوں گا۔۔۔۔۔دار جی غصے سے بولے

میں بھی آپ کا خون ہوں دیا سے شادی کر کے دکھاؤں گا

شاہ ان سے کہتا ہوا غصے سے وہاں سے چلا گیا

صفیہ سمجھاو اس لڑکے کو ہوش کے ناخن لے اتنے بڑے عہدے پر فائض ہے

حکومت کا حصہ ہے ایک عقل مند مرد ہے کوئی سولہ سال کا ٹین ایجر نہیں ہے جو

اس طرح کر رہا ہے ایک لڑکی ہی تو ہے وہ۔۔۔۔۔

ہم اسکی شادی اتنی خوبصورت لڑکی سے کریں گے کہ وہ دیا کو بھول جائے گا

دارجی صفیہ خاتون سے مخاطب تھے جو کب سے خاموش ان کی اور شاہ کی باتیں

سن رہی تھیں

جی اچھا۔۔۔۔وہ صرف اتنا ہی بول پائی تھیں کیونکہ ان کی سوچ سمجھ شاہ کی بات

اور دارجی کا غصہ دیکھ کر جواب دے گئی تھی

اب کیا ہو گا اللہ میاں اگر دادا سیر ہے تو پوتا سوا سیر ہے

دو ایک جیسے لوگ آمنے سامنے آئیں گے تو پتا نہیں کیا ہو گا انہوں نے دل میں سوچا

اور اللہ سے بہتری کی دعا کی

واہ میری بیٹی نے تو میرا سارا بزنس سنبھال لیا ہے۔۔۔۔۔۔

حید صاحب اپنی پرنسز کو پیار سے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے خوشی سے بولے

پاپا یہ تو سب آپ کا کمال ہے آپ نے ہی مجھ سب سکھایا ہے۔۔۔

اس نے مسکراتے ہوئے اپنا سر ان کے کندھے پر ٹکا دیا

بیٹا مجھے تم کو کچھ بتانا ہے۔۔۔۔۔

جی پاپا بولیں کیا بات ہے۔۔۔۔۔؟

وہ ان کے کندھے سے سر ہٹا کر ان کے روبرو بیٹھ گئی

بیٹا میں تمھیں اپنے ماضی سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں اب وہ وقت آگیا ہے جب تمھیں ہر بات کا علم ہو جائے

جی پاپا بولیں میں سن رہی ہوں۔۔۔۔

بیٹا میرا تعلق پاکستان سے ہے میں یہاں اپنی سٹڈیز کے لیے آیا تھا یہاں پر میری ملاقات تمھاری ماما سے ہوئی

پھر ہم دوست بن گئے کب ہماری دوستی محبت میں بدلی ہمیں پتا ہی نا چلا

میں نے تمھاری ماما کو پرپوز کیا تمھاری ماما نے مجھ سے شادی کے لیے ہاں کر دی اور اپنے ماما پاپا کو بھی منا لیا تمھاری ماما اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھی

اسکے والدین کا تعلق بھی پاکستان سے تھا

تمھاری ماما کی پیدائش پیرس کی ہی تھی وہ یہیں پلی بڑھی تھی

اس کے پاپا ایک بزنس مین تھے اور اس سے بہت محبت کرتے تھے اس لیے وہ

میرے ساتھ اسکی شادی کے لیے مان گئے

میں اپنے بابا اور ماں جی کے پاس پاکستان گیا تا کہ انہیں مناسکوں تمھاری ماما سے شادی

کے لیے

پر تمھارے دادا یعنی میرے بابا نا مانے میری شادی تمھاری ماما سے کرنے کے لیے

کیونکہ وہ میری شادی اپنے دوست کی بیٹی سے کرنا چاہتے تھے

میں نے انہیں بہت منانے کی کوشش کی پر وہ نا مانے

انہوں نے مجھے صاف کہہ دیا کہ اگر میں اپنی مرضی سے شادی کروں گا

تو میرا ان کے ساتھ ہر تعلق ختم ہو جائے گا

میں ان کی طرف سے مایوس ہو کر پیرس آگیا اور تمھاری ماما سے شادی کرلی

پھر کچھ عرصہ بعد تم آئی ہماری زندگی میں میں اور تمھاری ماما

بہت خوش تھے تمھاری پیدائش پر

تمھارے نانا نانی بھی بہت خوش تھے تمھاری پیدائش پر

تمھارے نانا نے تمھاری پیدائش پر اپنی ساری جائیداد کا وارث تمھیں بنادیا

اور مجھے اور تمھاری ماما کو تمھاری جائیداد کا کیر ٹیکر بنادیا

جب میری اور تمھاری ماما کی سٹڈیز مکمل ہو گئی تو میں نے تمھارے نانا کا آفس کا سارا کام

سنبھال لیا اور تمھاری ماما تمھارے ساتھ اور اپنے والدین

کے ساتھ اپنے گھر میں مصروف ہو گئ

ہم سب بہت خوشی سے رہ رہے تھے مل کر

پر میرے دل میں ایک ملال تھا کہ میرے بابا اور ماں جی مجھ سے

ناراض ہیں۔۔۔۔۔حیدر صاحب کی آنکھیں یہ سب بتاتے بتاتے نم ہو گئ

تھیں

پاپا رو ئیں تو نا۔۔۔اس نے ان کی نم آنکھیں صاف کیں

اور نفی میں سر ہلا یا

حیدر صاحب نے اسکے ہاتھ چوم لیے

آگے کیا ہوا پاپا۔۔۔۔۔۔۔

پھر تمھارے نانا کی ڈیتھ ہو گئی۔۔۔۔بہت بری حالت تھی تمھاری نانی اور تمھاری

ماما کی ان کی وفات پر میں نے بہت مشکل سے ان

دونوں کو سنبھالا تھا

پھر کچھ عرصے کے بعد میں تمھیں اور تمھاری ماما کو اپنے ساتھ لیے

بابا اور ماں جی کے پاس لے کر گیا

بابا نے مجھے اور تمھاری ماما کو بہت بے عزت کیا اور دھکے دے کر گھر سے نکال دیا

ہمیں ماں جی سے بھی نہیں ملنے دیا اور ناہی تمھیں ایک نظر

دیکھنا تک گوارا کیا

میرا خیال تھا کہ وہ تمھیں دیکھ کر ان کا دل موم ہو جائے گا اور وہ مجھے معاف کر دیں گے

اور تمھاری ماما کو قبول کر دیں گے

پر ایسا نا ہوا ہم خالی ہاتھ وہاں سے آ گئے

وہاں سے واپس آنے پر تمھاری ماما کی طبیعت خراب رہنے لگی

چیک اپ کروانے پر پتا چلا کہ اسے برین ٹیومر ہے۔۔۔

بہت رویا تھا میں یہ بات جان کر کہ وہ مجھے چھوڑ کر چلی جائے گی

بہت محبت کرتا تھا میں تمھاری ماما سے اور آج بھی کرتا ہوں

اپنی آخری سانس تک اس سے محبت کرتا رہوں گا

میں نے بہت اسکا علاج کروایا لیکن وہ صحت یاب نا ہو سکی اور ہمیں چھوڑ کر چلی گئی

حیدر صاحب کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے

اور ان کے چہرے کو بھگو رہے تھے

پاپا۔۔۔اس نے روتے ہوئے ان کے آنسو صاف کیے اور ان کے گلے لگ گئی

کافی دیر وہ ان کے گلے لگی روتی رہی اور حیدر صاحب بھی اپنے ماضی

کو یاد کرتے ہوئے اپنے آنسو کو روک نہیں پا رہے تھے

بس اور نہیں روئے گی میری پرنسز۔۔۔۔حیدر صاحب

نے اس کے آنسو صاف کیے اور اسکی پیشانی چومی

آپ بھی نہیں روئیں گے پاپا۔۔۔۔۔

اس نے بھی حیدر صاحب کا چہرہ صاف کیا

آگے کیا ہوا تھا پاپا۔۔۔۔۔۔۔۔؟

تمھاری ماما کے جانے کے بعد میں نے اور تمھاری نانی نے بہت مشکل سے تمھیں

سنبھالا تھا

ہم خود بھی بہت دکھی تھے لیکن تمھاری خاطر ہمیں اپنے آپ کو سنبھالنا پڑا

پھر تمھاری نانی بھی ہمیں چھوڑ کر تمھارے نانا اور ماما کے پاس چلی گئیں

پھر میں اور ہی ایک دوسرے کا واحد سہارا بچے تھے

میں نے بزنس کو اور تمھیں ایک ساتھ سنبھالا

تم ہی اب میرے جینے کا واحد سہارا ہو۔۔۔۔۔میری جان ہے میری پرنسز

اب میں چاہتا ہوں کہ ہم اپنا بزنس پاکستان شفٹ کر لیں اور تمھارے دادا اور دادی سے جا کر ملیں

شاید وہ مجھے اب ہی معاف کر دیں۔۔۔۔۔۔۔؟

ان کی آواز میں اسے ایک امید محسوس ہوئی اپنے بابا کے معاف کرنے دینے کی امید

ٹھیک ہے پاپا جیسے آپ کی مرضی۔۔۔۔۔اس نے اپنا سر ان کے کندھے پر ٹکا دیا

اچھا پاپا اب اپنا موڈ ٹھیک کریں ہمیں حیا کی شادی پر بھی جانا ہے

وہ ان سے بولی

ٹھیک ہے بیٹا آپ ریڈی ہو جاو میں بھی تیار ہونے جاتا ہوں اپنے روم میں پھر چلتے ہیں

وہ اس سے کہتے ہوئے اپنے روم میں چلے گئے

کب کر وا رہے ہیں پھر میری شادی دیا کے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔

شاہ آج پھر ان کے سامنے موجود تھا

صفیہ خاتون نے اس کو بہت سمجھانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ

اپنی بات پر اڑ گیا تھا

پوتا تو وہ بھی دار جی کا ہی تھا کیسے اپنی بات سے پیچھے ہٹ جاتا

تمھارے دماغ سے یہ اسکا بھوت اتر نہیں اب تک۔۔۔۔

دار جی سمجھ رہے تھے کافی دن ہو گئے ہیں اس نے اس دن کے بعد مجھ سے اپنی

شادی کی بات نہیں کی لگتا ہے اسے عقل آ گئی ہے

پر جہاں تو ابھی بھی اپنی ضد پر قائم تھا

آپ میری اس سے شادی کر وا رہے ہیں یا نہیں۔۔۔۔شاہ نے ان سے پوچھا

نہیں کبھی بھی نہیں۔۔۔۔جو کرنا ہے کر لو۔۔۔۔دار جی غصے سے بولے

ٹھیک ہے پھر میں بھی دیا سے کل ہی آپ کو نکاح کر کے دکھاوں

گا اور اسے اپنی بیوی بنا کر آپ کے سامنے لے کر آوں

گا۔۔۔۔۔۔شاہ کا لہجہ اٹل تھا

تم یہ کس لہجے میں مجھ سے بات کر رہے ہو۔۔۔اور تمھاری ہمت کیسے ہوئی

میری بات سے انکار کرنے کی

میں تم سے بڑا ہوں تم نہیں سمجھے۔۔۔۔۔

دار جی غصے سے بول رہے تھے

سوری اگر آپ کو برا لگو تو پر میں دیا سے شادی کر کے ہی رہوں گا

مجھے دنیا کی کوئی بھی طاقت اس سے شادی کرنے

سے نہیں روک سکتی دار جی آپ بھی نہیں۔۔۔۔۔۔

اگر تم نے ایسا کیا تو میں تم سے ہر تعلق توڑ دوں گا۔۔۔۔۔دار جی نے اسے دھمکی

دی

آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے آپ مجھے خود سے دور نہیں

کر سکتے۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ پر یقین لہجے میں بول رہا تھا

صحیح کہہ رہے ہو تم میں تمھیں خود سے دور نہیں کر سکتا تم میں میری جان بستی

ہے۔۔۔۔دار جی ہارے ہوئے لہجے میں گویا ہوئے

پر اگر تم نے اس سے شادی کی تو میں تم سے بات نہیں کروں گا شاہ۔۔۔۔۔

ہمیشہ کے لیے ناراض ہو جاوں گا۔۔۔۔۔

دار جی مان جائیں نا وہ میری محبت ہے مجھے میری محبت دے دیں پھر آپ جو کہیں گے

میں وہی کروں گا

شاہ گھٹنوں کے بل ان کے سامنے بیٹھ گیا اور ان کے دونوں ہاتھ تھام کر ان کی منت کی

دار جی صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے

ٹھیک ہے تم خاموشی سے اس سے اس سنڈے نکاح کر لو

اور اسے ہمارے فارم ہاؤس

پر ہی رکھنا کسی کو پتا نا چلے کہ تم نے اس سے شادی کر لی ہے

اور وقت آنے پر میں تمھیں بھی میری ایک بات ماننا پڑے گے

اگر تمھیں یہ باتیں منظور ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ تم جا سکتے ہو۔۔۔۔۔

دار جی اٹل لہجے میں گویا ہوئے

ٹھیک ہے مجھے آپ کی ہر بات منظور ہے۔۔۔شاہ نے خوشی سے

ان کے دونوں ہاتھوں پر بوسا دیا

اور ہاں اپنی وزارت پر بھی دھیان دو۔۔۔۔۔

دار جی کے کہنے پر اس نے ہاں میں

سر ہلایا

اور ان کے روم سے چلا گیا

وہ جیسے ہی دار جی کے روم سے نکل کر لاونج میں آیا

تو دیا کو صفیہ خاتون کے پاس بیٹھا پایا

صفیہ خاتون اس سے کوئی بات کر رہی تھیں شاہ کو آتا دیکھ خاموش ہو گئیں

اسلام علیکم دادو۔۔۔۔۔۔شاہ ان کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ گیا

اور دیا کو دیکھا جو ہمیشہ کی طرح اپنا سر جھکائے اس کے سامنے کھڑی تھی

و علیکم اسلام بیٹا۔۔۔۔انہوں نے اس کے سر پر

پیار سے ہاتھ پھیرا

دیا تم کافی بنا کر میرے روم میں دے جانا۔۔۔۔شاہ کے حکم پر

وہ سر ہلاتی ہوئی وہاں سے کچن میں چلی گئی

اور سناو بیٹا کیسا جا رہا ہے تمھارا کام بیٹا۔۔۔۔انہوں نے اس سے

پوچھا

اچھا جا رہا ہے دادو۔۔۔۔۔۔بہت مصروفت چل رہی ہے آج کل

اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

کیا بات ہے میرا پوتا آج بہت خوش دیکھائی دے رہا ہے

انہوں نے اس سے مسکراتے ہوئے خوشی کی وجہ پوچھی

شاہ کے چہرے سے اسکی خوشی واضع دکھائی دے رہی تھی

دادو داری مان گئے میری دیا کے ساتھ شادی پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس سنڈے میرا نکاح ہے دیا کے ساتھ

شاہ نے اپنی خوشی کی وجہ انہیں بتائی

یہ تو اچھی بات ہے بہت بہت مبارک ہو بیٹا۔۔۔۔ان کو یقین نہیں آرہا تھا کہ دار جی کیسے مان گئے

اسکی شادی کے لیے وہ تو اپنے اصولوں کے معاملے میں بہت سخت ہیں

آپ کو بھی مبارک ہو دادو۔۔اوکے میں اب اپنے روم میں جارہا ہوں صبح مجھے اسلام آباد کے لیے بھی نکلنا ہے۔۔۔شاہ ان سے کہتا ہوا وہاں سے جانے لگا تھا کہ ان کے سوال نے شاہ کے قدم روک دیئے

دیا سے بات کی تم نے اس سے اسکی مرضی جانی۔۔۔۔۔

صفیہ خاتون نے اس سے پوچھا

نہیں دادو۔۔۔لیکن جب وہ کافی دینے میرے روم میں آئے گی تو میں اس سے پوچھ لوں گا

اسے ماننا ہی ہو گا اگر وہ نا بھی مانی تو میں پھر بھی اسی سے شادی کروں گا

چاہے اسکی مرضی ہو یا نا ہو۔۔۔۔۔۔

اس کی شادی مجھ سے ہی ہو گی۔۔۔۔۔۔۔

آپ کرمو چاچا سے بات کر لیجیئے گا اور ماما پاپا کو بھی بتا دیجئے گا۔۔۔۔۔۔

شاہ ان سے کہتا ہوا اپنے روم میں چلا گیا

اور اپنے پیچھے صفیہ خاتون کے لیے سوچوں کا ایک جہان چھوڑ گیا

اسلام علیکم ماں جی کیسی ہیں آپ۔۔۔۔۔

سکندر صاحب نے ان سے پوچھا

میں ٹھیک ہوں بیٹا تم سناؤ کیسے ہو اور میری بہو کیسی ہے

میں بھی ٹھیک ہوں ماں جی اور زینب بھی ٹھیک ہے آپ سنائیں دار جی کیسے ہیں

اور شاہ تو آپ کے پاس ہی آیا ہو گا آج۔۔۔۔۔؟

ہاں شاہ ہمارے پاس ہی ہے اور تمھارے دار جی بلکل ٹھیک ہیں

مجھے تم سے اور زینب سے ایک بات کرنی ہے زینب تمھارے پاس

ہی ہے نا۔۔۔۔۔۔

جی ماں جی وہ میرے پاس ہی ہے میں نے موبائیل کا سپیکر اون کر دیا ہے جو بھی بات

کرنی ہے کریں ہم سن رہے ہیں

صفیہ خاتون نے شاہ ساری بات ان کو بتادی

شاہ کا دیا سے شادی کرنے کا کہنا دار جی غصہ کرنا پھر دار جی کا مان جانا

اور اس سنڈے شاہ کا نکاح ہونا

سب سے انہیں آگاہ کر دیا

ماں جی اتنا کچھ ہو گیا اور ہمیں اب پتا چل رہا ہے اور شاہ کی مت ماری گئی ہے جو دیا

سے شادی کر رہا ہے دنیا کی اور ساری لڑکیاں

کیا ختم ہو گئی ہیں۔۔۔۔۔۔زینب بیگم ابھی تک شاک میں تھیں

کہ شاہ ایسا بھی کر سکتا ہے

ان کا فرمابردار بیٹا جس نے آج تک خوبصورت سے خوبصورت لڑکی کو آنکھ

اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا

کتنی ہی لڑکیاں شاہ کی پرسنیلٹی کی وجہ سے اس پر لٹو تھیں لیکن شاہ نے کبھی

بھی کسی کو گھاس نہیں ڈالا

وہی شاہ ایک ایسی لڑکی پر مرمٹا جو شکل وصورت میں کچھ بھی نا تھی جو رات کی تاریکی

جیسی تھی

میں کیا کہہ سکتی ہوں بیٹا اب شاہ کی مرضی پر ہی یہ ہو رہا ہے

وہ تو ہماری بات تک سننے کو تیار نہیں اپنی بات پر اڑا ہوا ہے

صفیہ خاتون بولیں

دار جی کیسے مان گئے میں تو اس بات پر حیران ہوں ماں جی۔۔۔۔۔

سکندر صاحب نے حیرانی کا اظہار کیا

وہ شاہ سے بہت محبت کرتے ہیں اور شاہ کی ضدی فطرت اور غصے سے بھی واقف ہیں وہ

اس عمر میں شاہ کو نہیں کھونا چاہتے ہوں

گے اس لیے مان گئے ہوں گے آخر کو شاہ ان کی جان ہے

صفیہ خاتون گویا ہوئیں

اچھا ماں جی ہم وقت ملتے ہی حیویلی آ جائیں گے۔۔۔۔ سکندر صاحب نے کہا

ٹھیک ہے بیٹا اللہ حافظ میں اب اپنے کمرے مُن جا رہی ہوں سونے

تم لوگ بھی آرام کرو۔۔۔۔۔۔

اللہ حافظ ماں جی۔۔۔۔۔۔ سکندر صاحب نے فون بند کر دیا

سکندر یہ شاہ کو کیا ہو گیا ہے کیوں کر رہا ہے وہ دیا سے شادی وہ کوئی حور تو ہے نہیں

جس کے پیچھے وہ دار جی سے بھی لڑ گیا

زینب بیگم ان سے مخاطب تھیں

سنا نہیں تم نے زینب ماں جی نے بولا تھا کہ شاہ اس سے محبت کرتا ہے

محبت یہ نہیں دیکھتی کہ محبوب خوبصورت ہے یا نہیں

محبوب تو محبوب ہوتا ہے چاہے جیسا بھی ہو۔۔۔۔۔۔

اب ہم کیا کر سکتے ہیں اگر شاہ کو اس سے محبت ہو گئی ہے تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سکندر صاحب بولے

شاہ کی محبت دیکھ کر مجھے اس بات کا یقین ہو گیا ہے کہ

محبت اندھی ہوتی ہے

شاہ کو پتا نہیں اس میں کیا نظر آیا

چلو جیسے اسکی مرضی ہمیں تو اس کی خوشی عزیز ہے پر سکندر لوگ کیا کہیں گے

کہ ہماری بہو۔۔۔۔۔۔۔زینب بیگم نے اپنی

بات ادھوری چھوڑ دی

لوگوں کا تو کام ہے باتیں بنانا ہمیں اپنے بیٹے کی خوشی عزیز ہونی چاہے

سکندر صاحب نے انہیں سمجھایا

ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔انہوں نے ہاں میں سر ہلایا

دیا نے شاہ کے روم کے دروازے پر ناک کیا

آجاو۔۔۔۔۔شاہ کے کہنے پر وہ اندر داخل ہو گئی

شاہ جو صوفے پر بیٹھا ہوا تھا اس کو دیکھ کر اسکے مقابل آ کھڑا ہوا

دیا نے کافی کا کپ اسکی طرف بڑھایا تو شاہ نے کپ پکڑ کر میز پر رکھ دیا

دیا جو جانے کے لیے مڑنے ہی لگی تھی

شاہ نے اسکا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ کی گرفت میں لیتے ہوئے

جانے سے باز رکھا

مجھ سے شادی کرو گی۔۔۔دیا کے اسکی طرف دیکھنے پر شاہ نے ڈریکٹ اپنی

بات اس کے سامنے رکھی

آں۔۔۔۔دیا بولی اور سوالیہ نظروں سے شاہ کی طرف دیکھا

دیا کو لگا شاید اسے سننے میں غلطی لگی ہے

دیا صرف "آں" بول سکتی تھی اسکے علاوہ وہ ایک بھی لطظ بھی نہیں بول سکتی تھی

میں نے کہا مجھ سے شادی کرو گی۔۔۔۔۔شاہ نے اپنی بات دہرائی

دیا آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی

کہ کہیں صاحب جی پاگل تو نہیں ہو گئے جو اس طرح کی بات کر رہے ہیں

دیا کو ابھی بھی لگ رہا تھا کہ اسے ہی سننے میں غلط فہمی

ہو رہی ہے

وہ چپ چاپ شاہ کو دیکھ رہی تھی جو اس وقت بہت سنجیدہ دیکھائی دے رہا تھا

میری بات کا جواب دو دیا کرو گی مجھ سے شادی۔۔۔۔

دیا کا ہاتھ ابھی بھی شاہ کے ہاتھ میں تھا

دیا نے شاہ کی طرف اشارہ کیا پھر اپنی کنپٹی کے پاس اپنی انگلی گھمائی

شاہ اس کا اشارہ سمجھ گیا تھا اس لیے اس کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی

ہاں میں پاگل ہو گیا ہوں۔۔۔۔شاہ نے اسکی بات کی تصدیق کی

لیکن تمھارے عشق میں۔۔۔۔

دیا نے پہلے اپنے سینے پر انگلی رکھی پھر اپنی انگلی اپنے چہرے کے گرد گھمائی

مجھے اس سے تمھاری شکل وصورت سے کوئی فرق نہیں پڑتا

ناہی تمھارے رنگ سے۔۔۔۔۔

شاہ اسکا اشارہ سمجھتے ہوئے بولا

اب بتاو کرو گی مجھ سے شادی۔۔۔۔۔

دیا نے نامیں سر ہلایا اور اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے چھوڑوانا چاہا

پر شاہ ایسا کرنے کے لیے راضی نہیں تھا

تم مانو یا نا مانو اس سنڈے کو ہمارا نکاح ہے یہ بات اپنے دماغ میں بیٹھا لو۔۔۔

شاہ دو ٹوک لہجے میں بولا

دیا زور شور سے نفی میں سر ہلا رہی تھی اور اسکی بات کی نفی کر رہی تھی

ہماری شادی ہو گی چاہے اس میں تمھاری مرضی ہو یا نا ہو اب جاو تم

شاہ نے اسکا ہاتھ آزاد کر دیا

دیا روتی ہوئی وہاں سے چلی گئی

شاہ کو بہت دکھ ہوا اسکی وجہ سے دیا کی آنکھوں میں آنسو جو آگئے تھے

پر اس کو حاصل کرنا اس کے لیے بہت ضروری تھا

تم میری ہو میں تمھیں اپنی بنا کے ہی دم لوں گا چاہے تم خوش ہو یا دکھی اس شادی

سے تم صرف میری ہو صرف میری۔۔۔۔۔

شاہ اسکے جانے کے بعد اس سے دل میں مخاطب تھا

واووووو۔۔۔۔۔۔۔پاپا بہت اچھا آفس بنایا ہے آپ نے

وہ ان کا آفس دیکھتے ہوئے خوشی سے چہک رہی تھی

یہ میرا نہیں میری پرنسز کا آفس ہے۔۔۔۔۔حیدر صاحب نے اسے

اپنے ساتھ لگایا

میرا آفس پاپا۔۔۔۔۔۔اس نے حیرانی سے پوچھا

جی پاپا کی جان آپ کا آفس اب میری پرنسز یہاں کا سارا کام سنبھالے گی اور میں

ریسٹ کروں گا

وہ مسکراتے ہوئے بولے

اٹس ناٹ فئیر پاپا۔۔۔۔۔۔

چلیں روز نا صحیح لیکن ایک ویک میں دو بار کو انڈسری کا چکر لگانا پڑے گا

ورنہ میں نے نہیں سنبھالنا اسکو۔۔۔۔۔

اس نے مسکراتے ہوئے اپنی شرط بیان کی

ٹھیک ہے جیسے میری پرنسز کی مرضی۔۔۔۔۔۔وہ مان گئے تھے

وہ اور حیدر صاحب اس وقت اپنے پاکستان میں موجود ان کی نئی بنائی ہوئی

انڈسٹری میں موجود تھے

وہ دونوں ایک ماہ پہلے پاکستان آچکے تھے اور ان کی انڈسٹری بھی بن چکی تھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حیدر صاحب نے سارا اسٹاف اور ورکر بھی اپائنٹ کر لیے تھے

اور آج اپنی پرنسز کو اسکا آفس دکھانے لائے تھے

اگلے دن انہوں نے اپنی پرنسز کے ہاتھوں ہی انڈسٹری کا افتتاح کروایا تھا

انہوں نے اپنی انڈسٹری کا نام اپنی پرنسز کی فرمائش پر

"حیدر انڈسٹریز" رکھا تھا

انہوں نے اسے سارے سٹاف سے اسے ملوایا اور ساری انڈسٹری کا راونڈ بھی لگوایا

وہ اپنی سیٹ سنبھال چکی تھی اور اپنی عقل مندی کی وجہ سے

بہت اچھے اور بڑے کنڑیکٹ بھی حاصل کر چکی تھی

اسی خوشی میں حیدر صاحب نے سارے سٹاف اور ورکرز کو ایک دن کا لنچ

فری دیا تھا

ان کو کراچی آئے ہوئے ایک سال ہو گیا تھا ان کا کاروبار بہت ترقی کر رہا تھا

ان کی پرنسز کی ذہانت کی وجہ سے

سارا کام ان کی پرنسز نے ہی سنبھالا ہوا تھا وہ کبھی کبھی ہی جایا کرتے تھے

آفس ورنہ زیادہ تر گھر ہی رہتے تھے

کیونکہ ان کی طبیعت آج کل ٹھیک نہیں رہتی تھی حیدر صاحب کو ہائی بلیڈ پریشر

اور ہارٹ کا پروبلم تھا

اس لیے وہ ان کو گھر سے کم ہی نکلنے دیتی تھی

ان کی پرنسز نے ایک نرس کا انتظام ان کے لیے کیا ہوا تھا جو اسکی غیر موجودگی

میں ان کا خیال رکھتی تھی

وہ بہت خوش تھے اپنی بیٹی کی اپنے لیے اتنی محبت دیکھ کر اور اسکو دن دگنی

اور رات چگنی ترقی کرتا دیکھ کر

وہ دن بھی آگیا جب شاہ کا نکاح ہونا تھا دیا کے ساتھ

دیا بار بار انکار کر رہی تھی اس شادی کے لیے

یہ بات شاہ تک بھی پہنچ چکی تھی لیکن اسے کوئی پرواہ نہیں تھی اس بات کی کہ دیا

اس شادی سے راضی ہے یا نہیں

شاہ کے ماما، پاپا، دار جی دادو اور کرمو چاچا انکی بیوی بیٹا بیٹی سب فارم ہاوس

پر موجود تھے

دیا جانے کے لیے تیار نہیں تھی شاہ اسے زبردستی اٹھا کر گاڑی میں ڈال کر فارم

ہاوس لے آیا

جہاں باقی سب نکاح خواہ کے ساتھ پہلے سے موجود تھے

ان گنے چنے لوگوں کے سواہ کوئی نہین جانتا تھا کہ شاہ کا نکاح ہورہا ہے

دار جی نے سب کو سختی سے منع کیا تھا کہ کسی کو شاہ کی شادی کی خبر نا ہو

شاہ نکاح نامے پر سائن کر چکا تھا

اب دیا کی باری تھی

جب نکاح خواہ نے اس سے پوچھا تو اسے نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلا یا

شاہ کو جب یہ بات پتا چلی تو وہ دند ناتا ہوا اس کمرے میں آیا

جہاں دیا اسکی ماما، دادو، نوراں خالہ دار جی اور نکاح خواہ کے ساتھ موجود تھی

سائن کر و دیا۔۔۔۔۔۔۔ شاہ اسکے سر کھڑا دھاڑا

دیا نے زخمی نظروں سے روتے ہوئے اسکی طرف دیکھا

وہ شاہ کے غصے سے بہت ڈرتی تھی اب بھی شاہ کو غصے میں دیکھ

کر وہ پوری جان سے لرز گئی تھی

وہ شاہ کے ڈر کی وجہ سے کانپ رہی تھی

سائن کر و۔۔۔۔۔۔۔۔ شاہ نے اپنی بات دہرائی

دیا نے کانپتے ہاتھوں کے ساتھ سائن کر دیئے

نکاح کے ہوتے ہی سب نے شاہ کو مبارک باد دی

کچھ دیر فارم ہاوس میں رکنے کے بعد سب حیویلی چلے گئے

سوائے دیا اور شاہ کے وہ دونوں فارم ہاوس میں ہی موجود تھے

اسلام علیکم پاپا۔۔۔۔

وہ آفس سے آتے ان کے گلے لگ گئی

وعلیکم اسلام میری جان۔۔۔۔۔۔حیدر صاحب مسکراتے ہوئے بولے

کیسا گزرا آج کا دب میری پرنسز کا۔۔۔۔۔۔۔

اچھا گزرا پاپا مجھے ایک بہت بڑی ڈیل ملی ہے۔۔۔۔۔

وہ خوشی سے چہک رہی تھی

بہت بہت مبارک ہو بیٹا۔۔۔انہوں نے اسکی پیشانی چومی

میں سوچ رہا تھا کل سنڈے ہے کیوں نا ہم دونوں بابا جان اور ماں جی کے پاس

جائیں۔۔۔۔

جیسے آپ کی مرضی پاپا ہم ضرور چلیں گے مجھے بھی بہت شوق ہے دادا

اور دادی سے ملنے کا۔۔۔۔

وہ مسکراتے ہوئے بولی

اچھا پاپا چلیں ڈنر کریں مجھے بہت بھوک لگی ہے

وہ ان کو ساتھ لیے ڈائنگ ٹیبل پر آگئی جہاں ملازمہ کھانا لگا چکی تھی

دیا۔۔۔۔۔شاہ نے اسے پکارا

جو سر جھکائے زمین پر بیٹھی تھی اور رونے میں مشغول تھی شاہ ابھی سب کے جانے کے بعد اس روم میں آیا تھا جہاں دیا موجود تھی

شاہ بھی اسکے سامنے زمین پر بیٹھ گیا

دیا۔۔۔۔شاہ نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا

دیا کے رونے میں کمی نا آئی اور چہرہ جھکائے بیٹھی رہی تھی

دیا رو تو نا سوری جو کیا میں نے تمھارے ساتھ تمھاری مرضی کے بغیر

تم سے شادی کی اس کے لیے مجھے معاف کر دو

شاہ جو کبھی کسی کے سامنے جھکا نہیں تھا کسی سے سوری تک نا کہا تھا

اور نا ہی کبھی زمین پر بیٹھا تھا

آج اس عام سی لڑکی جو اسکی محبت تھی جس کی آنکھوں سے اسے عشق تھا

اسکے لیے زمین پر بیٹھا تھا اس سے معافی مانگ رہا تھا

صحیح کہتے ہیں محبت بڑے بڑے کو بدل دیتی ہے پھر شاہ کیا تھا محبت کے سامنے

وہ بھی ہار گیا تھا اپنی محبت کے ہاتھوں اپنے دل کے ہاتھوں

تم بھی سوچ رہی ہو گی کس پاگل سے پالا پڑ گیا ہے۔۔۔۔۔

شاہ نم آنکھوں سے اسکے جھکے چہرے کی طرف

دیکھ کر مسکرایا تھا

دیا کارونا شاہ کو تکلیف دے رہا تھا کب خود اسکی آنکھوں سے آنسو نکلے اسے پتا

ہی نا چل سکا

مجھے کئی سالوں سے ہر روز تمھاری یہ بلورین آنکھیں خواب میں دکھائی

دیتی تھیں

شروع شروع میں تو مجھے اس خواب پر بہت غصہ آتا تھا

کہ یہ کیا کیوں دو آنکھیں مجھے خواب میں دکھائی دیتی ہیں اور مجھے تنگ کرتی ہیں

پھر میں ان آنکھوں کو سوچنے لگا

آہستہ آہستہ مجھے تمھاری آنکھوں کو خواب میں دیکھنے کی عادت ہو گئی اور کب میری یہ

عادت پیار سے عشق میں بدلی مجھے پتا ہی نا چلا

شاہ کی بات سن کر دیا نے رونے کی وجہ سے

لال ہوئی اپنی بلورین آنکھوں سے اسکی طرف دیکھا

شاہ اسکی آنکھوں میں واضح حیرانی کے جذبات کو دیکھ سکتا تھا

دیا کی آنکھوں میں سوال تھا کہ کیا شاہ سچ کہہ رہا ہے

شاہ اس کی آنکھوں کی زبان سمجھ گیا تھا

ہاں میں سچ کہہ رہا ہوں مجھے تمھاری اب دو آنکھوں سے عشق ہے شاہ نے اسکی

آنکھوں کو اپنی انگلیوں سے چھوا

پھر میں نے تمھیں دیکھا تم مجھے بلکل بھی اچھی نہیں لگی تھی

پھر ایک دن میں نے تمھاری ان آنکھوں کو دیکھا۔۔۔۔

شاہ نے اسکی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا

تمھاری یہ آنکھیں بلکل ان آنکھوں جیسی تھیں جو میں خوابوں میں دیکھتا تھا

بلکل وہی آنکھیں جن کا میں دیوانہ تھا

وہی آنکھیں جن کو اگر میں خواب میں نا دیکھتا تو مجھے چین نا آتا تھا

جس کی آنکھوں سے مجھے عشق تھا وہ بھلا مجھے عزیز کیوں نا ہوتی

مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ تم خوبصورت نہیں ہوں تمھارے دانت ٹھیک نہیں ہیں

تم خوبصورت نہیں دیکھتی ہو مجھے تو بس تم اور تمھارا ساتھ چاہیئے ہو۔۔۔

تم آج سے میری بیوی ہو اور مجھے تمھیں سب کے سامنے اپنی

بیوی کہنے پر کوئی شرمندگی نہیں ہے

شاہ نے اپنا دل کھول کر اسکے سامنے رکھ دیا

وہ ابھی بھی بے یقینی سے شاہ کو دیکھ رہی تھی

یقین کر لو میری جان یہی سچ ہے۔۔۔۔۔

شاہ لو دیتے لہجے میں کہتا ہوا اسکی آنکھوں پر جھک کر اسکی آنکھوں کو اپنے لبوں

سے چھونے لگا ہی تھا

کہ دیا نفی میں سر ہلاتی ہوئی پیچھے کو کھسکنے لگی

شاہ اسکی آنکھوں میں موجود التجا کو سمجھ گیا تھا

اس لیے اٹھ کھڑا ہوا

اس کو کھڑا ہوتا دیکھ دیا بھی کھڑی ہو گئی

جب تک تم نہیں چاہوں گی میں تمھیں ہاتھ بھی نہیں لگاوں گا۔۔۔۔

اس لیے تم ٹینشن نا لو

اور رونا بند کر دو تمھارا رونا مجھے تکلیف دے رہا ہے

پلیز مجھے معاف کر دو مجھے تمھاری مرضی سے تم سے شادی نہیں کرنی چاہیے تھی

پر میں بھی کیا کرتا تم مان ہی نہیں رہی تھی

میں تمھیں کھونا نہیں چاہتا تھا اس لیے مجھے یہ کرنا پڑا

پلیز معاف کر دو۔۔۔۔۔۔شاہ نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے اسکے سامنے ہاتھ

جوڑ دیئے

شاہ کی آنکھیں نم تھیں

دیا نے ہاں میں سر ہلایا

تم نے مجھے معاف کر دیا۔۔۔۔۔۔

شاہ کے پوچھنے پر دیا نے ہاں میں سر ہلایا

تھینک یو ویری مچ دیا۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ اسکے معاف کرنے پر خوش

ہو گیا تھا

اچھا اب تم سو جاو میں دوسرے روم میں جا رہا ہوں ڈر تو نہیں لگے گا نا

میں چلا جاوں۔۔۔۔۔شاہ نے اس سے پوچھا

تو دیا نے ہاں سر ہلایا

مطلب چلا جاوں۔۔۔۔۔۔۔

دیانے پھر سے ہاں میں سر ہلایا

ٹھیک ہے چلا جاتا ہوں۔۔۔۔شاہ نے ٹھنڈی آہ بھری اور دروازے کی طرف بڑھ گیا

شاہ دروازے کے پاس جاکر مڑا

ویسے عجیب ہی شادی ہوئی ہے میری نا میری بیوی خوش ہے اس شادی سے نا ہی وہ دلہن کی طرح تیار ہوئی اور نا ہی میں دلہے کی طرح تیار ہوا ہوں

نا میں بارات لے کر آیا اور نا ہی تمھیں رخصت کر کے لایا

الٹا اپنی دلہن کو زبردستی اٹھا کر لایا ہوں

اور اوپر سے میری ظالم بیوی نے مجھے روم سے بھی نکال دیا ہے۔۔۔۔

شاہ شوخ لہجے میں گویا ہوا

اور دیا کو آخری بار دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے دوسرے روم میں چلا گیا

اس کے جانے کے بعد دیا بیڈ پر گر گئی اور جو کچھ اس کے ساتھ ہوا تھا اس سب کے بارے میں سوچنے لگی

سوچتے سوچتے ہی اسکی آنکھ لگ گئی اور وہ سو گئی

پاپا جہاں رہتے ہیں دادا اور دادی۔۔۔۔۔۔

ہاں میری پرنسز یہیں رہتے ہیں وہ دونوں۔۔۔۔۔۔۔۔

واووو۔۔۔۔۔۔پاپا بہت پیاری جگہ ہے میں نے نہیں دیکھی ایسی جگہ کبھی

وہ خوشی کا اظہار کر رہی تھی

وہ اور حیدر صاحب ان کے والدین کے پاس جا رہے تھے

ان کی پرنسز پہلی بار پاکستان آئی تھی اس کے لیے یہ سب نیا تھا

وہ بہت خوش تھی پاکستان آکر۔۔۔۔۔۔۔

چلو بیٹا ہم پہنچ گئے۔۔۔۔۔۔حیدر صاحب اسکو اپنے ساتھ لیے گاڑی سے باہر

آگئے اور گیٹ پر بیل دی

چوکیدار نے گیٹ کھولا

جی کس سے ملنا ہے آپ کو۔۔۔۔۔۔چوکیدار نے ان سے پوچھا

حیدر صاحب نے اپنا نام بتایا اور اپنا تعارف کروایا

اور اپنے بابا کا نام لیا کہ ان سے ملنا ہے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چوکیدار نے انہیں اندر جانے دیا

وہ اپنی پرنسز کو ساتھ لیے اندر آ گئے

کتنی ہی یادیں ان کی نکھوں کے سامنے لہرا گئیں

ان کو اپنے بچپن اور جوانی کے وہ دن یاد آ گئے جو انہوں نے یہاں گزارے تھے

جیسے ہی وہ اپنی پرنسز کے ساتھ لاونج میں پہنچے تو

انہوں نے اپنے باباکان اور ماں جی کو وہاں بیٹھا پایا

تم یہاں۔۔۔۔۔حیدر صاحب کے باباجان غصے سے انہیں دیکھ رہے تھے

جبکہ ان کی ماں جی آنکھوں میں آنسو لیے انہیں دیکھ
رہی تھیں

اسلام علیکم باباجان۔۔۔۔انہوں نے سلام کیا

تم نکلو یہاں سے تمھاری ہمت بھی کیسے ہوئی جہاں آنے کی۔۔۔۔۔۔

باباپلیز معاف کر دیں مجھے۔۔۔۔۔حیدر صاحب نے ان
کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے

میری بات سنی نہیں تم نے نکلو یہاں سے۔۔۔۔ان کے باباجان دھاڑے

بابا۔۔۔۔۔انہوں نے روتے ہوئے اپنے باباکو پکارا

جوان کی طرف سے منہ موڑ چکے تھے

ماں جی۔۔۔۔۔حیدر صاحب اپنی ماں جی کی طرف بڑھے

رک جائیں بیگم اگر آپ اس سے ملی تو میں آپ سے ہر تعلق توڑ دوں

گا۔۔۔۔

حیدر صاحب کے بابا نے ان کی ماں جی دھمکی دی

جس کی وجہ سے وہ رک گئی حیدر صاحب کی طرف بڑھنے سے

اور حیدر صاحب نے بھی اپنی ماں جی کی طرف بڑھتے قدم روک لیے تھے

آپ پلیز پاپا کو معاف کر دیں۔۔۔۔۔انکی پرنسز جو کافی دیر

سے اپنے پاپا کو روتا ہوا اور ان کے سامنے گڑگڑاتا ہوا دیکھ رہی تھی

اس نے اپنے پاپا کی سفارش کی

اسکی آواز پر حیدر صاحب کے بابا نے اسکی آواز پر مڑ کر اس کی طرف دیکھا

انہوں نے وہاں ایک پری چہرہ لڑکی جس نے بلو جینز کے ٹائٹس کے ساتھ

رائیل بلو گھٹنوں تک آتا فراک اور ڈوپٹے کو گلے میں ڈالا ہوا

تھا اور بالوں کو پونی ٹیل میں قید کیے کو کھڑے پایا

تم کون ہو۔۔۔انہوں نے اس سے پوچھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بابا یہ میری بیٹی اور آپ کی پوتی ہے۔۔۔۔ حیدر صاحب بولے

میری کوئی پوتی نہیں ہے اور نا ہی میرا کوئی بیٹا ہے تم میرے لیے اسی دن

مر گئے تھے جس دن تم نے میرے اصولوں کی خلاف جا

کر اپنی مرضی سے اسکی ماں سے شادی کی تھی

اس لیے میرا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نا ہی تمھاری بیٹی سے

تمھارے لیے یہی بہتر ہو گا کہ خود ہی یہاں سے چلے جاو ورنہ میں گارڈز کو بلا

کر تمھیں دھکے دے کر نکالوں گا۔۔۔۔۔

ان کے بابا کی آواز پورے گھر میں گونج رہی تھی وہ ان پر گرج رہے تھے

بابا معاف کر دیں نا میں تو آپ کا لاڈلا بیٹا ہوں پلیز معاف

کر دیں مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔

حیدر صاحب ان کے پیروں میں بیٹھ گئے اور ان کے پاوں پکڑ لیے

وہ اپنے پاپا کو روتا ہوا اور اس حالت میں دیکھ کر رو

رہی تھی

حیدر صاحب کی والدہ بھی اپنے بیٹے کو روتا دیکھ زارو قطار رو رہی تھیں

بابا معاف کر دیں۔۔۔۔۔۔

وہ گڑ گڑا رہے تھے لیکن انکے بابا سنگدل تھے ان کا دل موم نا ہوا

انہوں نے اپنے پاوں انکے ہاتھ سے جھٹکے سے آزاد کیے

اوران سے دور جا کھڑے ہوئے

میں تمھیں کبھی معاف نہیں کروں گا اس لیے نکل جاو میرے گھر سے۔۔۔۔

وہ ابھی بھی اپنے فیصلے پر قائم تھے

بابا معاف کر دیں نا۔۔۔۔حیدر صاحب ابھی بھی معافی مانگ رہے تھے

گارڈز۔۔۔۔۔ان کے بابا کی گرج دار آواز میں دو گارڈز

دوڑتے ہوئے آئے

جی حکم مالک۔۔۔۔۔گارڈز بولے

اسے باہر نکالو اور آئیندہ یہ گھر کے اندر داخل نا ہو ورنہ تمھاری خیر نہیں

انہوں نے گارڈز سے کہا

معاف کر دیں نا بیٹا ہے آپ کا۔۔۔۔ان کی ماں جی نے ان کے بابا سے سفارش کی

نہیں ہے میرا بیٹا یہ۔۔۔۔گارڈز نکالو اسے یہاں سے فورا

گارڈز حیدر صاحب کی طرف بڑھے جو زمین پر بیٹھے رو رہے تھے اور اپنے بابا

اور ماں جی کو دیکھ رہے تھے

خبر دار جو میرے پاپا کو ہاتھ بھی لگایا تو ہاتھ توڑ دوں گی تم لوگوں کے

ان کی پر نسز گارڈز پر دھاڑی

گارڈز جو حیدر صاحب کے پاس جانے لگے تھے وہیں رک گئے

وہ اپنے پاپا کے پاس گئی اور انہیں اٹھا کر کھڑا کیا

بہت سنگدل ہیں آپ میں نے آپ جیسا باپ کبھی نہیں دیکھا جسے اپنے

بیٹے کی بجائے اپنی انا اور اپنے

اصول پیارے ہیں اگر آپ کی وجہ سے میرے پاپا کو کچھ ہوا تو میں آپ کو چھوڑوں گی

نہیں میں یہ بھول جاؤں گی کہ میرا آپ سے

کیا رشتہ ہے میرے لیے میرے پاپا میرا سب کچھ ہیں

مجھے پتا ہوتا یہاں پاپا کے ساتھ یہ ہو گا تو میں کبھی بھی ان کو یہاں نہیں آنے

دیتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ غصے سے اپنے دادا کے سامنے ان سے بول رہی تھی

وہ اپنے پاپا کو وہاں سے لیے چلی گئی

راستے میں ہی حیدر صاحب کی طبیعت خراب ہو گئی وہ انہیں فوراً ہوسپٹل

لے آئی جہاں انہیں ایمر جنسی میں داخل کر لیا گیا

ڈاکٹر کیا ہوا ہے میرے پاپا کو۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ روتے ہوئے ڈاکٹر سے پوچھ رہی ہے

ان کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے ان کی حالت بہت بری ہے ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں آپ دعا کریں

ڈاکٹر اس سے کہتا ہوا ایمر جنسی میں چلا گیا

پاپا۔۔۔۔۔وہ روتے ہوئے ہوسپٹل کے ٹھنڈے فرش پر بیٹھتی چلی گئی

اللہ میاں میرے پاپا کو ٹھیک کر دیں میرا توان کے سواہ کوئی بھی نہیں ہے

میرے پاپا کو نئی زندگی دے دیں

اگلی صبح دیا شاہ کے اٹھنے سے پہلے ہی اٹھ چکی تھی

اور نماز پڑھنے کے بعد کچن میں شاہ کے لیے ناشتا بنا رہی تھی

جب شاہ اسکو ڈھونڈتا ہوا کچن میں ہی آ گیا

تم جہاں ہو میں تمھیں تمھارے کمرے میں دیکھنے گیا تھا

اور تم یہاں پائی گئی ہو

دیانے اسکی طرف ایک نظر دیکھا اور پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو گئی

تم ناشتا کیوں بنا رہی ہے ملازمہ ہے نا وہ ہی بنا دے گی

چلو باہر آو۔۔۔۔۔شاہ نے اس سے کہا

دیانے نفی میں سر ہلایا

کہیں میری بیوی کا میرے لیے اپنے ہاتھ سے ناشتا بنانے کا دل تو نہیں کر

رہا۔۔۔۔۔شاہ شوخ ہوا

دیا کی طرف سے کوئی جواب نا آیا

چلو بنا لو ناشتا ویسے بھی مجھے تمھارے ہاتھ کے بنائے ہوئے کھانے بہت

پسند ہیں۔۔۔۔۔۔۔

شاہ اس سے کہتا ہوا وہاں موجود ٹیبل کے گرد رکھی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا

اور اسے کام کرتے دیکھنے لگا

دیا اسکی طرف پشت کیے اس کے لیے ناشتا بنا رہی تھی

کچھ دیر کے بعد اس نے پراٹھے اور قیمہ شاہ کے سامنے رکھا

واہ خوشبو تو بہت اچھی ہے۔۔۔۔۔۔

بیٹھو تم بھی۔۔۔۔شاہ نے اسے کھڑا دیکھ اس سے کہا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دیانے نامیں سر ہلایا

کہ وہ نہیں بیٹھے گی۔۔۔۔۔۔

شاہ اپنی جگہ سے اٹھا اور دیا کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی ساتھ والی چیئر پر بیٹھا دیا

اور خود بھی بیٹھ گیا

شاہ نے ایک پلیٹ میں قیمہ نکالا

چلو کھاو دیا۔۔۔۔

دیا ابھی بھی نفی میں سر ہلا رہی تھی

یار شوہر ہوں تمھارا کوئی تو میری بات مان لو۔۔۔۔شاہ نے مظلوم سا منہ بنایا

دیانے کھانا شروع کر دیا

شاہ نے بھی اسکے ساتھ اسی پلیٹ میں کھانا شروع

کر دیا

اس کو اپنے ساتھ کھاتا دیکھ دیانے کھانے سے ہاتھ روک لیا

شاہ نے اسکی طرف دیکھا جو اپنی انگلیاں مروڑ رہی تھی

کھاو کھانا کیوں چھوڑ دیا۔۔۔۔۔۔

اوہ سمجھ گیا میری وجہ سے نہیں کھا رہی ہو

اگر تم نے میرے ساتھ کھانا کھایا تو میں بھی نہیں کھاؤں گا

شاہ نے منہ بنالیا

دیا نے کھانا شروع کر دیا تو شاہ بھی مسکراتے ہوئے اس کے ساتھ کھانے لگ گیا

اچھا اب میں کام سے جا رہا ہوں رات تک آنے کی کوشش کروں گا

شاہ ناشتا کرنے کے بعد دیا سے بولا

دیا نے اسکی طرف دیکھا

کچھ کہنا چاہتی ہو دیا۔۔۔۔۔۔۔

شاہ کے پوچھنے پر دیا نے ہاں میں سر ہلا

جو کہنا ہے میرے ہاتھ پر اپنی انگلی سے لکھو میں سمجھ جاؤں گا۔۔۔۔۔

شاہ نے اپنا ہاتھ اس کے سامنے کیا

دیا نے کانپتے ہوئے ہاتھ کے ساتھ اپنی ایک انگلی سے

اس کے ہاتھ پر ایک ایک کر کے لفظ

لکھنا شروع کر دیا

میں یہاں ہی رہوں گی کیا۔۔۔۔؟

ابھی تو یہاں ہی رہنا پڑے گا کچھ عرصے بعد میں تمھیں اپنے ساتھ شہر میں اپنے گھر میں رکھوں گا

کیا آپ میرے ساتھ اپنا رشتہ سب سے چھپا کر رکھیں گے۔۔۔۔۔۔؟

دیا کی طرف سے ایک اور سوال کیا گیا

میں دار جی کو بہت جلد منالوں گا پھر ساری دنیا کے سامنے اپنا اور تمھارا ولیمہ بڑے شاندار طریقے سے کروں گا

اور سب کو بتاوں گا یہ ہے ہے میری بیوی میری محبت۔۔۔۔۔

شاہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بول رہا تھا

دیا نے ہاں میں سر ہلایا

اچھا اللہ حافظ اب میں چلتا ہوں۔۔۔۔۔شاہ مسکراتا ہوا وہاں سے چلا گیا

پلیز اللہ میاں میرے پاپا کو ٹھیک کر دیں۔۔۔۔۔

میرے پاپا کو کچھ نا ہو پلیز۔۔۔۔۔۔

وہ ہوسپٹل میں موجود پرے روم میں سجدے میں جھکی اللہ کے سامنے

اپنے پاپا کی زندگی کے لیے گڑگڑا رہی تھی

روتے روتے اسکی ہچکیاں بند گئی تھیں

وہاں موجود عورتیں اسکو ترحم بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں کئی

نے تو اسے تسلی دی

اور اس کی دعا پوری ہونے کی دعا کی

کافی دیر اللہ سے اپنے پاپا کی صحت یابی کی دعا کرنے کے بعد اب وہ ایمر جنسی روم

کے باہر موجود تھی

اور ڈاکٹر کے باہر آنے کا انتظار کر رہی تھی

اس کی آنکھوں سے ابھی بھی اشک رواں دواں تھے

وہ دل میں اللہ سے ابھی بھی اپنے پاپا کی صحت یابی کی دعا مانگ رہی تھی

کافی دیر کے بعد ڈاکٹر باہر آیا

وہ لپک کر ڈاکٹر کے پاس گئی

کیسے ہیں میرے پاپا ڈاکٹر۔۔۔۔۔

ان کو میجر ٹائپ کا ہارٹ اٹیک ہوا ہے

ہم نے اپنی پوری کوشش کی ہے لیکن ان کا بلڈ پریشر کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا

اگران کی یہی حالت رہی تو ہم کچھ نہیں کرپائیں گے

ڈاکٹر نے اسے وہ خبر دی جو اس کے لیے موت کے مترادف تھی

ڈاکٹر آپ کچھ بھی کر کے میرے پاپا کو بچا لیں پیسے کی فکر نا کیجیئے گا جتنا پیسا آپ کہیں گے میں دینے کو تیار ہوں پلیز آپ ان کو بچا لیں

پلیز میرے پاپا کو ٹھیک کردیں

وہ برستی آنکھوں کے ساتھ ڈاکٹر سے التجا کر رہی تھی

ہم اپنی پوری کوشش کریں گے باقی اللہ کی مرضی

ان کو ہوش آگیا ہے آپ ان سے مل لیں وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں

ڈاکٹر اس سے کہتا ہوا وہاں سے چلا گیا

وہ اپنی تمام تر ہمت مجتمع کرتے ہوئے اپنے آنسو صاف کرتی ہوئی روم میں داخل ہوئی

ان کو اس حالت میں دیکھ کر اس کے رکے ہوئے آنسو پھر سے بہنے لگے

پاپا۔۔۔۔اس نے انکا ہاتھ پکڑتے ہوئے انہیں پکارا

رو نہیں میری پرنسز تو بہت بہادر ہے نا۔۔۔۔وہ بہت آہستہ سے بول رہے تھے جو بمشکل وہ سن پا رہی تھی

آپ کے بنا آپ کی پرنسز کچھ بھی نہیں ہے پاپا

آپ بس جلدی سے ٹھیک ہو جائیں اور میرے ساتھ گھر چلیں

میری بات سنو بیٹا میرے پاس اور ٹائم نہیں ہے

تم مجھ سے وعدہ کرو میرے بعد اپنا خیال رکھو گی خود کو کوئی نقصان نہیں پہنچاو گی۔۔۔۔۔وہ اس سے وعدہ مانگ رہے تھے

نہیں آپ مجھے چھوڑ کر کہیں نہیں جارہے آپ میرے ساتھ ہی رہیں گے

وہ روتے ہوئے نفی میں سر ہلا رہی تھی

وعدہ کرو پرنسز۔۔۔۔ان کی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ رہے تھے

نہیں کروں گی وعدہ آپ مجھے چھوڑ کر نہیں جارہے ہیں۔۔۔۔۔

وہ ابھی بھی نفی میں سر ہلا رہی تھی

کیا چاہتی ہے میری پرنسز اس کے پاپا اس دکھ کے ساتھ اس دنیا سے جائیں کہ ان کی پرنسز نے ان کی بات نہیں مانی

پاپا آپ ایسا تو نا کہیں آپ جو بھی کہیں گے میں وہ سب کرنے کو تیار ہوں

اس نے حیدر صاحب کا ہاتھ اپنے ہونٹوں سے لگالیا

تو پھر کرو وعدہ پرنسز تم خود کو ٹوٹنے نہیں دو گی خوش رہو گی اپنی زندگی جیو گی

میرے جانے کے بعد۔۔۔۔۔۔

میں وعدہ کرتی ہوں پاپا۔۔۔۔۔وہ یہ کہتے ساتھ

ہی ان کے سینے پر سر رکھ کے پھوٹ پھوٹ کے رودی

حیدر صاحب نے اس کی پیشانی چومی

کافی دیر بعد اس نے ان کے سینے سے سر اٹھا کر ان کی طرف دیکھا

جو پر سکون سے آنکھیں بند کیے لیٹے ہوئے تھے

پاپا۔۔۔۔۔۔اس کے پکارنے پر انہوں نے کوئی جواب نا دیا

پاپا۔۔۔۔۔اس نے حیدر صاحب کو ہلایا

پر پھر بھی انہوں نے آنکھیں نا کھولیں

پاپا۔۔۔۔۔۔۔۔

پاپا۔۔۔۔۔پلیز آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔وہ چیخ رہی تھی

اور ان کو اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی

اس کی آوازیں سن کر ڈاکٹر دوڑا چلا آیا

دیکھیں نا ڈاکٹر یہ اٹھ نہیں رہے۔۔۔۔

وہ ڈاکٹر سے روتے ہوئے کہہ رہی تھی

ڈاکٹر نے ان کی نبض چیک کی

آئم سوری ہی از نو مور۔۔۔۔۔۔۔

نہیں نا آپ چیک کریں ان کو کچھ نہیں ہوا یہ سو رہے ہیں۔۔۔۔وہ پاگلوں کی طرح ڈاکٹر کو جھنجوڑ رہی تھی

پلیز مس ٹرائے ٹو انڈر سٹینڈ ہی از نو مور۔۔۔۔۔

نہیں پاپا آپ آنکھیں کھولیں نا آپ مجھے اپنی پرنسز کو چھوڑ کر نہیں جا سکتے

وہ اب حیدر صاحب کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیے

ان کو جگا رہی تھی

پر وہ تو اللہ کے پاس چلے گئے وہ کہاں اٹھ سکتے تھے

وہ اپنی پرنسز کو چھوڑ کر اسکی ماما کے پاس چلے گئے تھے

روتے روتے وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی تھی

پاپا۔۔۔۔۔اٹھ جائیں نا

وہ ہوش میں آنے کے بعد ان کی میت کے پاس بیٹھی ان کو پکار رہی تھی

اس کی اجڑی ہوئی حالت دیکھ کر وہاں موجود ہر انسان کی آنکھ اشک بار ہو گئی تھی

حیدر صاحب کی میت کو ان کے یونیورسٹی کے دوست اسفند صاحب جو وکیل بھی تھے

حیدر صاحب کے گھر لے آئے تھے

اور ان کی پرنسز کو بھی لے آئے تھے گھر

گھر آنے کے کچھ دیر کے بعد اسے ہوش آگیا تھا

وہ تب سے اپنے پاپا کی میت کے ساتھ جڑی بیٹھی تھی اور پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی

اسفند صاحب کی بیگم زرنور بیگم اس کے پاس بیٹھی اسے تسلی

دی رہی تھیں اسے سنبھال رہی تھیں

لیکن وہ سنبھلنے کا نام نہیں لے رہی تھی

کیسے وہ صبر کرتی کیسے سنبھل جاتی اسکی دنیا اس کے پاپا اسے چھوڑ کر جو چلے گئے

تھے

علی اسفند صاحب کا بیٹا اسے دکھ سے دیکھ رہا تھا

اسکو روتا دیکھ علی کی آنکھیں بھی نم ہو گئی تھیں اس کی حیدر صاحب سے بہت بن گئی

تھی تھوڑے ہی دنوں میں

اس کو ان کے اس دنیا سے چلے جانے کا بہت دکھ تھا

کچھ دیر کے بعد حیدر صاحب کی میت کو اٹھا کر لے جانے لگے تو

حیدر ویلا پرنسز کی چیخوں سے گونج اٹھا

نہیں آپ سب کہاں لے کر جارہے ہیں میرے پاپا کو

میرے پاپا کو میرے پاس رہنے دیں انہیں کہیں بھی نا لے کر جائیں

وہ ان کی میت سے لپٹ گئی تھی

اور اونچی آواز میں رو رہی تھی

زرنور بیگم اسے میت سے دور کر رہی تھیں

وہ بے ہوش ہو کر ان کی بانہوں میں جھول گئی

اس کو کچھ عورتوں کی مدد سے وہ اسکے کمرے تک لے کر آئیں

حیدر صاحب کی تدفین کے بعد اسفند صاحب اور علی زرنور بیگم کے پاس آئے

جو پرنسز کے پاس اس کے روم میں تھیں

کیسی ہے اب ہماری گڑیا۔۔۔اسفند صاحب نے زرنور بیگم سے اس کے بارے

میں پوچھا

اس وقت سے ہی بے ہوش ہے میں نے ڈاکٹر کو بھی چیک کروایا ہے

ڈاخر نے بولا ہے ٹینشن اور دکھ کی وجہ سے بے ہوش ہو گئی ہے

ڈاکڑ نے نیند کا انجکشن دے دیا ہے صبح

تک اٹھ جائے گی پرنسز۔۔۔۔زرنور بیگم آنکھوں میں پیار سموئے اسے دیکھ رہی تھیں

اللہ ہماری پرنسز کو ہمت اور صبر دے۔۔۔۔

اور حیدر جنت میں جگہ دے اس کے لیے آسانیاں پیدا کرے

اسفند صاحب نے دعا کی

آمین۔۔۔علی اور زرنور بیگم ایک ساتھ بولے

آپ اسکے پاس ہی رکیں ہم چلتے ہیں۔۔۔۔۔۔اسفند صاحب علی کو اپنے ساتھ لیے وہاں سے چلے گئے

علی،اسفند صاحب اور زرنور بیگم بھی اسے پرنسز ہی بولاتے تھے

ان سب کو وہ بہت عزیز تھی

اسفند صاحب اور زرنور بیگم تو اس کے دیوانے تھے ان کو تو اللہ نے بیٹی دے دی تھی

ان کا صرف ایک ہی بیٹا علی تھا جس کا اپنا بزنس تھا

دیا۔۔۔

شاہ اسے فارم ہاوس میں واپس آتے ہی اسے آوازیں دے رہا تھا

شاہ کل کا گیا اگلے دن شام کو واپس آیا تھا

دیا کدھر ہے۔۔۔۔شاہ نے ملازمہ سے پوچھا

جی وہ اپنے روم میں ہیں

شاہ ملازمہ کے بتانے پر دیا کے روم کی طرف چل دیا

شاہ روم میں داخل ہوا تو دیا کو کھڑکی کے پاس باہر دیکھتے ہوئے پایا

دیا۔۔۔شاہ نے اس کے پاس جاکر اسے پکارا

لیکن دیا کی طرف سے کوئی جواب نا آیا

دیا اپنی ہی سوچوں میں گم تھی اسے شاہ کے موجودگی کا احساس ہی نا ہو سکا

دیا۔۔۔شاہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ

رکھا تو دیا اس کا لمس محسوس کرتے ہوئے اپنی خیالات کی دنیا سے واپس آئی

اور اسکی طرف مڑ کے دیکھا

جو مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا

کیا سوچ رہی ہو۔۔۔۔۔

دیانے نامیں سر ہلایا(مطلب کچھ نہیں سوچ رہی ہوں)

سوری یار کام تھا اس لیے کل واپس نہیں آسکا تم ناراض تو نہیں ہو نا مجھ سے اس بات

سے۔۔۔۔۔شاہ اسکی آنکھوں میں دیکھ

کر اس سے پوچھ رہا تھا

دیانے ناں میں سر ہلایا

ہو جاو ناراض میں تمھیں منالوں گا۔۔۔۔۔شاہ آنکھوں میں شوخی لیے

اس تک رہا تھا

دیانے اپنا چہرہ جھکا لیا اس کی بات سن کر

شاہ اسکے قریب آیا اتنا قریب کے ان دونوں کے درمیان انچ بھر کا فاصلہ رہ گیا

تھا

دیا کا دل ڈر رہا تھا کہ وہ پتا نہیں شاہ اس کے ساتھ کیا کر دے گا

اس نے میچ کے اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں

شاہ نے اسکی پیشانی کو اپنے لبوں سے چھوا

اور اس سے دور ہو کر کھڑا ہو گیا اور اسے دیکھنے لگا جو آنکھیں بند کیے کانپ رہی تھی

ریلیکس یار میں تمھیں کھا تھوڑا جاوں گا جو تم اس طرح کانپ رہی

ہو۔۔۔۔۔شاہ شوخ لہجے میں گویا ہوا

اچھا میری طرف تو دیکھو میں کچھ دیر تمھاری آنکھوں میں دیکھنا چاہتا ہوں

دیا نے اپنا جھکا ہوا چہرہ اوپر نا کیا

پلیز دیا۔۔۔۔۔

شاہ کے لہجے میں کچھ تھا جسے محسوس کرتے ہوئے دیا نے اسکی طرف

دیکھا جو اپنی آنکھوں میں محبت کے دیپ جلائے اسے دیکھ رہا تھا

دیا نے اسکی آنکھوں کی تاب نا لاتے ہوئے

اپنی نگاہیں جھکا لیں

اچھا چلو تم کھانا لگواؤ میں چینج کرکے آتا ہوں پھر مل کر کھانا کھاتے ہیں

شاہ اس سے کہتا ہوا اپنے روم میں چلا گیا

دیا بھی کچن کی طرف چل دی

کیسی ہے میری پرنسز۔۔۔۔۔

زرنور بیگم نے اسکی پیشانی چومی

وہ چپ چاپ لان میں کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کیے بیٹھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھی جب وہ اس کے پاس آئیں

ٹھیک ہوں آنٹی میں آپ کھڑی کیوں ہیں بیٹھیں نا۔۔۔۔۔

وہ اپنے پاپا کی یادیوں سے باہر آتے ہوئے ان کو بیٹھنے کا کہہ رہی تھی

نہیں بیٹا میں بیٹھنے نہیں آئی بلکہ تمھیں لینے آئی ہوں

تم چلو اور ہم سب کے ساتھ مل کر کھانا کھاؤ۔۔۔۔۔۔

نہیں میرا دل نہیں کر رہا کھانا کھانے کو۔۔۔۔۔اس نے صاف انکار کر دیا

میں کوئی نا نہیں سن رہی چلو میرے ساتھ۔۔۔۔

وہ لاڈ سے اسے کہتی اٹھا رہی تھیں

اچھا چلتی ہوں۔۔۔وہ ان کے ساتھ ڈائنگ ٹیبل تک آگئی

جہاں علی اور اسفند صاحب ان کا انتظار کر رہے تھے

میں کب سے اپنی پرنسز کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔اسفند صاحب پیار سے بولے

ان کا پیار بھرا لہجا اسے بلکل حیدر صاحب جیسا لگا جس کی وجہ سے

اسکی آنکھیں نم ہو گئیں

رونا نہیں ہے بیٹا ورنہ میں تم سے ناراض ہو جاوں گا۔۔۔اسفند صاحب نے

اسے پیار بھری دھمکی دی

اس نے فوراً اپنی آنکھیں صاف کر لیں

چلو اب سب بسم اللہ کرو۔۔۔۔اسفند صاحب کے کہنے پر

سب نے کھانا شروع کیا

علی کھانے کھانے کے دوران اسے دیکھ رہا تھا جو حیدر صاحب کے جانے کے بعد مرجھا گئی تھی

حیدر صاحب کو اس دنیا سے گئے ایک ماہ ہو گیا تھا

زرنور بیگم تب سے اس کے ساتھ ہی تھیں علی اور اسفند صاحب بھی دفتر سے آنے کے بعد اس کے پاس آجایا کرتے تھے

وہ سب مل کر اسے زندگی کی طرف لانے کی کوشش کر رہے تھے

وہ کافی حد تک سنبھل چکی تھی

دیا۔۔۔۔۔۔۔علی نے سے پکارا

جو لاونج میں بیٹھی پتا نہیں کس سوچ میں گم تھی

جی۔۔۔۔دیا نے اس کی طرف دیکھا

خود کو زندگی کی طرف واپس لاو اپنے بزنس پر دھیان دو۔۔۔۔

خود کو سنبھالو تمھیں اس طرح دیکھ کر حیدر انکل کی روح کو کتنی تکلیف ہوتی

ہو گی۔۔۔۔۔۔۔۔

علی نے اسے سمجھایا

ٹھیک ہے کوشش کروں گی اور کل سے آفس بھی جایا کروں گی

وہ نم لہجے میں گویا ہوئی

یہ ہوئی نا بات اب تم نے رونا نہیں ہے کوئی بھی مشکل پیش آئے بزنس میں

تو مجھ سے کہنا میں تمھاری ہیلپ کروں گا

اوکے۔۔۔۔۔۔

اوکے۔۔۔۔اس نے ہاں میں سر ہلایا

آپ بہت اچھے ہیں۔۔۔۔۔۔۔

شکریہ پرنسز اس ناچیز کو اتنی عزت دینے کے لیے

علی مسکراتے ہوئے بولا

وہ بھی اسکو دیکھ کر مسکرا دی

اسی طرح مسکراتی رہا کرو مسکراتے ہوئے اچھی لگتی ہو۔۔۔۔علی بولا

جیسے آپ کو حکم۔۔۔۔۔وہ مسکراتے ہوئے بولی

علی اس کو دکھ کی کیفیت سے نکالنے میں کامیاب ہو چکا تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ کی وجہ سے میرے پاپا مجھے چھوڑ کر چلے گئے

میں آپ سے اس بات کا بدلہ لے کر رہوں گی آپ کے ساتھ وہ کروں گی کہ

آپ ہمیشہ مجھے یاد رکھیں گے

کہ آپ کا پالا کس سے پڑا ہے

آپ کو تباہ نا کر دیا تو میں بھی اپنے پاپا کی پرنسز نہیں۔۔۔۔

وہ اپنے آفس میں بیٹھی دل میں اپنے پاپا کے والد سے مخاطب تھی جن کی وجہ سے اسکے

پاپا اسے تنہا اکیلا اس دنیا میں چھوڑ کر اللہ

کے پاس چلے گئے

اتنے میں ڈور پر ناک ہوا

یس کم ان۔۔۔۔۔

اسکی سیکڑی اندر آئی

میم آپ کی میٹنگ کا ٹائم ہو گیا ہے شاہ انڈسٹریز کے ساتھ

اوکے تم چلو میں آئی پانچ منٹ میں۔۔۔۔

اوکے میم۔۔۔وہ اس سے کہتی ہوئی روم سے باہر چلی گئی

وہ اپنی گاڑی میں ڈرائیور اور اپنی سیکٹری کے ساتھ شاہ انڈسٹریز

کی طرف روانہ ہو گئی

اسکی گاڑی کے پیچھے ایک اور بھی گاڑی تھی جس میں اس کے دو گارڈز تھے

جو ہر وقت اسکے ساتھ ہوتے تھے

وہ گارڈز اپنے ساتھ نہیں رکھنا نہیں چاہتی تھی لیکن

اسفند صاحب کے کہنے پر اسکو اپنے ساتھ گارڈز رکھنے پڑے

اسفند صاحب نے ہی اس کے لیے گارڈز کا بندوبست کیا تھا

وہ نہیں چاہتے تھے کہ اسے کبھی بھی کسی بھی قسم کی مشکل اور تکلیف پیش آئے

شاہ کو فارم ہاوس سے گئے ہوئے دو دن ہو گئے تھے وہ اسلام آباد گیا ہوا تھا

اور دیا دو دن سے اکیلی فارم ہاوس میں رہ رہی تھی

سارا دن وہ فارم ہاوس میں گھومتی رہتی اور تو کوئی کام نہیں تھا اس کے پاس کرنے

کو-----

شاہ نے فارم ہاوس میں گھوڑے رکھے ہوئے تھے

دیا اپنا زیادہ تر وقت گھوڑوں کو دیکھنے میں گزارتی تھی

دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دیا جو ابھی بھی گھوڑے کو دیکھ رہی تھی

شاہ کے پکارنے پر پیچھے مڑ کر اسکی طرف دیکھا

شاہ نے اسے اپنی بانہوں میں لے لیا

دیا کا دل دھک سے رہ گیا اسے شاہ سے اس بات کی امید نہیں تھی

دیا نے خود کو آزاد کرنے کی کوشش کی لیکن شاہ نے اسے آزاد نا کیا

کچھ دیر کے بعد شاہ کو اس پر رحم آ ہی گیا

اور اس نے اسے آزاد کر دیا

سوری۔۔۔۔۔پتا نہیں کیوں میرا دل ڈر رہا ہے جیسے تم اور میں الگ ہو جائیں

گے اس لیے ایسا ہو گیا

شاہ وضاحت دیتے ہوئے بولا

دیا نے اپنا چہرہ جھکایا ہوا تھا

تمھیں برا تو نہیں لگا۔۔۔۔۔۔۔شاہ نے اس سے پوچھا

دیا نے نا میں سر ہلایا

او کے چلو اندر چلتے ہیں رات ہونے والی ہے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ اسے ساتھ لیے اندر چلا گیا

شاہ ابھی واپس آیا تھا اور دیا کو اندر نا پا کر اس نے ملازمہ سے پوچھا

دیا کے بارے میں

ملازمہ نے بتایا کہ دیا یہاں ہے

اس لیے وہ یہاں آ گیا

وہ دو دن اس کے بغیر رہا تھا دو دن سے اس کے دل میں عجیب سے وسوسے

پیدا ہو رہے تھے

جیسے دیا اسے دور ہو جائے گی

وہ دیا کو کھونا نہیں چاہتا تھا

دیا کو اپنے سامنے پا کر وہ خود کو روک نا پایا اور اسے گلے سے لگا بیٹھا

سر حیدر رانڈ سٹریز کی اونر آپ سے میٹنگ کے لیے آ چکی ہیں

سکندر صاحب کی سیکرٹری نے انہیں آگاہ کیا

سکندر صاحب اس وقت شاہ کے ساتھ اپنے آفس میں بیٹھے ہوئے تھے

آپ ان کو میٹنگ روم میں بیٹھائیں میں آ رہا ہوں

سکندر صاحب کے کہنے پر ان کی سیکڑی اوکے سر کہتی ہوئی چلی گئی

میم آپ بیٹھیں سر آرہے ہیں۔۔۔۔سکندر صاحب کی سیکڑی اسے میٹنگ روم میں بیٹھا کر خود چلی گیہ

اوکے پاپا میں چلتا ہوں آپ اپنی میٹنگ اٹینڈ کریں۔۔۔شاہ ان سے بولا

اگر تم فری ہو تو میرے ساتھ چلو میٹنگ کے لیے

اوکے پاپا چلتا ہوں آپ کے ساتھ ویسے میٹنگ ہے کس کے ساتھ

حیدر انڈسٹریز کی اونر ہے اس کے ساتھ ہے

بہت ہی قابل بچی ہے کچھ ہی وقت میں اس کی کمپنی کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے دن بدن اس کی کمپنی ترقی کی منازل طے کر رہی ہے۔۔۔۔۔۔سکندر صاحب اس سے بہت امپریس تھے

چلیں ان سے بھی مل لیتے ہیں جن کی آپ اتنی تعریف کر رہے ہیں

شاہ مسکراتا ہوا ان کے ساتھ میٹنگ روم کی طرف چل دیا

اسلام علیکم۔۔۔۔سکندر صاحب شاہ کے ساتھ اندر داخل ہوتے ہوئے اس سے مخاطب ہوئے

وہ جو اپنے سامنے کھلی ہوئی فائل میں گم تھی

وعلیکم اسلام۔۔۔۔ سکندر صاحب کیسے ہیں آپ

اس نے خوش دلی سے ان سے پوچھا اس کا دھیان ابھی شاہ کی طرف نہیں گیا تھا

شاہ خوشگوار حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا

میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سکندر صاحب بولے

میں بھی ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔

اس نے جواب دیا

یہ میرا بیٹا اذلان شاہ ہے۔۔۔۔۔

انہوں نے شاہ کا اس سے تعارف کروایا

وٹ آ پلیزنٹ سرپرائز۔۔۔۔۔ مسٹر اذلان اٹس یو

پاکستان کے موجودہ اطلاعات و نشریات۔۔۔۔۔۔۔

اس نے مسکراتے ہوئے شاہ کی طرف بڑھا

جی میں ہی ہوں بہت اچھا لگا آپ سے مل کر پرنسز۔۔۔۔۔۔

شاہ نے مسکراتے ہوئے اس سے ہاتھ ملایا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ نے اسکی طرف دیکھا جو آج بھی گلاسز لگائے بلیک ٹائٹس کے ساتھ بلیک ہی کُرتا اور گلے میں بلیک مفلر ڈالے

بنا کسی میک اپ کے اپنے بالوں کو جھوڑے میں قید کیے ہمیشہ کی طرح خوبصورت لگ رہی تھی

آپ لوگ ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔۔۔۔ سکندر صاحب نے مسکراتے

ہوئے ان دونوں سے پوچھا

آپ بیٹھیں دونوں بیٹھیں پھر میں آپ کو بتاتا ہوں

شاہ نے ان کو بیٹھنے کو بولا

اب بتاؤ۔۔۔ سکندر صاحب بیٹھنے کے بعد گویا ہوئے

پاپا میں نے اور انہوں نے ایک ہی یونی سے ایم بی اے کیا ہے

یہ میرے دوست راحم کی بہت اچھی دوست ہیں اس لیے ہماری اکثر ملاقات ہو جایا کرتی تھی

اس لیے ہم دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہیں

شاہ مسکراتے ہوئے بول رہا تھا

یہ تو اچھی بات ہے آپ دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہیں

سکندر صاحب نے خوشی کا اظہار کیا

آپ کو بہت مبارک ہو پاپا بتا رہے تھے کہ آپ نے تھوڑے سے وقت میں

بزنس میں بہت ترقی کی ہے

ویسے آپ پاکستان کب آئیں اور کیوں۔۔۔۔؟

شاہ نے اس سے پوچھا

پاپا چاہتے تھے کہ ہم واپس آئیں اور یہاں اپنا بزنس سٹارٹ کریں

اس لیے ہم یہاں آ گئے اور اپنا بزنس سٹارٹ کیا

پاپا نے سارا بزنس میرے حوالے کر دیا اور خود کام سے لیو لے لی ان کا کہنا تھا

کہ اب میں کام کروں وہ آرام کریں گے

اپنے پاپا کا ذکر کرتے ہوئے اس کے لب مسکرا رہے تھے

اور آنکھوں میں نمی تھی

اور یہاں تک ترقی کی بات ہے یہ اللہ کا کرم ہے ورنہ میں تو ناچیز سی بندی

ہوں۔۔۔۔۔۔

وہ مسکراتے ہوئے بولی

اب ایسی بھی کوئی بات نہیں یہ آپ کی محنت اور قابلیت کا ہی کمال ہے جو آپ نے اتنے

کم وقت میں اپنا اتنا نام پیدا کر لیا ہے

انکل کیسے ہیں۔۔۔شاہ نے اس سے پوچھا

ہی از نو مور۔۔۔۔۔۔۔۔وہ اس دنیا میں نہیں رہے۔۔۔۔۔۔

اس کا لہجا نم ہو گیا تھا یہ بتاتے ہوئے

بہت افسوس ہوا بیٹا اللہ ان کو جنت وفردوس میں جگہ دے

سکندر صاحب نے افسوس کا اظہار کیا

آمین اس نے دل میں کہا

کیا ہوا تھا انکل کو۔۔۔۔۔۔شاہ نے پوچھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہارٹ اٹیک۔۔۔۔۔

بہت افسوس ہوا آپ کے پاپا کی ڈیتھ کا سن کر۔۔۔۔۔۔شاہ بولا

چلیں اس کو چھوڑیں سکندر صاحب ہم میٹنگ سٹارٹ کریں۔۔۔۔۔

اس نے بات کا رخ بدل دیا

وہ اس وقت اپنے پاپا کا اور ذکر کر کے ان کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی

بیٹا آج سے آپ مجھے انکل کہو گی اور میں آپ کو شاہ کی طرح پر نسز۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے نا۔۔۔۔سکندر ساحب پیار سے بولے

سکندر صاحب کو وہ بہت اچھی لگی تھی اس سے مل کر وہ انہیں بلکل اپنی بیٹی جیسی لگی تھی

انہیں ایسا لگا تھا جیسے اللہ نے اسے بیٹی دے دی ہو

ان کی اس کے ساتھ یہ تیسری ملاقات تھی

اوکے ٹھیک ہے انکل۔۔۔اسے ان کی بات سے کوئی اعتراض نہیں تھا

اور آپ مجھے بھی مسٹر اذلان کی بجائے اذلان کہیں گی تو مجھے اچھا لگے گا

شاہ مسکراتے ہوئے بولا

اوکے انکل اور اذلان اب ٹھیک ہے۔۔۔۔۔وہ مسکراتے ہوئے بولی

ٹھیک ہے۔۔۔۔شاہ نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا

دیا۔۔۔۔۔۔شاہ پاگلوں کی طرح پورے فارم ہاوس میں اسے ڈھونڈ رہا تھا اور اسے پکار رہا تھا

شاہ جب اگلی صبح جب سو کر اٹھا تو دیا اپنے روم سے غائب تھی

شاہ نے پوار فارم ہاوس سر پر اٹھالیا تھا دیا کو اس کے روم میں ناپا کر

سارے ملازموں کی گارڈز کی شاہ نے دوڑیں لگوادیں تھیں دیا کو ڈھونڈنے کے لیے

شاہ جی ان کا کچھ بھی نہیں پتا نہیں چلا۔۔۔۔ہم نے پورا فارم ہاوس اور آس پاس کا

سارا علاقہ دیکھ لیا ہے

گارڈ نے شاہ کا آکر بتایا

اسے زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا تم لوگ کہاں مر گئے تھے جب وہ غائب ہوئی

شاہ گارڈز پر چیخ رہا تھا

وہ اس وقت بلکل پاگل لگ رہا تھا

ویل ڈریس رہنے والے شاہ کے اس وقت کپڑے سلوٹ ضدا تھے بال بھیکرے

ہوئے تھے

اسے اس وقت صرف دیا کی پرواہ تھی جا پتا نہیں کہاں چلی گئی تھی

جاو ڈھونڈو اسے وہ نا ملی تو میں سب کی جان لے لوں گا

شاہ دھاڑا

سب وہاں سے چلے گئے

شاہ وہیں زمین پر بیٹھتا چلا گیا

کہاں چلی گئی ہو دیا واپس آجاو پلیز میں نہیں رہ پاؤں گا تمھارے بنا

شاہ رو رہا تھا

شاہ۔۔۔۔دار جی نے اسے پکارا

شاہ نے اپنی لال آنکھیں اٹھا کر ان کی طرف دیکھا

کیا ہوا ہے کیوں اپنی ایسی حالت بنالی ہے

دار جی کو جیسے ہی دیا کے غائب ہونے کے اور شاہ کی ایسی حالت کے بارے میں

پتا چلا وہ صفیہ خاتون کے ساتھ شاہ

کے پاس آگئے

دار جی وہ مجھے چھوڑ کر چلی گئی ہے اسے واپس لے آئیں نا پلیز۔۔۔۔۔۔

شاہ نے روتے ہوئے ان کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے

شاہ۔۔۔دار جی نے دکھ سے اسے گلے لگا لیا

کیا حالت بنالی ہے تم نے شاہ اٹھو اوپر بیٹھو میں اسے ڈھونڈ لوں گا تم فکر نا

کرو دار جی نے اسے زمین سے اٹھا کر

صوفے پر بیٹھایا

آپ لے آئیں گے نا اسے واپس۔۔۔۔۔شاہ نے امید بھری نظروں سے

ان کی طرف دیکھا

ہاں لے آوں گا تم خود کو سنبھالو۔۔۔۔۔۔

دار جی کا دل کٹ رہا تھا اپنے جان سے عزیز پوتے کو اس حالت میں دیکھ کر

ان کا پوتا جس کے غصے اور ضد کے سامنے وہ بھی چپ

ہو جایا کرتے تھے جس سے ایک دنیا خوف کھاتی تھی وہ ایک لڑکی کے لیے بچوں کی

طرح رو رہا تھا

صفیہ خاتون بھی اپنے پوتے کو اتنی بری حالت میں دیکھ کر رو رہیں تھیں

ہیلو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سوری میں لیٹ ہو گئی میٹنگ تھی

وہ کرسی پر علی کے سامنے بیٹھتے ہوئے بولی

کوئی بات نہیں میں بھی ابھی ہی آیا تھا

علی مسکراتے ہوئے بولا

چلیں پھر پیزا منگوایں مجھے بہت بھوک لگی ہے۔۔۔۔

علی نے ویڑ کو بلا کر پیزا آوڈر کیا

اب بتائیں کیا بات کرنی تھی آپ نے وہ علی سے پوچھ رہی تھی

علی نے اسے آج لنچ پر ایک ریسٹورانٹ میں بلایا تھا

اور اس وقت وہ علی کے ساتھ موجود تھی

آئی ایم ان لو۔۔۔۔۔۔ علی مسکراتے ہوئے بولا

واو۔۔۔اٹس نائس ہو از دی لکی ون

اس نے اشتیاق سے پوچھا

ہے ایک خوبصورت سی لڑکی جس کو جب میں نے پہلی بار دیکھا تو اپنا دل

اسے دے بیٹھا۔۔۔۔

وہ جانتی ہے کہ آپ اس سے محبت کرتے ہیں

پرنسز نے اس سے پوچھا

میں نے اسے بتایا تو نہیں پر مجھے لگتا ہے کہ وہ میری نظروں کی زبان سمجھ چکی ہے

کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں

علی نے اسکی بات کا جواب دیا

نام بھی بتا دیں نا علی۔۔۔۔۔اس نے منت کی

اسکو جاننے کی بہت جلدی تھی کہ وہ کون ہے جس سے علی محبت کرتا ہے

نہیں ابھی نہیں وقت آنے پر بتاوں گا

چلیں کر لیتے ہیں ویٹ۔۔۔وہ مسکراتے ہوئے بولی

چلو اپنا پیزا کھاو۔۔۔ویٹر کے پیزا دے کر جانے کے بعد علی اس سے بولا

اسلام علیکم۔۔۔۔۔۔۔

اس نے سکندر صاحب کے گھر میں آتے ہی سکندر صاحب، زینب بیگم اور شاہ کو سلام کیا

سکندر صاحب کے دعوت دینے پر وہ ان کے گھر ڈنر کے لیے آئی تھی

وعلیکم اسلام۔۔۔۔۔۔سب کے مشترکہ اس کے سلام کا جواب دیا

بیگم یہ پرنسز اور پرنسز بیٹا یہ میری وائف اور شاہ کی ماما زینب ہیں

سکندر صاحب نے ان دونوں کا تعارف کروایا

اسلام علیکم آنٹی۔۔۔اس نے ان کو سلام کیا

زینب بیگم نے اسے دیکھا

پری چہرہ لڑکی رنگت اتنی گوری کہ اسے چھونے سے بھی ڈر لگتا تھا کہ کہیں وہ چھونے

سے میلی نا ہو جائے

بیبی پنک کلر کا فراک پہنے ڈوپٹا ایک کندھے پر رکھے، بال اپنی پشت پر پھیلائے آنکھوں پر بلیک گلاسز لگائے اور میک اپ کے نام پر صرف بیبی پنک لیپسٹک لگائے بلکل پرنسز لگ رہی تھی

وعلیکم اسلام۔۔۔۔انہوں نے اسے گلے سے لگا یا

ہیلو پرنسز کیسی ہیں آپ۔۔۔شاہ نے اپنا ہاتھ اسکی طرف بڑھایا

ہائے اذلان میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں۔۔۔۔۔۔

میں بھی ٹھیک ہوں چلے بیٹھتے ہیں۔۔۔۔شاہ اس کی بات کا جواب دیتا ہوا سب کو لیے اندر آ گیا

کافی دیر ان سب سے باتیں کرنے کے بعد وہ ان میں گھل مل گئی تھی

بیٹا آپ کی شادی ہو گئی ہے۔۔۔زینب بیگم نے اس سے پوچھا

نہیں آنٹی۔۔۔اس نے مختصر سا جواب دیا

کب کرنی ہے پھر۔۔۔۔۔۔

میں ابھی تو کوئی ارادہ نہیں ہے شادی کا۔۔۔۔اس نے ان کی بات کا جواب دیا

اچھا بیٹا شاہ کی منگنی ہے اس سیٹر ڈے کو آپ ضرور آنا۔۔۔۔

سکندر صاحب مسکراتے ہوئے بولے

بہت بہت مبارک ہو اذلان آپ کو۔۔۔۔۔اس نے مسکراتے ہوئے

اسے مبارک باد دی

شکریہ۔۔۔۔شاہ سنجیدہ سا تھا بیٹھا تھا

آپ خوش نہیں ہیں کیا اپنی منگنی سے۔۔۔۔۔اس نے شاہ سے پوچھا

نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔۔۔۔شاہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

پر آپ کا چہرہ تو کچھ اور ہی کہہ رہا ہے۔۔۔۔۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے آپ کو غلط فہمی ہوئی ہو گی

شاہ نے اس کی بات کی نفی کی

چلیں مان لیا۔۔۔۔۔۔وہ مسکراتے ہوئے بولی

کہاں ہے فنگشن۔۔۔۔۔۔اس نے پوچھا

ہماری خاندانی حیویلی ہے حیدر آباد میں وہاں پر ہے

اس کے سوال کا جواب زینب بیگم کی طرف سے آیا

او کے ٹھیک ہے آپ مجھے اڈریس دے دیں میں ضرور آوں گی

سکندر صاحب نے اسے اڈریس دیا حیویلی کا

NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ویسے آنٹی کس سے ہو رہی ہے اذلان کی انگیجمنٹ۔۔۔

اس نے زینب بیگم سے پوچھا

میری بھانجی سے ہو رہی ہے۔۔۔ان کی طرف سے جواب آیا

زینب بیگم نے اسے اپنی بھانجی کی تصویر بھی دیکھائی

بہت پیاری ہے اذلان کے ساتھ بہت سوٹ کرے گی۔۔۔

وہ مسکراتے ہوئے بولی

چلیں اب ڈنر کر لیتے ہیں۔۔۔زینب بیگم بولیں

توسب ڈائننگ ٹیبل کی طرف چل دیئے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسفند انکل مجھے اپنے دادا کو ایک نوٹس بھیجنا ہے

وہ اسفند صاحب کے پاس ان کے آفس میں بیٹھی تھی

کس چیز کا نوٹس پرنسز۔۔۔۔۔۔

اسفند صاحب نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا

اپنے پاپا کے حصے کی جائیداد جو ان کے اس دنیا کے جانے کے بعد اب میری ہے وہ لینے کے لیے

آپ انہیں میری طرف سے ایک نوٹس بھیج دیں اگر انھوں نے مجھے میرے حصے

کی جائیداد دینے سے انکار کیا تو

میں ان پر کیس کروں گی۔۔۔۔اس نے ان کی بات کا جواب تفصیل

سے دیا

ٹھیک ہے جیسے میری بیٹی کہے گی ویسا ہی ہو گا میں آج کل تک ان کو تمھاری طرف سے

ایک نوٹس بھیج دوں گا

اسفند صاحب بولے

تھینک یو انکل۔۔۔۔۔اس نے مسکراتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا

کوئی بات نہیں بیٹا۔۔۔۔۔انھوں نے اس کے سر پر پیار سے ہاتھ رکھا

چلیں انکل اب میں چلتی ہوں رات کو آپ سے ملاقات ہو گی

اس نے ان سے اجازت چاہی

ٹھیک ہے بیٹا جاو اللہ کے حوالے۔۔۔۔۔۔

اللہ حافظ انکل۔۔۔۔۔۔

اللہ حافظ بیٹا۔۔۔۔۔۔

وہ وہاں سے گھر آ گئی

وہ گھر میں اکیلی رہتی تھی اسفند صاحب، زرنور بیگم اور علی نے اس کو بہت منانے کی کوشش کی کہ وہ ان کے ساتھ ان کے گھر میں رہے

پر وہ نامانی

وہ اکیلے ہی رہنا چاہتی تھی

پاپا۔۔۔۔۔۔واپس آجائیں نا

آپ کی پرنسز آپ کو بہت یاد کرتی ہے میں آپ کے بنا کچھ بھی نہیں ہوں

پلیز آجائیں نا میرے پاس۔۔۔۔

وہ حیدر صاحب کے تصویر سینے سے لگائے

رو رہی تھی

آپ کی وجہ سے پاپا مجھے چھوڑ گئے آپ کی بربادی شروع ہو چکی ہے

میرے ہاتھوں سے اور آپ کا پتا ہی نہیں چل رہا

اب میری طرف سے ایک اور وار کے لیے تیار ہو جائیں

مجھے یقین ہے میرا یہ وار آپ کو ہلا کر رکھ دے گا

اس کے بعد میں اپنی آخری چال چلوں گی جو آپ کو، آپ کی انا اور آپ کے اصولوں کو ختم کر کے رکھ دے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گا یہ وعدہ ہے میرا آپ سے۔۔۔۔۔۔

اور میں جس بات کی ٹھان لوں وہ کر کے دیکھاتی ہوں

وہ اب اپنے پاپا کے بابا سے مخاطب تھی

دیا کہاں ہو تم واپس آجاو

کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا میں نے تمھیں

چار سال چار ماہ دو دن آٹھ گھنٹے تیس منٹ چالیس سیکنڈ۔۔۔۔۔۔

ہو گئے ہیں تمھیں مجھ سے الگ ہوئے ہوئے

بہت مشکل ہو گیا ہے اب تمھارے بنا رہنا پلیز آجاو ناواپس میرے پاس

شاہ اس وقت حیویلی کے کوارٹر میں موجود تھا جہاں دیا نے اپنا سب سے زیادہ وقت گزارا تھا

وہ روتے ہوئے اسے پکار رہا تھا

اس سے واپس آنے کی التجا کر رہا تھا

پر وہ جہاں ہوتی تو اسکی بات سنتی اس کی کسی بات کا جواب دیتی

وہ تو چار سال سے پتا نہیں کہاں چلی گئی تھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ پاگلوں کی طرح چار سال سے اسے ہر جگہ ڈھونڈ رہا تھا

جہاں بھی وہ اپنی وزارت کے کام کے سلسلے میں جاتا تھا وہاں دیا کو ڈھونڈتا تھا پر دیا اسے کہیں بھی نا ملی

وہ اب بھی اس کا انتظار کر رہا تھا

اس نے کئی ہی دعائیں مانگی تھیں اللہ سے دیا کی واپسی کی

پر ابھی تک اس کی کوئی بھی اللہ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوئی تھی

اس کی دیا اسے نہیں ملی تھی

شاہ بہت ہی کم اب حیویلی آیا کرتا تھا

دار جی اور صفیہ خاتون کے بہت زیادہ اصرار کرنے پر وہ حیویلی آیا کرتا تھا

حیویلی آنے کے بعد وہ زیادہ وقت دیا کے کوارٹر میں

اس کی چیزوں کے ساتھ گزارتا تھا

شاہ سب کے سامنے تو سب کے سامنے خود کو نارمل ظاہر کرتا تھا

پر وہ ٹھیک نہیں تھا وہ اندر سے دن بدن ختم ہو رہا تھا

وہ چار سالوں سے بہت تکلیف میں تھا

واحد دار جی ہی تھے جن کے سامنے وہ روتا تھا ان کو اپنا درد بتایا کرتا تھا

دار جی اسکی دیوانوں سی حالت دیکھ کر خود بھی بیمار رہنے لگے تھے

وہ کس طرح اپنی جان اپنے پوتے کو تڑپتا ہوا ٹوٹتا ہوا دیکھ سکتے تھے اپنے پوتے کا دکھ

انہیں اندر سے کھا رہا تھا

وپ دن بدن کمزور ہو رہے تھے

وہ چاہ کر بھی شاہ کے لیے کچھ بھی نہیں کر پا رہے تھے

انہوں نے بھی دیا کو بہت تلاش کیا پر وہ ان کو بھی نا ملی

پتا نہیں وہ کہاں غائب ہو گئی تھی آج تک کسی کو بھی اس بات کا پتا نہیں چل سکا تھا

دیا۔۔۔۔۔

اب تو واپس آ جاو دار جی میری شادی کسی اور سے کروا رہے ہیں

میں تمھارے علاوہ کسی اور کا نہیں ہونا چاہتا پلیز مجھے اس تکلیف سے بچا لو

میں دار جی کی بات سے بھی انکار نہیں کر سکتا

ان کی طبیعت پہلے ہی میری وجہ سے خراب رہتی ہے اگر میں ان کو انکار

کرتا تو شاید وہ بھی مجھے چھوڑ کر چلے جاتے

پلیز آ جاو نا۔۔۔۔۔

شاہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا

پر وہ یہاں موجود نہیں تھی شاہ کی تڑپ اسکی منتیں وہ کہاں سن رہی تھی

بہت پیارلگ رہا ہے میرا بیٹا۔۔۔۔۔۔

زینب بیگم نے اسکی پیشانی چومی اور اسکی نظر اتاری

وہ لگ بھی بہت ہنڈسم رہا تھا وائٹ شلوار قمیض میں۔۔۔۔۔

سفید رنگ اس پر بہت جچ رہا تھا

ہلکی ہلکی بڑھی شیو اسکی مردانہ وجاہت میں اضافہ کر رہی تھی

اچھا بیٹا میں باہر جا رہی ہوں تم تیار ہو کر آجانا۔۔۔زینب بیگم اس سے کہتی ہوئیں اس کے روم سے نیچے چلی گئیں جہاں سب مہمان اس وقت شاہ کی انگیجمنٹ کے لیے جمع تھے

اب ہی آجاو۔۔۔۔۔شاہ دل میں دیا سے خاطب تھا

دیا کی یاد آتے ہی اسکی آنکھیں نم ہو گئیں

وہ اپنی آنکھوں کی نمی صاف کرتے ہوئے نیچے آگیا

سب کی نظریں اس پر ہی تھیں

مہمانوں میں صرف دار جی اور سکندر صاحب کے دوست اور ان کے کچھ رشتہ

دار موجود تھے

شاہ کے جاننے والا کوئی بھی وہاں نہیں تھا شاہ نے کسی کو بھی نہیں بلایا تھا

اور نا ہی میڈیا کو اجازت دی تھی جہاں آنے کی

وہ سب کچھ سادگی سے کرنا چاہتا تھا

دار جی نے اس کی یہ بات مان لی تھی اس لیے زیادہ مہمان نہیں آئے تھے

انگیجمنٹ میں شرکت کے لیے

لیکن پھر بھی ایک چھوٹا سا فنکشن حیویلی کے لان میں منعقد کیا گیا تھا

اسلام علیکم شاہ نے سب کو سلام کیا

دار جی اسے ہی دیکھ رہے تھے جو سنجیدہ سا دیکھائی دے رہا تھا

اس کی آنکھوں کی سرخی اس کے دکھ کی گواہی دے رہی تھی

چلیں رسم شروع کرتے ہیں۔۔۔ صفیہ خاتون بولیں

تو زینب بیگم نے اپنی بھانجی کو شاہ کے ساتھ سٹیج پر رکھے صوفے پر بیٹھایا

ایک منٹ میرے بنا ہی آپ لوگ انگیجمنٹ کر رہے ہیں اٹس ناٹ فیئر اذلان

سب نے آواز کی سمت دیکھا جہاں وہ سفید میکسی میں میک اپ کے نام پر ریڈ لپ سٹک

لگائے بال اپنی پشت پر پھیلائے اور آنکھوں پر

بلیک گلاسز لگائے ہاتھوں میں سرخ پھولوں کا بوکے لیے

کھڑی تھی اور اسکے پیچھے دو گارڈز کھڑے تھے

ارے پرنسز بیٹا آپ میں نے آپ کو کال بھی کی تھی لیکن آپ کا نمبر بند

جارہا تھا

اس لیے ہمیں پتا نہیں تھا کہ آپ آرہی ہو کہ نہیں

سکندر صاحب مسکراتے ہوئے بولے

چلیں کوئی بات نہیں میں ٹائم پر ہی آگئی۔۔۔۔

وہ مسکراتے ہوئے بولی اور سٹیج پر شاہ کی طرف بڑھی

گارڈز بھی اسکے پیچھے ہی تھے

اس نے گارڈز کو ہاتھ سے سٹیج سے نیچے رہنے کا اشارہ کیا

اور خود شاہ کے پاس آگئی

بہت بہت مبارک ہو اذلان۔۔اس نے مسکراتے ہوئے بوکے شاہ کو دیا

تھینکیو۔۔۔۔۔شاہ نے اس کا شکریہ ادا کیا

سٹیج پر زینب بیگم اور انکی بھانجی، شاہ، دارجی، صفیہ خاتون، سکندر صاحب

اس کے علاوہ موجود تھے

انکل سب سے میرا تعارف نہیں کروایں گے کیا۔۔۔۔۔۔

اس نے دار جی کی طرف دیکھتے ہوئے سکندر صاحب سے عجیب سے لہجے میں کہا

یہ ہے دیا حیدر۔۔۔۔

حیدر انڈسٹریز کی مالک اور میری پرنسز۔۔۔۔۔سکندر صاحب نے مسکراتے ہوئے وہاں پر موجود سب سے اسکا تعارف کروایا

دیا حیدر۔۔۔دار جی نے اسکا نام دہراہ

جی ہاں دیا حیدر۔۔۔۔حیدر شاہ کی اکلوتی بیٹی دیا

آپ کے چھوٹے بیٹے حیدر شاہ کی بیٹی آپ کی پوتی۔۔۔

پہچان تو گئے ہی ہوں گے۔۔۔۔۔۔۔وہ چہرے پر جلانے والی مسکراہٹ سجائے دار جی سے مخاطب تھی

دیا حیدر۔۔۔دار جی نے اسکا نام دہراہ

جی ہاں دیا حیدر۔۔۔۔۔حیدر شاہ کی اکلوتی بیٹی دیا

آپ کے چھوٹے بیٹے حیدر شاہ کی بیٹی آپ کی پوتی۔۔۔

پہچان تو گئے ہی ہوں گے۔۔۔۔۔۔۔وہ چہرے پر جلانے والی مسکراہٹ سجائے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دار جی سے مخاطب تھی

دار جی اس وقت کچھ بھی بول نہیں پا رہے تھے بس خاموشی سے

اسے دیکھ رہے تھے

جبکہ زینب بیگم اور سکندر صاحب خوش تھے یہ جان کر کہ وہ حیدر صاحب کی بیٹی ہے

شاہ کو تو سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی کہ ہو کیا رہا ہے

وہ تو یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ اسکے چاچو بھی ہیں وہ اس بات سے لا علم تھا

تم میرے بھائی حیدر کی بیٹی ہو میری بھتیجی۔۔۔سکندر صاحب

خوشی کے جزبات لیے اس سے پوچھ رہے تھے

جی ہاں آپ کی بھتیجی۔۔۔۔دیا اس وقت بہت سنجیدہ دکھائی دے رہی تھی

میرا بھائی حیدر کیسا ہے۔۔۔انہوں نے بے چینی سے دریافت کیا

وہ اس دنیا میں نہیں رہے۔۔۔۔

دیا کا لہجہ نم ہو گیا تھا

دار جی لڑکھڑا کر گرنے لگے تو شاہ نے انہیں پکڑ کر انہیں گرنے سے بچایا

ایسا کیسے ہو سکتا ہے وہ کیسے مجھ سے پہلے اس دنیا سے چلا گیا

دار جی شاہ کے سہارے کھڑے دکھ کی کیفیت میں بول رہے تھے

ہوں۔۔۔۔یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا اس دن آپ کی طرف سے ان کو اتنا

دکھ ملا کہ وہ مجھے اپنی پرنسز جوان کو سب سے زیادہ

عزیز تھی اس کو اکیلا چھوڑ کر چلے گئے صرف آپ کی وجہ سے۔۔۔۔۔

میں آپ کو کبھی بھی معاف نہیں کروں گی

اس کی آنکھوں سے آنسو نکل کر اسکے سرخ و سفید گال بھگو رہے تھے

ایک تعارف تو میں آپ سے اپنا کروانا بھول ہی گئی۔۔۔

وہ اپنی گلا سز اتارتے ہوئے اپنے آنسو بے دردی

سے صاف کرتے ہوئے گویا ہوئی

جیسے ہی اس نے اپنی پلکوں کی باڑ اٹھا کر دار جی کی طرف دیکھا

شاہ جو دار جی کے پیچھے کھڑا تھا اور دیا کو دیکھ رہا تھا

اسکی آنکھوں کو دیکھتے ہی شاہ کی دنیا ساکن ہو گئی

اسے ایسا لگا اس کی تلاش ختم ہو گئی ہے

وہ یک ٹک دیا کو ہی دیکھ رہا تھا

کون سا تعارف۔۔۔۔۔سکندر صاحب کی طرف سے سوال کیا گیا

میں دیا ازلان شاہ بھی ہوں۔۔۔۔۔۔ازلان شاہ کی بیوی

اس نے سب کے سر پر بم پھوڑا

سب شاک کی کیفیت میں دیا کو دیکھ رہے تھے

کہ یہ وہی دیا ہے جوان کے گھر ملازمہ تھی جو رات کی سیاہی جیسی سیاہ تھی

بول نہیں سکتی تھی

اور اب یہاں ان سب کے سامنے پری جیسا رنگ وروپ لیے اپنی خوبصورت

آواز میں ان سب مخاطب تھی

تم وہ دیا ہو جس سے شاہ کی شادی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔صفیہ خاتون نے

اسکی بات کی تصدیق چاہی

ہاں وہی دیا۔۔۔کیوں مسٹر اذلان شاہ میں ٹھیک کہہ رہی ہوں

پہچان گئے ہو کہ نہیں مجھے۔۔۔

دیا اب شاہ سے مخاطب تھی جو ٹکٹکی باندھے اسے ہی دیکھ رہا تھا

شاہ نے ہاں میں سر ہلایا

وہ اپنی خوشی کو بیان نہیں کر سکتا تھا لفظوں میں

اس کی دیا جو واپس آگئی تھی وہ خوش کیوں نا ہوتا

وہاں موجود سب لوگ حیرانی سے سٹیج پر موجود ان سب کو دیکھ رہے تھے

کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے

اب یہ انگیجمنٹ نہیں ہو گی کیونکہ میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔۔۔

دیا دو ٹوک لہجے میں سب سے مخاطب تھی

سکندر صاحب نے سب سے معزرعت کی سب وہاں سے چلے گئے

دار جی کی طبیعت خراب ہو گئی تھی

شاہ انہیں ان کے روم میں لے گیا اور ڈاکٹر سے انکا چیک اپ کروایا

ڈاکٹر کے مطابق انہیں بہت بڑا صدمہ پہنچا تھا جس کی وجہ سے وہ بے

ہوش ہو گئے تھے

صفیہ خاتون کا بھی رو رو کر براحال ہو گیا تھا کہ ان کا چھوٹا بیٹا ان کا حیدر انہیں

چھوڑ کر چلا گیا

زینب بیگم انہیں سنبھال رہی تھیں

سکندر صاحب سب کے چلے جانے کے بعد دار جی کے کمرے میں آ گئے

یہاں دار جی ڈاکٹر کے دیئے ہوئے نیند کے انجکشن کے زیرے اثر سو رہے تھے

اور شاہ ان کے پاس بیٹھا تھا

وہ دار جی کے پاس بیٹھ گئے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر رو رہے تھے

جب شاہ نے انہیں پکارا

پاپا۔۔۔۔۔ہمت سے کام لیں

وہ اس کے گلے لگ گئے ان کے آنسو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے

وہ کیسے ہم سب کو چھوڑ کر اس دنیا سے جا سکتا ہے

وہ مجھے دار جی، ماں جی کو بہت عزیز تھا ہم سب کی جان تھی اس میں

میرا بھائی مجھے چھوڑ کر چلا گیا

پاپا سنبھالیں خود کو اگر آپ ایسے کریں گے تو دار جی اور دادو کا کیا بنے گا

انہیں آپ کی ضرورت ہے اس وقت۔۔۔۔

اسکی بات پر انہوں نے اپنے آنسو صاف کیے اور خود کو نارمل کرنے کی کوشش کی

پاپا مجھے چاچو کے بارے میں بتائیں وہ کہاں تھے ہم سے کیوں نہیں ملتے تھے

اور باہر دیا کیا کہہ رہی تھی کہ وہ دار جی سے ملنے آئے

اور دار جی نے۔۔۔۔۔۔

شاہ نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی

سکندر صاحب نے حیدر صاحب کے بارے میں اسے بتایا

اور یہاں تک دار جی سے ملنے کی بات ہے میں نہیں جانتا کہ حیدر ان سے ملنے آیا تھا اور

دار جی نے اسے کیا کہا

جس کی وجہ سے وہ اس دنیا سے چلا گیا

سکندر صاحب بولے

یہ بھی پتا چل جائے گا کہ کیا ہوا ہے آپ پلیز ہمت سے کام لیں اور

چلیں دادو کے پاس چلتے ہیں۔۔۔۔۔۔

وہ شاہ کے ساتھ صفیہ خاتون کے پاس آ گئے

پاپا آپ کی پرنسز آپ کی موت کا بدلہ لے کر رہے گی

میں نے سب کو برباد نا کر دیا تو میرا نام بھی دیا شاہ نہیں

وہ حیدر صاحب کی تصویر سے مخاطب تھی

اسکی خوبصورت بلورین آنکھیں رونے کی وجہ سے سرخ ہو گئی تھیں

وہ اس وقت حیویلی کے گیسٹ روم میں موجود تھی

وہ شاہ کی منگنی روکنے کے بعد سے گیسٹ روم میں بند تھی

دیا۔۔۔۔۔۔

شاہ نے روم میں داخل ہوتے ہی اسے پکارا

یہاں کیوں آئے ہو۔۔۔۔۔دیا غصے سے اسے گھور رہی تھی

کیا میں تم سے ملنے کے لیے نہیں آسکتا کیا۔۔۔؟

نہیں تم مجھ سے ملنے نہیں آسکتے یہاں سے جاو اور آئیندہ مجھ سے بات

نا کرنا۔۔۔۔۔۔۔

دیا بے رخی سے اس سے مخاطب تھی

تم کیوں کر رہی ہو میرے ساتھ ایسا میں تم سے محبت کرتا ہوں

شاہ نے نم لہجے میں اس سے پوچھا

اسے دیا کا لہجا اسکی بے رخی بہت تکلیف دے رہی تھی

میں نہیں مناتی تمھاری محبت کو اور مجھے تمھاری محبت سے کوئی فرق نہیں پڑتا

کیونکہ میں تم سے نفرت کرتی ہوں شدید نفرت

دیا سفاکی سے بولتی اس کا دل توڑ گئی تھی

دیا۔۔۔۔شاہ نے آس سے اسے پکارا

کہ شاید وہ اس کی بات سن لے

میں نے بولا یہاں سے جاو۔۔۔۔دیا اونچی آواز میں چیخی

شاہ چپ چاپ وہاں سے چلا گیا

ہوں آیا بڑا مجھ سے ملنے والا تمھیں تو اتنی تکلیف دوں گی کہ تمھاری ساری

محبت ہوا ہو جائے گی۔۔۔۔۔۔

دیا نے اسے جاتا دیکھ ہنکارا ابھرا

تم بہت برا کر رہی ہو میرے ساتھ۔۔۔۔۔۔

اور مجھے دیکھو میں جس کے سامنے کوئی بولنے کی ہمت نہیں کر پاتا

وہ تمھارے سامنے بے بس کھڑا تمھاری

ہر بات چپ چاپ سن کر آ گیا

واہ رے عشق تو بھی انسان کو کیا سے کیا بنا دیتا ہے

محبوب کی گالیاں بھی محبت ہی لگتی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ اپنی حالت پر ہنس رہا تھا

اور ساتھ میں دل ہی دل میں دیا سے مخاطب تھا

وہ اس وقت اپنے روم میں موجود تھا

اگلی صبح دیا فریش سی ناشتے کی ٹیبل پر آ کر بیٹھ گئی

وہاں سب موجود تھے

دیا نے بنا کسی کو مخاطب کیے ناشتا کرنا سٹارٹ کیا

سب اسے دیکھ رہے تھے جو کسی کی بھی پرواہ کیے اپنے ناشتے میں مگن تھی

ایسے کیا دیکھ رہے ہیں آپ سب۔۔۔۔۔۔

ناشتا تو ہی کر رہی ہوں

دیا نے سب کی طرف دیکھا اور ان سے پوچھا

اور ہاں مسٹر مراد شاہ آپ کب مجھے میرے حصے کی جائیداد دے رہے ہیں

وہ اب دار جی سے مخاطب تھی

بیٹا دادا ہیں یہ تمھارے انہیں دادا کہو نام نالو ان کا یہ بد تمیزی ہوتی ہے

سکندر صاحب نے پیار سے اسے سمجھایا

او پلیز آپ مجھے نا سمجھائیں مجھے کیا کرنا ہے مجھے پتا ہے مجھے کیا کرنا ہے

اور کس کو کس طرح ٹریٹ کرنا ہے

اور آپ مجھے سمجھانے کی بجائے آپ اپنے بزنس پر دھیان دیں جو دن بدن

خسارے میں جا رہا ہے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دیا بدتمیزی سے ان کے سامنے بول رہی تھی

اسکا مطلب ہے تم ہی ہو جس کی وجہ سے میرا بزنس خسارے میں جا رہا ہے

سکندر صاحب نے شک کا اظہار کیا

جی بلکل وہ میں ہی ہوں۔۔۔۔۔ابھی تو میں نے آپ سب کو اور بھی برباد

کرنا ہے آپ کو آسمان سے زمین پر لے آؤں گی

وعدہ رہا آپ سب سے۔۔۔۔

وہ جلا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ بول رہی تھی

تم کیا چاہتی ہو۔۔۔۔دارجی نے اس سے پوچھا ان کے لہجے میں پہلے جیسی

کڑک نہیں تھی

حیدر صاحب کی موت نے ان کو اندر سے توڑ کرر کھ دیا تھا

آپ سب کو برباد کرنا چاہتی ہوں آپ سے اپنے پاپا کی موت کا بدلہ لینا چاہتی ہوں

آپ کی وہ انا اور اصول جن کی وجہ سے

میرے پاپا مجھے چھوڑ کر چلے گئے ان کو توڑنا چاہتی ہوں

وہ بے دردی سے بول رہی تھی بنا اس بات کی پرواہ کیے کہ اس کے الفاظ کا ان سب پر

کیا اثر ہو رہا ہے

اپنی بات پوری کر کے وہ وہاں رکی نہیں تھی

اور اٹھ کر اپنے روم میں چلی گئی تھی

اور وہاں سب اسے جاتا دیکھتے رہ گئے

کیوں کر رہی ہو تم ایسا آج تم نے کتنا برا بی ہیو کیا ہے دار جی کے ساتھ ان کی تب سے

طبیعت خراب ہو گئی ہے

شاہ اس وقت دیا کے پاس اس کے روم میں موجود تھا

تم کون ہوتے ہو مجھ سے پوچھنے والے۔۔۔۔

اور جو کچھ تمھارے دار جی کے ساتھ ہو رہا وہ ان کی اپنی وجہ سے ہو رہا ہے

لگتا ہے کل کی بے عزتی بھول گئے ہو

جو آج پھر منہ اٹھا کر میرے پاس آ گئے ہو

بڑے ہی ڈھیٹ ہو تم تو ماننا پڑے گا۔۔۔۔۔

دیا نے بد تمیزی کی ہر حد پار کر دی تھی

دیا اپنی بات مکمل کر کے وہاں سے جانے لگی تو شاہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے جانے سے

روکا

ہاتھ چھوڑا میرا۔۔۔دیا چیخی

نہیں چھوڑتا جو کرنا ہے کر لو اور مجھ سے یہ تم پوچھو کہ میں تمھارا کون ہوتا ہوں

تم اچھے سے جانتی ہو میں تمھارا

کیا لگتا ہوں

جس بات کی وجہ سے تم دار جی کے ساتھ بلکہ ہم سب کے ساتھ برا کر رہی ہو

وہ بات مجھ سے شئیر کرو

ہم مل کر اس کا حل نکال لیں گے

شاہ نرمی سے بول رہا تھا

دیا نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ اسکی گرفت سے آزاد کروایا

اور ٹیبل پر پڑی چھری اٹھا کر اپنے اس ہاتھ کی ہتھیلی پر کافی گہرا کٹ لگایا

جو کچھ دیر پہلے شاہ نے پکڑا تھا اسے جانے سے روکنے کے لیے

یہ سب اتنی جلدی ہوا

کہ شاہ کو موقعہ بھی نا مل سکا کہ وہ دیا کو یہ کرنے سے روک پاتا

دیا۔۔۔یہ کیا کیا ہے تم نے کتنا خوب بہہ رہا ہے

شاہ پریشانی سے اسکی طرف بڑھا اور اسکا ہاتھ تھامنے لگا تو دیا فورا بول اٹھی

مجھے اب ہاتھ نا لگانا ورنہ میں اپنے ساتھ اس سے بھی برا کروں گی

یہ جو میں نے اپنا ہاتھ زخمی کیا ہے یہ اس وجہ سے کہ

تم نے اس ہاتھ کو پکڑا تھا

اب مجھے ہاتھ لگانے سے پہلے سوچ لینا میرے جسم کے جس بھی حصے کو چھو گے

میں اسی حصے کو زخمی کر لوں گی

دیا بے دردی سے بولتی اسے حیران کر گئی تھی

وہ حیران تھا کہ میرے ہاتھ لگانے کی وجہ سے اس نے اپنے ساتھ کیا کر لیا

ہے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ کو دکھ بھی بہت ہوا تھا کہ وہ اس سے اتنی نفرت کرتی ہے کہ اسے اسکا ہاتھ

تک پکڑنا اسے ناگوار گزرا تھا

اچھا نہیں لگاتا ہاتھ تم میرے ساتھ چلو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں

پٹی کروانے بہت خون بہہ رہا ہے

شاہ اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا

جو غصے میں آکر اپنا ہی نقصان کر رہی تھی

نہیں تم جاو میں خود ہی پٹی کر لوں گی۔۔۔

دیا اس وقت وقت بہت تکلیف میں تھی لیکن اس کی آنکھ سے

ایک بھی آنسو نہیں نکلا تھا وہ شاہ کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی

ٹھیک ہے میں چلا جاتا ہوں نوراں خالہ کی بیٹی کو بھیج رہا ہوں اس سے پٹی کروا

لینا۔۔۔

شاہ اس کو ایک نظر دیکھتا ہوا وہاں سے چلا گیا جس کا چہرہ درد ضبط کرتے کرتے سرخ ہو

گیا تھا

اس کے جاتے ہی وہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی اور پھوٹ پھوٹ کر رو

دی

اسے اس وقت حیدر صاحب بہت یاد آرہے تھے

پاپا آجائیں ناآپ کی پرنسز کو اس وقت بہت درد ہو رہا ہے

آجائیں نا واپس پلیز۔۔۔۔۔۔

وہ روتے ہوئے انہیں پکار رہی تھی

میرا تمھیں چھونا اتنا برا لگتا ہے کہ تم نے اپنا ہاتھ ہی زخمی کر لیا

کیوں کرتی ہوں تم مجھ سے اتنی نفرت

میں نے تو ہمیشہ تم سے محبت ہی کی ہے پھر کیوں مجھے بدلے میں محبت کی بجائے نفرت

دے رہی ہو

میرا کیا قصور ہے

شاہ اپنے روم میں بیٹھا دیا سے دل میں شکوے کر رہا تھا

شاہ۔۔۔۔۔۔

دار جی اس کے کمرے میں آئے اور اسے روتے ہوا دیکھ

تڑپ اٹھے

کیا ہوا ہے نیچے کیوں بیٹھے ہو اور رو کیوں رہے ہو

دار جی نے اسے اٹھایا اور اپنے مقابل کھڑا کیا

دار جی میں نے دیا کا ہاتھ پکڑ لیا تھا آج اس نے میرے ہاتھ پکڑنے

کی وجہ سے اس نے اپنا وہی ہاتھ زخمی کر لیا ہے

بہت گہرا زخم لگا ہے اسے بہت خوب بہا ہے دار جی

اس کو تکلیف میں دیکھ کر مجھے درد ہو رہا ہے

ایسا لگ رہا ہے جیسے اسے نہیں مجھے زخم لگا ہے اسے نہیں

وہ کیوں ایسا کر رہی ہے میرے ساتھ میں نے تو اس کے ساتھ کچھ بھی برا نہیں کیا

وہ مجھے میری محبت کی سزا دے رہی ہے

وہ نفرت کرتی ہے دار جی مجھ سے۔۔۔

کیوں دار کیوں بتائیں نا۔۔۔۔۔۔

وہ روتے ہوئے بچوں کی طرح بول رہا تھا

جیسے بچے کو اسکی پسند کی چیز نا ملے تو وہ اپنے بڑے کے پاس آتا ہے

شاہ کا بھی یہی حال تھا وہ بھی دار جی کے سامنے اپنا دکھ بیان کر رہا تھا ان سے اپنے دل کی باتیں کہہ رہا تھا

دار جی آنکھیں بھی نم ہو گئیں تھیں شاہ کو

اس حالت میں دیکھ کر

آپ اسے کہیں نا وہ مجھ سے نفرت نا کرے

اسے سمجھائیں نا دار جی۔۔۔۔۔۔۔

اچھا تم فکر نا کرو میں اس سے بات کروں گا تم سنبھالو خود کو

دار جی نے اسے تسلی دی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارے واہ آج تو بڑے بڑے لوگ آئے ہیں مجھ سے ملنے۔۔۔۔

دیا دراجی کو اپنے روم میں دیکھ کر بولی

تم کیوں شاہ کو تکلیف دے رہی ہو اس کا اس سب میں کوئی قصور نہیں ہے

وہ تمھارا شوہر ہے کوئی غیر تو نہیں جس

کے ہاتھ لگانے پر تم نے خود کو زخمی کر لیا ہے

تمھاری وجہ سے شاہ اپنے کمرے میں بیٹھا رو رہا ہے

تمھاری تکلیف پر وہ تڑپ رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔

دارجی بولے

واہ۔۔۔۔۔۔مطلب تیر اس بار بھی نشانے پر لگا ہے

وہ خوش ہوتے ہوئے بولی

دارجی حیرانی سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے

کہ میں اس سے کیا بات کر رہا ہوں اور یہ کیا جواب دے رہی ہے

اور اوپر سے خوش بھی ہو رہی ہے

ارے حیران نا ہوں میں بتاتی ہوں میں کیوں خوش ہوں

میں جانتی ہوں شاہ آپ کی کمزروی ہے آپ کا لاڈلا پوتا ہے اس تکلیف آپ کو

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تڑپا دیتی ہے

اور آپ کا شاہ میرے عشق میں پاگل ہے ہے نا بے وقوف آپ کا شاہ جو اس

سے نفرت کرتی ہے جو اسے دیکھنا تک گوارہ نہیں

کرتی اسکی وجہ سے مردہ ہو کر رو رہا ہے

شاہ تکلیف میں ہے تو آپ بھی اس وقت تکلیف میں ہیں اس لیے تو دوڑے چلے

آئے میرے پاس شاہ کی بات کرنے

میرا یہی تو پلین تھا کہ آپ کی کمزوری پر وار کروں جو آپ کو اندر سے ہلا

کر رکھ دے اور میرا یہ پلین کام کر رہا ہے

ابھی تو میں آپ کو اور آپ کے لاڈلے کو اور تڑپاوں گی تکلیف دوں

گی آپ کی انا کو توڑ کے رکھ دوں گی

دیا نے ان کی حیرانی اچھے سے دور کر دی تھی

کیا لو گی شاہ کو چھوڑنے کے بدلے میں۔۔۔۔۔

دار جی بولے

میں نے چھوڑا تو تھا آپ کے شاہ کو۔۔۔۔۔۔۔میرے بعد اس کی حالت دیکھ تو لی ہو

گی آپ نے

اب اگر میں گئی تو آپ کا لاڈلا مر جائے گا

دیا سفاکی سے بولتی ان کے دل پر وار کر گئی تھی

خبردار جو تم نے شاہ کے بارے میں آئندہ ایسا کہا تو اللہ میرے شاہ کو میری بھی زندگی لگا

دے

دار جی شاہ تڑپ اٹھے تھے

مت کرو شاہ کے ساتھ ایسا تم جو کہو گی میں کرنے کو تیار ہوں

دار جی ہارے ہوئے لہجے میں گویا ہوئے

وہ جانتے تھے کہ ان کا پوتا اس سے کتنی محبت کرتا ہے

وہ واقعے میں اس کے بغیر مر جائے گا

میرے پاپا مجھے لوٹا دیں میں شاہ کو دل سے قبول کر لوں گی اسے کسی شکایت

کا موقع نہیں دوں گی

بولیں دیں گے میرے پاپا مجھے واپس۔۔۔۔۔

دیا کی آنکھوں سے آنسو نکل کر اسکے گال بھگو گئے تھے

میں ایسا کیسے کر سکتا ہوں اسے کیسے واپس لا سکتا ہوں

یہ میرے بس کی بات نہیں ہے۔۔۔دار جی بولے

تو پھر جو آپ چاہتے ہیں وہ بھی میرے بس کی بات نہیں ہے میں وہی کروں گی

جو میرا دل کہے گا

اور مجھے دنیا کی کوئی بھی طاقت نہیں روک سکتی سمجھے آپ

اب آپ جا سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

دیا بد تمیزی کی ہر حد پار کر چکی تھی

دار جی وہاں سے چپ چاپ چلے گئے کیونکہ جو وہ مانگ رہی تھی وہ اسے نہیں دے سکتے تھے

ان کے جانے کے بعد وہ تیار ہونے چلی گئی کیونکہ اسے اسفند صاحب کے گھر جانا تھا

ہیلو۔۔۔۔ علی کیسے ہیں آپ

میں ٹھیک ہوں تم سناو کیسی ہو اور کب واپس آو گی ہم سب تمھیں بہت مس کر رہے ہیں

جی میں بھی ٹھیک ہوں اور آج ہی آ رہی ہوں آپ کے پاس

دیا نے اسکی بات کا جواب دیا

وہ تیار ہونے کے ساتھ ساتھ علی سے بات کر رہی تھی

اس نے فون سپیکر پر لگایا ہوا تھا

واہ یہ تو اچھی بات ہے جلدی آؤ پھر میں بے صبری سے تمھارا انتظار کر رہا ہوں

علی چہکتے ہوئے بولا

کیوں بھئی میرا انتظار کیوں کیا جا رہا ہے اور آپ اتنا خوش کیوں ہو رہے ہیں

دیا نے اس سے اسکی خوشی کی وجہ پوچھی

تم آو گی تو تمھیں اس سے ملواوں گا جس سے میں محبت کرتا ہوں اگر تم نا آئی تو وہ بھی نہیں آئے گی

کیا مطلب وہ بھی نہیں آئے گی۔۔۔۔

دیا نے علی کی بات پر حیرانگی سے پوچھا

آو گی تو سب پتا چل جائے گا۔۔۔۔۔

اچھا اب میں آفس کا کام ختم کر لوں پھر رات کو ملتے ہیں۔۔۔

او کے ٹھیک ہے اللہ حافظ۔۔۔۔۔۔

دیا نے فون بند کر دیا

جیسے ہی وہ دروازے کی طرف مڑی اس نے شاہ کو دروازے میں کھڑا پایا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسے دیکھ کر دیا کی پیشانی پر بل پڑ گئے

شاہ اسکے پاس کچھ فاصلے پر کھڑا ہو گیا

کیوں آئے ہو یہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

علی کون ہے میں نے اسے ایک دن تمھارے ساتھ ریستورینٹ میں بھی دیکھا

تھا اس کے ساتھ تو تم بہت ہنس ہنس کر

باتیں کرتی ہو

شاہ اس سے استفسار کر رہا تھا

اس نے دیا کو ہاتھ لگانے کی غلطی نہیں کی تھی کیوں کہ اسے پتا تھا وہ اس کے ہاتھ لگانے

پر کیا کرے گی

تم سے مطلب تم اپنے کام سے کام رکھو میرے معاملے میں

ٹانگ تم اڑاو سمجھے

دیا نے اسے غصے سے گھورا

کیوں میں تم سے نا پوچھوں میں شوہر ہوں تمھارا ہر حق رکھتا ہوں تم پر۔۔۔

شاہ کو اب اس کی باتوں پر غصہ آرہا تھا

تم مجھ پر کوئی حق نہیں رکھتے ہو اور نا ہی میں نے تمھیں خود پر کوئی حق دیا ہے

اس بات کو اپنے دماغ میں بیٹھا لو اچھا رہے گا تمھارے لیے

دیا نے اسکے پاس جاتے ہوئے اسکے کان میں سرگوشی کی

اسکا نازک سا خوشبوں سا وجود شاہ کے ہواس پر طاری ہو رہا تھا

وہ اپنی تمام تو خوبصورتی کے ساتھ شاہ کے اتنے قریب تھی کہ شاہ اسکی سانسوں تک کو محسوس کر سکتا تھا

دیا اسے بت بنا چھوڑ کر اپنا ہینڈ بیگ موبائیل اور گاڑی کی چابی لے کر روم سے چلی گئی

جیسے ہی وہ لاونج میں پہنچی اس کا سامنا صفیہ خاتون سے ہوا

وہ ان کو اگنور کرتی ہوئی وہاں سے جانے لگی لیکن ان کی پکار نے اس کے قدم روک لیے

بیٹا۔۔۔۔۔۔۔انہوں نے دیا کو پکارا

جی بولیں۔۔۔۔۔دیا نے مڑ کر ان کی طرف دیکھا

بیٹا مجھ سے کیسی ناراضگی میرا تو سارے قصے میں کوئی بھی قصور نہیں ہے میں نے تو ہمیشہ حیدر کے بابا سے اسکی سفارش ہی کی تھی

لیکن انہوں نے آج تک میری ایک بھی نا سنی اور میرا بیٹا مجھے چھوڑ کر چلا گیا

وہ روتے ہوئے بولیں

دیاکو انہیں دیکھ کر افسوس اور دکھ ہوا

وہ جانتی تھی کہ جو بھی آج تک ہوا ہے اس میں ان کا کوئی قصور نہیں ہے

میں آپ سے ناراض نہیں ہوں

دیانے ان کے پاس بیٹھتے ہوئے ان کے دونوں ہاتھ تھام لیے

انہوں نے دیاکو گلے سے لگالیا

انہیں دیا سے اپنے بیٹے حیدر کی خوشبو آرہی تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے ان کا حیدر ان کے گلے لگا ہوا ہے

ان کے پاس ہے

دیا کی آنکھیں بھی ان کے گلے لگ کر نم ہو گئیں

اچھا اب میں چلتی ہوں مجھے اسفند انکل کی طرف جانا ہے پھر وہاں سے میں اپنے گھر چلی جاوں گی

آپ سے مل کر اچھا لگا

دیا ان سے الگ ہوتے ہوئے بولی

اچھا خیر سے جاو بیٹا واپس کب آو گی۔۔۔۔

واپسی کا تو کوئی پتا نہیں کیونکہ مجھے آسف بھی جانا ہوتا ہے پہلے ہی میں دو دن کے لیے

سب کچھ مینجر کے حوالے کر کے آئی ہوں

پتا نہیں کیا ہوا ہو گا ان دونوں میں میرے پیچھے

جب بھی ٹائم ملا آپ سے ملنے ضرور آؤ گی

دیا بولی

اچھا ٹھیک ہے بیٹا۔۔۔۔۔۔انہوں نے اسکی پیشانی چومی

اللہ حافظ۔۔۔۔۔

اللہ حافظ بیٹا۔۔۔۔۔۔۔

دیا باہر کی طرف چل دی جہاں اسکا ڈرائیور اور گارڈ اسکا انتظار کر رہے تھے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں جی اب بتائیں کون ہے جس سے آپ محبت کرتے ہیں

وہ اس وقت علی کے ساتھ اسکے آفس میں موجود تھی

میں جس سے محبت کرتا ہوں اسکا نام وانیہ ہے

علی مسکراتے ہوئے گویا ہوا

آپ کی سیکڑی وانیہ۔۔۔۔اس کی بات کر رہے ہیں

دیا نے اس سے پوچھا

ہاں اسی کی بات کر رہا ہوں۔۔۔ علی مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا جواب اسے گھور رہی تھی

میری ناک کے نیچے اتنا سب کچھ ہوتا رہا اور مجھے پتا بھی نا چلا

دیا نے اسے مسکراتے ہوئے گھوری سے نوازہ

اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے میں نے تمھیں بتایا تو تھا کہ میں کسی سے محبت کرنے لگا ہوں

اب مجھ پر الزام تو نا لگاو واٹس ناٹ فئیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

علی نے معصوم سا منہ بنایا

چلو کوئی نہیں معاف کیا آپ کو کیا یاد کریں گے

اب یہ بتائیں شادی کب کر رہے ہیں اور وانیہ جانتی ہے کہ آپ اس سے محبت کرتے ہیں

نہیں میں نے وانیہ سے اس بارے میں کوئی بات نہیں کی سیدھا اس کے گھر رشتہ ہی لے کر جاوں گا

اور شادی تو تب ہو گی جب رشتہ پکا ہو گا اور تمھیں میری بہن ہونے کے ناطے میری شادی کی بات ماما پاپا سے کرنی ہے اور میری شادی کی ساری

شاپنگ کرنے میں میری مدد بھی کرنی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

علی بولا

ٹھیک ہے جیسے میرے بھائی کا حکم۔۔۔۔۔

اس نے اپنا سر تسلیم خم کیا

کیسے ہیں دار جی آپ سب نے مجھے بتایا کیوں نہیں۔۔

شاہ،ان سب سے غصے کا اظہار کر رہا تھا

دار جی اس وقت ایمر جنسی میں موجود تھے ان کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا

شاہ کام کے سلسلے میں اسلام آباد گیا ہوا تھا جب دار جی کو اٹیک ہوا

اتفاق سے سکندر صاحب اس وقت حیویلی آئے ہوئے تھے جب دار جی

کی طبیعت خراب ہوئی تھی وہ انہیں اور صفیہ خاتون کو لے کر ہوسپٹل

آگئے تھے

جہاں دار کی کو ایمر جنسی میں ایڈمیٹ کیا گیا

ابھی ڈاکٹر اندر ہی ہیں جب باہر آئے گا تو پتا چلے گا تم بس دعا کرو۔۔۔۔۔

سکندر صاحب نے اسے حوصلہ دیا

جو پریشانی سے ادھر سے اُدھر سے ٹہل رہا تھا

شاہ نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا تھا

اتنے میں ڈاکٹر باہر آیا

کیسے ہیں وہ ڈاکٹر۔۔۔۔۔ شاہ نے ڈاکٹر سے پوچھا

وہ اب ٹھیک ہیں خطرے کی کوئی بات نہیں ہے بس احتیاط کیجئے گا آئیندہ ان کو کوئی

سٹریس نا ہو

نہیں تو ان کی طبیعت پھر سے خراب ہو جائے گی

کچھ دیر میں ہم انہیں روم میں شفٹ کر دیں گے آپ ان سے مل لیجئے گا

اور ہاں وہ بے ہوشی میں کسی دیا کا نام لے رہے ہیں

ہو سکے تو انہیں بلوا لیں وہ ان سے ملنا چاہتے ہیں

ڈاکٹر اپنی بات مکمل کر کے وہاں سے چلا گیا

شکر ہے اللہ کا۔۔۔۔۔ صفیہ خاتون نے اللہ کا شکر ادا کیا

سب نے بھی اللہ کا شکر ادا کیا

بیٹا تم فون کر کے دیا کو بلا لو۔۔۔۔ زر نور بیگم نے شاہ سے کہا

ٹھیک ہے میں کل کرتا ہوں پر دادو آپ بات کریں گی اس سے میری آواز سنتے

ہی اس نے کال کاٹ دینی ہے

شاہ نے کہتے ساتھ ہی کال ملا کر صفیہ خاتون کو موبائیل دیا

اسلام علیکم کیسی ہیں آپ۔۔۔۔۔۔دیا نے ان سے پوچھا

میں تو ٹھیک ہوں بیٹا پر۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا ہے آپ بولیں پر کیا۔۔۔۔۔دیا نے پریشانی سے پوچھا

تمھارے دادا کی طبیعت خراب ہے وہ اس وقت ہوسپٹل میں ہیں تم سے ملنا

چاہتے ہیں آ جاو تم یہاں۔۔۔۔۔۔۔

صفیہ خاتون بولیں

ٹھیک ہے میں آتی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دیا نے ان سے ہوسپٹل کا اڈریس پوچھ کر کال بند کر دی

کیا ہوا دیا کس کا فون تھا

علی نے اس سے پوچھا وہ ابھی بھی علی کے ساتھ اس کے آفس میں تھی

جب صفیہ خاتون کا فون آیا تھا

دادو کا فون تھا وہ دادا کی طبیعت خراب ہے مجھ سے ملنا چاہتے ہیں

دیا نے اسکی بات کا جواب دیا

تو جاو تم بلکہ میں بھی تمھارے ساتھ چلتا ہوں۔۔۔۔۔

علی بولا

ٹھیک ہے چلیں۔۔۔۔۔

دیا اس کے ساتھ ہوسپٹل آ گئی

جہاں سب پہلے سے موجود تھے

اسلام علیکم۔۔۔۔دیا اور علی نے سب کو سلام کیا

وعلیکم اسلام۔۔سب نے جواب دیا

شاہ علی کو گھور رہا تھا اسے علی کا دیا کے ساتھ گھومنا پھرنا اچھا نہیں لگتا تھا

جاو مل لو ان سے۔۔۔۔۔۔صفیہ خاتون نے اسے اندر جانے کا بولا

وہ سر ہلاتی ہوئی اندر داخل ہوئی

دار جی اس وقت ہوش میں آ چکے تھے

وہ اس کو اندر آتا دیکھ چکے تھے

دار جی نے اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا

پتا نہیں کس طاقت کے تحت اس کے قدم دار کی جانب اٹھنے لگے

وہ خود کو دار جی کے پاس نہیں روک پائی

وہ اب ان کے بیڈ کے پاس کھڑی تھی

بیٹا مجھے معاف کر دو میں پہلے ہی بہت دکھی ہوں میری وجہ سے میرا بیٹا

مجھے چھوڑ کے چلا گیا

دار جی نے روتے ہوئے اپنے ہاتھ اس کے سامنے جوڑ دیئے

نہیں۔۔۔۔دیا نے تڑپ کے ان کے دونوں ہاتھ پکڑ کر ان کے بندے ہوئے ہاتھ

کھول دیئے

اور روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا

آپ مجھ سے معافی نا مانگیں معافی تو مجھے آپ سے مانگنی چاہیئے میں نے آپ کے ساتھ

بہت بد تمیزی کی ہے

پلیز آپ مجھے معاف کر دیں

وہ روتے ہوئے بول رہی تھی

معافی نا مانگوں بیٹا میں جانتا ہوں تم پر کیا گزری ہو گی جب تمھارا باپ تمھیں اکیلا

چھوڑ کر چلا گیا تھا

اس کی جدائی تمھارے لیے بہت بڑا دکھ تھا اور تم اس وقت تھی بھی اکیلی

تم نے جو بھی کیا وہ تمھاری اپنے باپ سے محبت تھی

جس کے تحت تم نے سب کیا

دار جی بولے

وہ ان کے سینے پر سر رکھ کے پھوٹ پھوٹ کے رو دی

دار جی اسکا سر اور کمر سہلا رہے تھے انہیں ایسا لگا جیسے ان کا بیٹا کئی سال بعد

ان کے گلے لگا گیا ہے

دیا کو بھی ان سے اپنے پاپا کی خوشبو آ رہی تھی

اسے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے وہ اپنے پاپا کی آغوش میں ہے

اچھا بیٹا اب اور رونا بس اور نہیں رونا۔۔۔۔۔۔

دار جی بولے

تو اس نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے اپنے آنسو صاف کیے اور دار جی کے بھی آنسو

صاف کیے

اب مسکرا کر دکھاو۔۔۔دار جی کے بولنے پر وہ مسکرا دی

جس سے اس کے ڈمپل نمودار ہوئے

دار جی بھی اسے دیکھ کر مسکرا دیئے

اتنے میں سب اندر داخل ہوئے اور ان کو مسکراتا دیکھ سب

خوشی سے کھل اٹھے

صلح ہو گئی دادا پوتی میں۔۔۔۔۔۔صفیہ خاتون نے ان سے پوچھا

ہاں ہو گئی میری پوتی بہت اچھی ہے۔۔۔۔۔دار جی مسکراتے

ہوئے بولے

اور میں دار جی شاہ بولا

تم بھی اچھے ہو پر دیا سے کم۔۔۔۔دار جی مسکرا رہے تھے

یہ تو غلط بات ہے دار جی آپ نے پارٹی بدل لی ہے

شاہ نے منہ بناتے ہوئے شکوہ کیا

سب شاہ کے شکوے پر مسکرا دیئے سوائے دیا کے وہ بلکل سنجیدہ بیٹھی تھی

دیا نے شاہ کے علاوہ باقی سب سے بھی اپنے برے رویے اور بد تمیزی کے لیے ان سے

معافی مانگی

سب نے کھلے دل سے اسے معاف کر دیا تھا

پاپا کیوں چلے گئے آپ مجھے چھوڑ کر۔۔۔

کوئی بھی نہیں ہے جس سے میں اپنے دل کا حال اپنا دکھ کہہ سکوں

بہت سے لوگ ہیں میرے ادر گرد پر آپ کی

کمی کوئی بھی پوری نہیں کر سکتا

جب بھی ڈر لگتا ہے تکلیف ہوتی ہے آپ کی یاد بہت آتی ہے

پر آپ میرے پاس نہیں ہوتے

آپ کی جدائی اور مجھ سے سہی نہیں جاتی

میں دن بدن اندر سے ختم ہو رہی ہوں

آپ میرے لیے دعا کریں نا کہ اللہ یا تو مجھے آپ کی جدائی سہنے کا حوصلہ اور ہمت

دے دے یا پھر مجھے آپ کے پاس بلا لے

اور مجھ سے نہیں سہا جاتا آپ کی پرنسز آپ کو بہت مس کرتی ہے

وہ روتے ہوئے ان کی تصویر کو کبھی سینے سے لگاتی کبھی چومتی اور کبھی اس پر پیار سے

ہاتھ پھیر رہی تھی

رو رو کر اس نے اپنی آنکھیں سوجالی تھیں

اس کی ہچکیاں بند گئیں تھیں

شاہ کافی دیر سے اسکے روم کے دروازے پر کھڑا دکھ سے اسے روتے ہوئے دیکھ

رہا تھا

اب اسے اور برداشت نا ہوا وہ دیا کے پاس آ گیا

دیا۔۔۔۔۔

شاہ اس کے پاس ہی بیڈ پر بیٹھ گیا

اس نے اپنی سرخ ہوئی آنکھوں سے اسکی طرف دیکھا

ان سے کہو نا وہ آ جائیں واپس میں نہیں رہا جا رہا مجھ سے ان کے بغیر

دیا اپنے حواسوں میں نہیں تھیں

اس لیے شاہ سے اسطرح بات کر رہی تھی

ورنہ وہ تو شاہ کو دیکھنا تک گوارا نہیں کرتی تھی بات کرنا تو دور کی بات تھی

جہاں وہ گئے ہیں وہاں سے وہ کبھی بھی واپس نہیں آ سکتے ہیں

اسطرح نا رو تمھارا اس طرح رونا تڑپنا ان کی روح کو کتنی تکلیف دیتا ہو گا

خود کو سنبھالو

تم اپنا ہر درد ہر خوف ہر تکلیف مجھ سے شئیر کر سکتی ہو

میں ہوں نا تمھارے لیے

شاہ نے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر اسے اپنی موجودگی کا احساس دلایا

دیانے ااسکے قریب ہوتے ہوئے اپنا سر اسکے سینے پر ٹکادیا

شاہ نے اسکے گرد اپنے بازوؤں کا حصار بنالیا

کیوں چلے گئے وہ مجھے اکیلا چھوڑ کر۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ روتے ہوئے اسکے سینے سے لگے بول رہی تھی

نارو پلیز تمھارے آنسو میرے دل پر گر رہے ہیں مجھے تکلیف دے رہے ہیں

شاہ نم لہجے میں بولا

دیا کے رونے میں اور تیزی آگئی

اپنے پاپا کے جانے کے بعد اسکو پہلا سہارا ملا تھا جس کے ساتھ وہ اپنا دکھ بانڈ سکتی تھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ نے اسے زور سے خود میں بھینچ لیا

وہ اسکے بازوں میں بری طرح ٹوٹ رہی تھی

دیا۔۔۔کافی دیر کے بعد شاہ نے اسے پکارا

لیکن اسکی طرف سے کوئی جواب نا آیا

شاہ نے اسے خود سے دور کرتے ہوئے اسے دیکھا تو وہ سو چکی تھی

اس نے احتیاط سے اسے لیٹا دیا اور اس پر اچھے سے کمفرٹر اوڑھ دیا

جیسے ہی شاہ وہاں سے جانے لگا

دیا نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے روک لیا

شاہ نے مڑ کر اسکی طرف دیکھا تو اسکی آنکھیں بند تھیں

شاہ نے اپنا ہاتھ چھوڑوانا چاہا دیا کے ہاتھ سے پر دیا نے اسکا ہاتھ نا چھوڑا

مجبوراً اسے دیا کے پاس بیٹھنا پڑا

پلیز نا جاو۔۔۔دیا سوتے میں بڑبڑائی

شاہ اسکی بڑبڑاہٹ سن چکا تھا

جان اذلان ایک موقعہ تو دو مجھے میں تمھارے سارے دکھ خود میں سمیٹ لوں گا

تمھاری زندگی خوشیوں سے بھر دوں گا

شاہ نم لہجے میں بول رہا تھا

شاہ نے اسکی پیشانی پر اپنے لب رکھ دیئے

اس نے اپنا ماتھا اسکے ماتھے سے ٹکا دیا

شاہ اسکے پاس ہی لیٹ گیا شاہ کا ہاتھ ابھی تک دیا کے ہاتھ میں ہی تھا

دیا سوتے میں ہی اسکے سینے پر اپنا سر ٹکا چکی تھی

شاہ کا دل اسکی اس درجہ قربت پر بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا

جان اذلان کیوں میرا امتحان لینے پر تلی ہوئی ہو کیوں میرے اتنے قریب آگئی ہو میں تو

پہلے ہی تمھارے لیے بہت تڑپا ہوں

شاہ اس سے کہہ رہا تھا جو نیند کی وادیوں میں گم اسکے اتنے قریب تھی کہ شاہ اسکی سانسیں اپنے سینے پر محسوس کر سکتا تھا

صبح تم مجھے اپنے اتنے قریب دیکھ کر غصہ کرو گی

اور میرا ہی قصور نکالو گی

شاہ نے اپنے دل اور جزبات پر قابو پاتے ہوئے اسے خود سے دور کرنا چاہا تو دیا نے اسکی شرٹ اور زور سے پکڑ لی

شاہ نے بھی ہار مانتے ہوئے اسکے گرد اپنے بازوں کا حصار بنالیا اور اسے اپنے بازووں میں چھپالیا

کافی دیر شاہ جاگتا رہا اور اسے محسوس کرتا رہا

بہت محبت کرتا ہوں میں تم سے عشق ہو تم میرا

میری محبت کو مجھے قبول کر لو پلیز۔۔۔۔۔۔

شاہ سوئی ہوئی دیا سے مخاطب تھا

کچھ ہی دیر بعد شاہ پر بھی نیند کی دیوی مہربان ہو گئی تھی

اوہیلو مسٹر اٹھو۔۔۔۔۔۔

دیا نے اسے جھنجوڑا جو ابھی تک سو رہا تھا

دیا کی آنکھ اگلے دن بارہ بجے کھلی تھی اور شاہ کو اپنے بیڈ پر اپنے اتنا قریب

پا کر اسکا پارا ہائی ہو گیا تھا

وہ اب شاہ کو جگا رہی تھی جو ابھی تک سویا ہوا تھا

شاہ نے مندی مندی سی آنکھیں کھولیں تو دیا کو خود کو گھورتے ہوئے پایا

وہی ہوا نا جس کا خدشہ تھا شاہ نے دل میں سوچا اور اٹھ بیٹھا

تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔

دیا نے اس سے سخت لہجے میں پوچھا

تم نے ہی روکا تھا اس لیے رک گیا۔۔۔۔۔

شاہ نے اطمینان سے جواب دیا

میں نے روکا تھا تو تم کیوں رکے ویسے بھی اس وقت میں اپنے حواسوں میں نہیں تھی

کیوں کر رہی ہو تم میرے ساتھ ایسا

تم سب سے صلح کر چکی ہو پھر مجھے ہی کیوں اگنور کرتی ہو مجھ سے برے طریقے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سے پیش آتی ہو آخر کیوں

میں تمھاری بات کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھتی ہوں اور اب تم نکلو یہاں سے

دیا جزبات سے عاری لہجے میں گویا ہوئی

ایسے تو نہیں جانے والا میں پہلے وجہ بتاو۔۔۔۔۔

شاہ جانے کو تیار نہیں تھا وہ وہی اڑ کر بیٹھ گیا

دیا مسلسل اسے گھور رہی تھی

کوئی وجہ نہیں ہے تم جاو یہاں سے

نہیں جاوں گا پہلے وہ وجہ بتاو۔۔۔۔

میں تم سے نفرت کرتی ہوں۔۔۔سن لیا اب جاو

تم مجھ سے نفرت نہیں کرتی ہو یہ بات میں جانتا ہوں

میں نے کئی بار تمھاری آنکھوں میں اپنے لیے محبت دیکھی ہے جسے تم چھپانے کی کوشش کرتی ہو

کوئی نہیں ہے مجھے تم سے محبت۔۔۔۔۔۔دیا چیخ ہی پڑی تھی

میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر یہی بات کہو ایک بار۔۔۔۔۔

دیا نے اسکی آنکھوں میں دیکھا جہاں صرف اسکے محبت ہی محبت تھی

کیوں نہیں جا رہے ہو پلیز چلے جاو یہاں سے۔۔۔۔

دیا منت بھرے لہجے میں بولی

تم کیوں کر رہی ہو مجھے خود سے دور کیوں خود کو اور مجھے تکلیف دے رہی ہو

مان جاؤ نا اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے تو مجھے معاف کر دو

میں تمھارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں

شاہ نے اسکے آگے اپنے دونوں ہاتھ جوڑ دیئے

شاہ کی آنکھیں نم ہو گئیں تھیں

دیا نے روتے ہوئے اسکے دونوں ہاتھ تھام لیے

میں تمھاری زندگی میں شامل ہو گئی تو تمھاری زندگی مشکل ہو جائے گی

میں آج تک اپنے پاپا کے علاوہ کسی سے کلوز نہیں ہو پائی

اپنی نیچر کی وجہ سے

تم سے دور اس لیے رہتی ہوں تاکہ میری وجہ سے تمھیں مشکل نا ہو

اگر میں نے تم سے رشتہ قائم کر لیا نا تمھیں ایک پل کے لیے بھی خود سے دور نہیں جانے دوں گی

میں اس معاملے میں ایسی ہی ہوں

تم مجھ سے اکتا جاو گے مجھے چھوڑ دو گے اور میں مر جاو گی اگر ایسا ہوا تو۔۔۔۔۔۔

اس لیے میں ایسا کچھ چاہتی ہی نہیں

تم اپنی زندگی گزار واور میں اپنی ہمارے لیے یہی ٹھیک رہے گا

دیا شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے بول رہی تھی

تم نے سوچ بھی کیسے لیا کہ میں تمھیں چھوڑ دوں گا یا تم سے اکتا جاوں گا

مجھے قبول کر لو بدلے میں چاہے ساری عمر اپنے پاس ہی بیٹھائے رکھنا مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے

شاہ اسکا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں بھرے بول رہا تھا

مجھے کچھ ٹائم چاہیئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دیا نے اسے ٹالنے کی کوشش کی اور اس سے دور کھڑی ہو گئ

ٹھیک ہے جیسے تمھاری مرضی۔۔۔۔

پر زیادہ دیر نا کرنا کیا پتا میری زندگی کا میں رہوں یا نا رہوں

شاہ اس سے کہتا ہوا وہاں سے چلا گیا

دیا اسے جاتا دیکھتی رہی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس لیے میں ایسا کچھ چاہتی ہی نہیں

تم اپنی زندگی گزارو اور میں اپنی ہمارے لیے یہی ٹھیک رہے گا

دیا شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے بول رہی تھی

تم نے سوچ بھی کیسے لیا کہ میں تمھیں چھوڑ دوں گا یا تم سے اکتا جاوں گا

مجھے قبول کر لو بدلے میں چاہے ساری عمر اپنے پاس ہی بیٹھائے رکھنا مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے

شاہ اسکا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں بھرے بول رہا تھا

تم جاو یہاں سے اس پر پھر کبھی بات کریں گے

دیا نے اسے ٹالنے کی کوشش کی اور اس سے دور کھڑی ہو گئی

ٹھیک ہے جیسے تمھاری مرضی۔۔۔۔

پر زیادہ دیر نا کرنا کیا پتا میری زندگی کا میں رہوں یا نا رہوں

شاہ اس سے کہتا ہوا وہاں سے چلا گیا

دیا اسے جاتا دیکھتی رہی

گھوڑے بہت اچھے ہیں کیا میں ہارس رائیڈنگ کر سکتی ہوں۔۔۔۔

دیا نے شاہ سے فرمائش کی

تمھیں آتی ہے ہارس رائیڈ نگ۔۔۔۔۔شاہ نے اس سے پوچھا

ہاں آتی ہے تھوڑی بہت۔۔۔۔۔

دیا اور شاہ نے اس دن کے بعد اس بارے میں کوئی بات نہیں کی تھی

آج وہ دونوں فارم ہاوس پر آئے ہوئے تھے

اچھا آو میرے ساتھ۔۔۔۔۔

شاہ اسے اپنے ساتھ لیے اپنے پسندیدہ گھوڑے کے پاس لے آیا

اسے گھوڑے پر بیٹھا کر خود اسے پیچھے گھوڑے پر بیٹھ گیا اور گھوڑے کی لگام پکڑ لی

تم کیوں بیٹھے ہو۔۔۔۔۔۔دیا نے اپنے دھڑکتے دل کے ساتھ شاہ سے پوچھا

میرا بھی دل کر رہا تھا ہارس رائیڈ نگ کرنے کو

شاہ شوخ لہجے میں گویا ہوا

کسی اور گھوڑے پر بیٹھو میرے ساتھ نہیں

دیا بولی

نہیں میں تو اسی گھوڑے پر بیٹھنا ہے

شاہ نے گھوڑے کو بھاگنا شروع کر دیا

کافی دیر بعد شاہ نے گھوڑا روکا اور خود نیچے اتر کر دیا کو بھی نیچے اتارا

دیا کا منہ بنا ہوا تھا

شاہ اسکا پھولا ہوا منہ دیکھ کر مسکرا دیا

مزا نہیں آیا کیا جو ایسے منہ پھولا رکھا ہے۔۔۔۔۔

ہوں۔۔دیا ہوں کہتی ہوئی وہاں سے چلی گئی

شاہ مسکراتا ہوا اس کے پیچھے چلا گیا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ لوگ فارم ہاوس سے حیویلی کی طرف جا رہے تھے کہ اچانک ان کی گاڑی

کے آگے دو گاڑیاں آرکی اور ان کے جانے کا راستہ بند

کر دیا

مجبورا شاہ کو گاڑی روکنا پڑی

ان گاڑیوں نے آٹھ لوگ باہر آئے شاہ کو خطرے کا احساس ہوا

یہ کیا ہو رہا ہے اذلان یہ لوگ کون ہیں اور ہماری طرف کیوں آرہے ہیں

دیا نے اس سے پوچھا

دیا فکر نہیں کرو میں ہوں نا۔۔۔۔

شاہ نے فوراً گاڑی ریورس کی اور گاڑی بھاگنا شروع کر دی

وہ سب لوگ گاڑی میں سوار ہو کر شاہ کی گاڑی کا پیچھا کرنے لگے اور ان کی گاڑی پر گولیاں چلانے لگے

ایک گولی ان کی گاڑی کے ٹائر میں لگی جس کی وجہ سے گاڑی لڑکھڑا گئی

شاہ نے گاڑی بڑی مشکل سے کنڑول کی

گاڑی روک کر شاہ نے دیا کو اپنے ساتھ لیا اور بھاگنا شروع کر دیا

وہ لوگ بھی ان کا پیچھا کر رہے تھے

دیا اور شاہ جنگل میں پہنچ چکے تھے

دیا درخت پر چڑھنا آتا ہے شاہ نے اس سے پوچھا جو اس وقت ہرنی کے بچے کی طرح سہمی ہوئی تھی

دیا نے نفی میں سر ہلایا

اچھا میری کمر پر چڑھ جاؤ اور مجھے کس کے پکڑ لو۔۔۔۔۔

دیا نے اسکی کمر کر چڑھ کے اسکو زور سے پکڑ لیا

شاہ اسے لیے ایک گھنے درخت پر چڑھ گیا جہاں وہ آسانی سے کھڑے ہو سکتے تھے

اوران لوگوں سے چھپ بھی سکتے تھے

شاہ نے دیا کو درخت کے ساتھ کھڑا کیا اور خود اسکی طرف رخ کیے کھڑا ہو گیا

دیا اس کے چمٹ کر کھڑی تھی

دیا وہ لوگ ہمارے پاس پہنچ چکے ہیں تم آواز نا نکالنا ورنہ ہم پکڑے جائیں گے

شاہ نے اسکے کان میں سر گوشی کی

دیا نے اسکے ساتھ لگے ہی ہاں میں سر ہلایا

شاہ نے اپنا موبائیل سائیلنٹ موڈ پر کیا اور خدا کا شکر بھی کیا کہ اسکا موبائیل

پینٹ کی پاکٹ میں ہی تھا

وہ اکیلا ہوتا تو ان لوگوں سے لڑ کر ان کا منہ توڑ دیتا پر اس کے ساتھ دیا تھی جس کی وجہ

سے اس سے بھاگنے میں ہی عافیت جانی

وہ لوگ کافی ان کو ڈھونڈتے رہے اور ناکام ہو کر لوٹ گئے

ان کے جانے کے تقریباً آدھا گھنٹا بعد شاہ نے اپنے سیکڑی کو فون کر کے ان لوگوں کا

پتا کرانے کا بولا

اور حیویلی فون کر کے ڈرائیور کو فون کر کے گاڑی یہاں لانے کا کہا

اور کتنی دیر یہاں رہنا ہے مجھ سے اور کھڑا نہیں ہوا جا رہا

دیا بولی

چلو چلتے ہیں۔۔۔۔۔شاہ اسے لیے درخت سے نیچے آگیا

مجھ سے چلا نہیں جا رہا۔۔۔۔۔۔دیا بے بسی سے بولی

بھاگنے اور اتنی دیر کھڑے رہنے کی وجہ سے دیا کی ہمت جواب دے گئی تھی

شاہ نے اسکی طرف دیکھا جس نے رو رو کر اپنی نکھیں سوجالی تھیں

شاہ کو ان لوگوں پر بہت غصہ تھا جن کی وجہ سے اسکی دیا

کو اتنی تکلیف سہنی پڑ رہی تھی

شاہ نے اسے اپنے بازوں میں بھر کے چلنا شروع کر دیا

دیا اسکے گلے میں اپنی بانہیں ڈالے اسے دیکھ رہی تھی جو اس وقت بہت غصے میں

دیکھائی دے رہا تھا

شاہ اسے روڈ تک لے آیا یہاں ڈرائیور گاڑی کے ساتھ موجود تھا

دیا کو گاڑی کی پیچھلی سیٹ پر بیٹھا کر خود بھی اس

کے ساتھ بیٹھ گیا اور ڈرائیور کو گاڑی چلانے کا بولا

تم جاو میں ایک کام سے جا رہا ہوں رات تک واپس آ جاو گا۔۔

حیویلی پہنچ کر شاہ اس سے بولا

کہاں جا رہے ہو۔۔۔۔۔۔

بس ہے ایک کام۔۔۔۔ شاہ نے اسے ٹالا وہ اسے بتا کر اور پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا

تم ان لوگوں کے پیچھے جا رہے ہو نا۔۔۔۔ دیا نے اسکی طرف دیکھا

ہاں ان کا ہی پتا کرنے جا رہا ہوں میں ان کو چھوڑوں گا نہیں ان کی ہمت بھی کیسے ہوئی ایسا کرنے کی

شاہ غصے سے لال ہو رہا تھا

اگر تمھیں کچھ ہو گیا تو۔۔۔۔۔

کچھ نہیں ہو گا ڈونٹ وری تم جاو۔۔ شاہ نے اسکا گال تھپتھپایا

دیا اس کے گلے لگ گئی

شاہ نے اسے خود میں بھینچ لیا

بہت ہی غلط وقت چنا ہے تم نے۔۔۔۔ شاہ شوخ لہجے میں بولا

دیا فورا اس سے دور ہوئی اور خود کو ملامت کی کہ کیوں وہ ایسا کر بیٹھی

اللہ حافظ۔۔۔۔ شاہ مسکراتے ہوئے بولا

اللہ حافظ دھیان رکھنا اپنا۔۔۔۔۔۔۔

اوکے۔۔۔۔

شاہ وہاں سے چلا گیا اور دیا حیویلی کے اندر آ گئی

بتاؤ کس کے کہنے پر تم نے مجھ پر حملہ کیا تھا

شاہ کے ہتھے ان گولوں میں سے ایک لگ گیا تھا جن لوگوں نے اس پر اور دیا پر

حملہ کیا تھا

شاہ نے پہلے اچھی طرح سے اس کی درگت بنائی

جب وہ مار کھا کھا کے نڈھال ہو گیا تب شاہ نے اس سے پوچھا

بولو۔۔۔شاہ نے اسکا منہ اپنے ہاتھ میں لے کر دبایا

جس سے وہ کراہ اٹھا

بتاتا ہوں۔۔۔بتاتا ہوں۔۔وہ آدمی بولا

شاہ نے اسکا منہ چھوڑ دیا

مجھے بلال صاحب نے بھیجا تھا آپ پر حملہ کرنے لے لیے

اس آدمی نے شاہ کی بات کا جواب دیا

اسکی تو۔۔۔۔شاہ نے پاس پڑی کرسی کو غصے سے ٹھوکر لگائی

چھوڑ دو اسے شاہ اپنے آدمی سے کہتا ہوا وہاں سے چلا گیا

شاہ سیدھا بلال کے پاس اس کے گھر پہنچا

گارڈز نے اسے دروازے پر روکنے کی کوشش کی لیکن وہ نار کھا اور انہیں دھکا دیتا ہوا اندر آگیا

تم لوگ جاو۔۔۔بلال نے گارڈز سے کہا جو شاہ کو روکنے اس کے پیچھے آرہے تھے

گارڈز وہاں سے چلے گئے

شاہ غصے سے بلال کی طرف آیا اور ایک زور کا گھونسا اسکے منہ پر جڑ دیا

بلال دور جا گرا

تمھاری ہمت کیسے ہوئی میرے اوپر حملہ کروانے کی۔۔۔

شاہ غصے سے دھاڑا

بلال غصے سے اٹھا اور شاہ پر وار کرنا چاہا

تو شاہ نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے کچھ بھی کرنے سے باز رکھا

تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا وہ بھی میرے ہی گھر میں۔۔۔

بلال غصے سے بولا

ہاں میں نے تم پر ہاتھ اٹھایا۔۔۔شاہ نے ایک اور مکہ اس کے منہ پر مارا

پھر ایک اور مکہ اسکے پیٹ میں مارا

شاہ غصے سے پاگل ہو رہا تھا

شاہ نے پاگلوں کی طرح بلال کو مارنا شروع کر دیا

بلال شاہ کا مقابلہ نہیں کر پا رہا تھا وہ نیچے پڑا ہوا تھا اور شاہ اوپر سے اسے مار رہا تھا

اب آئندہ مجھ پر حملہ کروانے سے پہلے سوچ لینا اس بار تو

زندہ چھوڑ رہا ہوں آئیندہ نہیں چھوڑوں گا

شاہ غصے سے اسے ٹھوکر مارتا ہوا وہاں سے چلا گیا

پتا نہیں کہاں رہ گیا ہے ابھی تک نہیں آیا

دیا لاونج میں صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی

کافی دیر وہ اسکا انتظار کرتی رہی پر وہ نا آیا

دیا کی آنکھ لگ گئی وہ صوفے پر سر ٹکا کر سو گئی

شاہ جب حیویلی آیا تو لاونج میں دیا کو صوفے پر سوتے ہوئے پایا

شاہ جو غصے میں تھا دیا کو دیکھتے ہی اسکا سارا غصہ اڑن چھو ہو گیا

وہ مسکراتے ہوئے صوفے کے پاس آیا

اور گھٹنوں کے بل فرش پر دیا کے پاس بیٹھ گیا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ نے دیا کا ایک ہاتھ جو صوفے سے لٹک رہا تھا اپنے مضبوط ہاتھوں میں لے لیا

شاہ نے اسکے ہاتھ کو اپنے لبوں سے چھوا

پھر اس نے دیا کے چہرے پر آئے بال ہٹائے

تو دیا ہلکا سا کسمسائی شاہ نے فوراً اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا

کافی دیر شاہ ویسے ہی بیٹھے دیا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے اسکو دیکھتا رہا

شاہ نے دیا کے نرم و ملائم گال کو اپنی دو انگلیوں سے چھوا

اور اسکی پیشانی چوم لی

آئی لو یو جان اذلان۔۔۔۔۔۔۔شاہ نے اسکے کان میں سر گوشی کی اور اسکے کان کی لو کو اپنے لبوں سے چھوا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اذلان نے اسے اپنی بانہوں بھرا اور اسے اٹھائے

اسکے روم میں لے جا کر اس کے بیڈ پر لیٹا دیا

اور خود اپنے روم میں چلا گیا

اسلام علیکم۔۔۔۔دیا نے ناشتے کی ٹیبل پر سب کو سلام کیا

وعلیکم اسلام۔۔۔۔۔سب نے مسکراتے ہوئے گرم جوشی سے اسکے سلام کا جواب دیا

کچھ ہی دنوں میں وہ سب کی آنکھ کا تارا بن گئی تھی

دار جی تو اسکے دیوانے ہو گئے تھے وہ انہیں شاہ سے بھی زیادہ وہ عزیز ہی گئی تھی

دادا جان میں کل واپس جا رہی ہوں کافی دن ہو گئے ہیں

بزنس منیجر کے حوالے کیا ہوا ہے

دیا بولی

ٹھیک ہے بیٹا جاو پر آؤ گی کب۔۔۔دار جی نے اس سے پوچھا

ایک ہفتہ تو لگ جائے گا سنڈے کو آجاو گی واپس

دیا نے ان کی بات کا جواب دیا

رہو گی کہاں۔۔۔صفیہ خاتون نے اس سے پوچھا

اپنے گھر اور کہاں رہوں گی۔۔۔دیا نے سوالیہ نظروں سے ان کی طرف دیکھا

نہیں تم اب اکیلے نہیں رہو گی سکندر اور زینب کے ساتھ ان

کے گھر میں رہو گی

دار جی بولے

ٹھیک ہے ان کے ساتھ ہی رہوں گی اور کوئی حکم۔۔۔۔

دیا نے مسکراتے ہوئے پوچھا

نہیں اور کچھ نہیں۔۔۔۔دار جی مسکرا رہے تھے

شاہ دیوانوں کی طرح ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہا تھا

دیا نے اسے گھورا پر وہ پھر بھی اسے دیکھنے سے باز نا آیا

کب تک دیا اور شاہ اسی طرح رہیں گے اب ہمیں ان کی دوبارہ سے شادی کر دینی چاہیئے

صفیہ خاتون نے دار جی سے کہا

وہ دونوں اس وقت اپنے روم میں تھے

ہمم۔۔۔میں بھی یہی سوچ رہا تھا

دار جی پر سوچ لہجے میں گویا ہوئے

پھر آپ سب سے بات کریں اور کوئی ڈیٹ فکس کر دیں ہم دھوم دھام سے ان دونوں کی شادی کریں گے

ٹھیک ہے میں اس سنڈے سب سے بات کروں گا سب یہاں ہی ہوں گے

دار جی ان کی بات کے جواب میں بولے

دیا اور کتنا ٹائم لو گی۔۔۔۔۔۔۔

شاہ نے اس سے پوچھا

دیا جو ریلنگ سے ٹیک لگائے چاند کو دیکھ رہی تھی

شاہ کی آواز پر اپنے خیالوں سے باہر آئی

وہ جیسے ہی شاہ کی طرف مڑی شاہ کر سینے سے اسکا سر ٹکرا گیا

شاہ اس کے بلکل پیچھے کھڑا تھا

دیا نے پیچھے ہونا چاہا پر وہ ایسا نا کر پائی کیونکہ پیچھے ریلنگ تھی

وہ نکل کر جانے لگی وہاں سے تو شاہ نے ریلنگ پر اس کے دونوں طرف اپنے ہاتھ رکھ اسکے فرار کے سارے راستے بند کر دیئے

تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔۔۔

شاہ اسکی طرف جھکا

دور ہو مجھ سے پھر دیتی ہوں تمھاری بات کا جواب۔۔۔۔

دیا نے اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی

شاہ اس سے دور ہو گیا پر ریلنگ پر دیا کے گرد اپنے ہاتھ نا ہٹائے

اب بولو۔۔۔۔شاہ آنکھوں میں محبت کا جہاں آباد کیے اسے دیکھ رہا تھا

میری کچھ شرطیں ہیں مان لو گے تو میں ہاں کر دوں گی

دیا ایک ادا سے بولی

ٹھیک ہے تمھاری ہر شرط منظور ہے۔۔۔۔۔

پہلے سن تو لو اتنی بھی جلدی کیا ہے مسٹر۔۔۔۔۔

اچھا چلو بتاو کیا شرطیں ہیں تمھاری۔۔۔شاہ نے اس سے پوچھا

میری ہر بات مانو گے۔۔۔۔۔دیا نے اپنی پہلی شرط اسکے سامنے رکھی

تمھاری ہر بات مانو گا۔۔۔۔۔

شاہ فورا بولا

دیا اس کی جلدی پر مسکرا دی

تمھارے ڈمپل بہت پیارے ہیں۔۔شاہ نے اسکے ڈمپل کو اپنے ہاتھ سے چھوا

تھینکس۔۔۔۔۔دیا نے اسکا ہاتھ اپنے گال سے ہٹایا

مجھ پر غصہ نہیں کرو گے اور نا ہی مجھے کبھی ڈانٹو گے۔۔۔

یہ بھی منظور ہے۔۔۔۔۔۔۔

سیاست چھوٹ کر اپنے پاپا کا بزنس جوائن کرو گے۔۔۔۔

تو میں اسی دن تمھاری اب بولو منظور ہے۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دیا اپنی آخری اور سب سے بڑی شرط اسکے سامنے رکھ کے اس کو ہی دیکھ رہی تھی

منظور ہے۔۔۔۔۔شاہ بنا وقت لیے بولا

سوچ لو ایک بار پھر میں تمھیں تمھاری بات سے پھرنے نہیں دوں گی

سوچ لیا۔۔۔۔۔شاہ دیا کی بات کے جواب میں بولا

ٹھیک ہے جس دن سیاست چھوڑو گے اس سے اگلے دن ہم دوبارہ سے شادی کریں گے

مجھے بہت شوق ہے پاکستانی شادی دیکھنے کا۔۔۔۔

دیا بولی

ٹھیک ہے ایسا ہی ہو گا میں دار جی سے بات کر لوں گا اور سیاست بھی چھوڑ دوں گا

اب تو ویسے بھی اس ہفتے ہی ہماری حکومت کے پانچ سال مکمل ہو جائیں گے

میں ہمیشہ کے لیے سیاست کو خیر آباد کہہ دوں گا

ویسے ایک بات تو بتاؤ تمھیں میرے سیاست میں رہنے سے کیا پرابلم ہے

شاہ نے اس سے پوچھا

بس ہے کوئی پرابلم۔۔۔۔۔میرے ساتھ رہو گے تو پتا چل جائے گا

کہ میں نے کیوں یہ شرط رکھی ہے

دیا بولی

اوکے۔۔۔شاہ نے سر ہلایا

اب تم جاو۔۔۔۔دیا بولی

شاہ اسکی طرف جھکا تو دیا نے اپنا چہرہ دوسری طرف موڑ لیا

شاہ نے اسکا چہرہ ہاتھ سے پکڑ کر اپنی طرف کیا اور اسکی آنکھیں چوم لیں

دیا کا دل دھک دھک کر رہا تھا

ہمیشہ جب بھی شاہ اس کے پاس آتا تھا اس کے ساتھ ایسا ہی ہوتا تھا وہ کبھی سمجھ ہی نہیں

پائی تھی کہ اس کے ساتھ ایسا کیوں ہوتا

ہے

آئی لو یو۔۔۔۔شاہ نے کہتے ساتھ ہی اسے اپنی بانہوں میں لے لیا

دیا نے بھی اپنے بازو اسکی کمر کے گرد لپیٹ لیے

اوکے گوڈ نائٹ اب تم سو جاو کافی رات ہو گئی ہے

شاہ نرم سے اسے خود سے دور کرتا اس کی پیشانی چومتا ہوا وہاں سے چلا گیا

اس کے جانے کے بعد دیا بھی روم میں آ گئی

اور بیڈ پر لیٹ گئی کچھ ہی دیر میں وہ نیند کی وادی میں اتر چکی تھی

دار جی نے سب سے بات کی شاہ اور دیا کی شادی کے بارے میں

سب کو بھلا کیا اعتراض ہونا تھا

سب بہت خوش تھے

شاہ تو خوشی سے دیوانہ ہوا جا رہا تھا

اس نے سیاست کو ہمیشہ کو خیر آباد کہہ دیا تھا دار جی کو بھی اس کے فیصلے سے کوئی اعتراض نہیں تھا

آج دیا کو مایوں بیٹھا دیا گیا تھا

شاہ اس سے ملنا چاہتا تھا پر کوئی اسے اس سے ملنے ہی نہیں دے رہا تھا

رات گئے دیا کو اپنے روم میں اکیلا پا کر وہ اس کے روم میں آ گیا

اور دروازہ لوک کر لیا

دیا ابھی تک جاگ رہی تھی اور کھڑکی سے ٹیک لگائے چاند کو دیکھ رہی تھی

دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ دروازے کی طرف مڑی

اور وہاں شاہ کو پایا

تم اس وقت یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔

دیانے اس سے پوچھا

شاہ چلتا ہوا اس کے پاس آگیا

تم سے ملنے آیا ہوں تمھیں دیکھنے آیا ہوں۔۔۔۔۔۔

شاہ محبت سے چور لہجے میں کہتا ہوا اس کا ہاتھ تھام چکا تھا

مل لیا اور دیکھ بھی لیا ہے اب جاو تم یہاں سے مجھے سونا ہے۔۔۔

دیانے اپنا ہاتھ چھوڑوایا

بہت ظالم ہو تم دیا۔۔۔۔۔۔شاہ نے ٹھنڈی آہ بھری

دیا اس کے انداز پر کھلکھلا کر ہنس دی

اور شاہ اس کی ہنسی کے صحر میں کھویا اسکو ٹکٹکی باندھے محبت پاش نظروں سے

دیکھ رہا تھا

اوہیلو مسٹر کیا ہوا بت کیوں بن گئے

دیانے اسکو بت بنا دیکھ اس کے سامنے ہاتھ ہلایا جس سے شاہ ہوش کی دنیا میں واپس

لوٹ آیا

تمھیں کبھی کسی نے بتایا کہ تمھارا کھلکھلا کے ہنسنا اگلے بندے کا دل لوٹ لیتا ہے

شاہ گھمبیر لہجے میں بولتا اسے دیکھ رہا تھا

نہیں کسی نے نہیں بتایا۔۔۔۔

دیا اسکی آنکھوں میں دیکھتی مسکراتے ہوئے بولی

چلواب میں نے تو بتا دیا ہے نا اس لیے میرے علاوہ کسی اور کہ سامنے کھل کے نا ہنسنا

میں نہیں چاہتا میرے علاوہ اور کوئی تمھیں چاہے

تم صرف میری ہو صرف میری۔۔۔۔۔

شاہ اسکی پیشانی پر اپنی محبت کی مہر لگا چکا تھا

اور دیا دھڑکتے دل کے ساتھ نظریں جھکا گئی تھی

اچھا ویسے دیا تم نے جو حلیہ حیویلی میں نوکرانی بننے کے لیے اپنایا تھا کوئی بھی دیکھ نہیں

کہہ سکتا تھا اس گونگی اور سیاہ رنگت والی

لڑکی کے پیچھے جنت کی حور سے بھی زیادہ خوبصورت حسینہ ہو گی جس کی آواز اتنی

خوبصورت ہے کہ دل کرتا ہے بندہ بیٹھا اسے سنتا رہے

شاہ بولا

میں بھی تو یہی چاہتی تھی کہ کسی کو پتا نا چلے میری اصلیت کا اس لیے میں نے وہ حلیہ

اپنایا تھا

میں جب حیویلی میں آئی تھی کر مو چاچا کی بھتیجی بن کے میرا کوئی خاص پلین نہیں تھا دادا

جان سے بدلہ لینے کا

پر تم ملے اور مجھ پر لٹو ہو گئے میں بہت خوش تھی کہ چلو دادا جان کی کمزوری

ہاتھ آ گئی ہے میرے

پھر تم خود ہی میرا پلین کامیاب بناتے گئے مجھے کچھ کرنا ہی نہیں پڑا

میں جانتی تھی کہ میں تمھارے لیے کیا ہوں تم مجھ سے کتنی محبت کرتے ہو

پھر میں نے اپنی وہ چال چلی جس نے تمھیں ہلا کر رکھ دیا

تمھیں چھوڑ کے چلی گئی

تمھاری حالت دیکھ کر دادا جان بیمار رہنے لگے ان کو تمھارے دکھ اور حالت

کا بہت صدمہ پہنچا تھا

کیوں کہ تم میں ان کی جان جو تھی

پھر میں پرنسز بن کے تمھاری زندگی میں آئی سکندر انکل کے بزنس کو نقصان پہنچانا

شروع کر دیا

جب مجھے پتا چلا کہ دادا جان تمھاری شادی کرنے لگے ہیں تو آ گئی تمھاری

شادی کو روکنے کے لیے

پھر میں نے سب کے ساتھ بہت برا رویہ رکھا سب کو بہت ستایا

پر دادا جان کو جب ہوسپٹل میں بیڈ پر بیمار اور کمزور حالت میں دیکھا تو میں کمزور پڑھ گئی

ان کو معاف کر دیا سب کچھ بھلا دیا

میں ایسا کبھی نا کرتی سب کے ساتھ جو میں نے کیا

پر میں بھی کیا کرتی میرے پاپا مجھے چھوڑ کر چلے گئے تھے ان کی موت نے اور جدائی نے مجھے پاگل کر دیا تھا

میں دادا جان کو ان کی موت کا قصور وار سمجھتی تھی حالانکہ وہ تو اللہ کی مرضی تھی جو پاپا مجھے چھوڑ کے چلے گئے

اس میں دادا جان کا کوئی قصور نہیں تھا

ان کی موت کا بدلہ لینے کے لیے میں وہ سب کر بیٹھی جو مجھے نہیں کرنا تھا

دیا بہتی آنکھوں کے ساتھ سب کچھ شاہ سے شئیر کر رہی تھی

شاہ نے اس کے آنسو صاف کیے اور اسے اپنی بانہوں میں لے لیا

جو ہوا بھول جاو دیا پرانی باتوں کو یاد کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا

سب تمھیں بہت چاہتے ہیں تم ہم سب کی جان ہو

ہم سب کے لیے خوش رہا کرو

اور میں ہوں نا تم اپنا ہر دکھ درد ہر بات مجھ سے شئیر کیا کرو

میں تمھاری ہر بات سنا کروں گا تمھاری ہر بات مانا کروں گا

شاہ اسکی پشت اور سر سہلاتے ہوئے نرمی اور محبت سے بول رہا تھا

دیا نے اسکے سینے میں سر چھپائے ہی ہاں میں سر ہلایا

اچھا اب مسکراو پھر مجھے جانا بھی ہے رات بہت ہو گئی ہے۔۔۔۔

شاہ اس سے الگ ہوا اور اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھر لیا

دیا مسکرادی جس سے اس کے ڈمپل نمودار ہوئے

شاہ نے اسکے دونوں ڈمپل اپنے لبوں سے چھو لیے

تمھارے ڈمپل بہت پیارے ہیں۔۔ شاہ مسکرا رہا تھا

بلکہ تم خود بھی بہت خوبصورت ہو اتنی خوبصورت کہ تمھیں ہاتھ لگانے سے بھی ڈر لگتا ہے کہ کہیں

ہاتھ لگانے سے میلی نا ہو جاو۔۔۔۔۔۔

پر میں تو ہاتھ لگاو گا مجھے تو حق ہے تمھیں چھونے کا۔۔۔۔۔

شاہ آخر میں شوخ ہوا

اب تم جاو مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔۔۔۔

دیا اس کو پھیلاتا دیکھ بولی

تم بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دیا نے پیلے رنگ کا جوڑا پہنا ہوا تھا

آئی لو یو۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ نے محبت کا اظہار کیا

جواب نہیں دو گی۔۔۔۔۔۔شاہ آنکھوں میں امید لیے اسے دیکھ رہا تھا

ہمم۔۔۔۔۔۔

کیا جواب دوں۔۔۔دیا اسے تنگ کر رہی تھی اس لیے اس طرح بولی

یہی کہ تم بھی مجھ سے محبت کرتی ہو۔۔۔

ابھی جواب نہیں دوں گی پھر کبھی سہی۔۔۔۔۔دیا مسکراتے ہوئے اسے چڑا رہی تھی

آہ۔۔چلو نا دو جواب میرے آئی لو یو کا۔۔

شاہ نے ٹھنڈی آہ بھری

اچھا اب میں چلتا ہوں۔۔۔۔۔شاہ مسکراتا ہوا وہاں سے چلا گیا

دیا بھی مسکرا دی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شادی بہت بہت مبارک ہو جان اذلان۔۔۔۔۔۔۔

شاہ نے اسکے نرم وملام نازک سے مہندی سے سجے ہاتھ کو اپنے لبوں سے چھوا

تمھیں بھی مبارک ہو۔۔۔

دیانے دھڑکتے دل کے ساتھ آہستہ سے جواب دیا

بہت خوبصورت لگ رہی ہو میری جان دل کر رہا ہے کہ ساری عمر تم ایسے ہی

میرے سامنے اس روپ میں بیٹھی رہو اور میں تمھیں دیکھتا رہوں

وہ آنکھوں میں محبت کا جہاں آباد کیے اسکا چاند سا چہرہ اپنی آنکھوں کے حصار

میں لیے اسکے سامنے اسکے دونوں ہاتھ تھامے بیٹھا تھا

دیانے اسکی بات کا کوئی جواب نا دیا اپنی نظریں جھکائے بیٹھی رہی

دیانے سکن کلر کی کرتی اور ریڈ لہنگا اور ڈوپٹا پہنا ہوا تھا

خوبصورت تو وہ پہلے بھی تھی آج اس پر ٹوٹ کے روپ آیا تھا

وہ جنت سے اتری کوئی حور لگ رہی تھی اس وقت

آج اسکی اور شاہ کی شادی تھی

وہ اس وقت شاہ کے لیے سجی سنوری اسکے پھولوں سے سجے کمرے میں اس کے سامنے

بیٹھی تھی

شاہ تو پہلے ہی اسکا دیوانہ تھا آج اسکو دلہن بنا دیکھ شاہ اپنا سب کچھ اس پر ہار گیا تھا

وہ جب سے روم میں آیا تھا اس نے ایک پل کے لیے بھی دیا کے چہرے سے اپنی نگاہیں نہیں ہٹائی تھیں

شاہ خود بھی بہت پیارا الگ رہا تھا اس نے بلیک کلر کی شروانی پہنی ہوئی تھی

جو اس پر بہت سوٹ کر رہی تھی

سب نے ان کی جوڑی کی بہت تعریف کی تھی وہ دونوں سورج اور چاند کی جوڑی لگ رہے تھے

شاہ نے اسکی ٹھوڑی پکڑ کے اسکا جھکا ہوا چہرہ اوپر اٹھایا

دیا۔۔۔شاہ نے بہت پیار سے اسے پکارا

تو دیا کیوں نا اسکی طرف دیکھتی

دیا نے جب شاہ کی طرف دیکھا تو اسے خود کو ہی دیکھتے ہوئے پایا

آئی لو یو جان اذلان۔۔۔۔

شاہ نے اسکی بلورین آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اپنی محبت کا اظہار کیا

دیا نے اپنی پلکوں کی باڑ گرا لی

آج بھی جواب نہیں دو گی۔۔۔۔بہت پیار سے پوچھا گیا

آئی لو یو ٹو۔۔۔۔۔دیا نے بنا اس کی طرف دیکھے کہا

پتا نہیں کیوں آج وہ شاہ کے سامنے اپنی گھنی پلکوں کی باڑ اٹھا نہیں پا رہی تھی

اسے شاہ سے شرم آ رہی تھی

اسکا دل اس وقت دھک دھک کر رہا تھا اوپر سے شاہ کا دیوانوں کی طرح یک ٹک دیکھنا

اسے کنفیوز کر رہا تھا

ورنہ یہ وہی شاہ تھا جس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وہ بات کیا کرتی تھی

پر آج وہ ایسا نہیں کر پا رہی تھی

شاید آج کا دن ایسا تھا یا پھر ان لمحوں کا اثر تھا جس کی وجہ سے اس کے ساتھ ایسا ہو رہا

تھا

تھینکس میری جان۔۔۔۔شاہ نے اس کے دونوں ہاتھ چوم لیے

یہ تمھارا گفٹ۔۔۔۔شاہ نے ایک خوبصورت سا نیکلس اسکے سامنے کیا

اٹس ویری بیوٹیفل تھینکس فار دس۔۔۔۔۔

دیا مسکراتے ہوئے بولی اسے نیکلس بہت پسند آیا تھا

میں پہنا دوں۔۔۔۔۔شاہ نے اس سے پوچھا

دیا نے ہاں میں سر ہلا دیا

شاہ اس کے قریب ہوا اور اسے نیکلس پہنا کر اسکی گردن پر اپنے دہکتے لب رکھ دیئے

دیا کا سانس اٹک گیا تھا سینے میں اسکا دل پوری رفتار سے دھڑک رہا تھا

شاہ کی اس حرکت پر

شاہ جب اس سے دور ہو کہ اسکے سامنے بیٹھا تو اسے شرم سے لال پڑتا ہوا پایا

اف جان اذلان تم پہلے ہی بہت خوبصورت لگ رہی ہو اور اوپر سے تمھارا

بلش کرنا میری جان لے لے گا اب

شاہ اسکا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں بھرتے ہوئے بولا

مرنے کی باتیں نا کرو اذلان پاپا کے بعد اب میں تمھیں نہیں کھونا چاہتی

یہ کہتے ہوئے دیا کی خوبصورت آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر چکی تھیں

شاہ اسکی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر تڑپ اٹھا تھا

نہیں کرتا اب یہ بات۔۔۔۔۔

میں تمھیں کبھی بھی چھوڑ کے نہیں جاوں گا

ہمیشہ تمھارے ساتھ رہوں گا

شاہ نے کہتے ساتھ ہی اسکی نم آنکھوں کو چوم لیا

دیا ایک بات تو بتاو تمھیں مجھ سے محبت کب ہوئی۔۔۔۔

جب پہلی بار تم نے مجھے ہگ کیا تھا اور بعد میں سوری بھی بولا تھا اس دن مجھے تم سے محبت ہو گئی تھی

دیا نے اسکی بات کا جواب دیا

پھر بھی مجھے چھوڑ کے چلی گئی تھی۔۔۔شاہ نے شکوہ کیا

کیونکہ اس وقت پاپا کی محبت تمھاری محبت پے حاوی آ گئی تھی

اس وقت مجھے صرف پاپا کی موت کا بدلہ لینا تھا چاہے

اس کے لیے مجھے کچھ بھی کرنا پڑتا

میں تمھارے پاپا کی جگہ تو نہیں لے سکتا پر کوشش کروں گا تمھیں اتنی

محبت اور توجہ دے سکوں کے تم ان کی کمی محسوس نا ہو

اب تم کبھی بھی نہیں رو گئی مجھے تم ہر وقت ہنستی ہوئی اور خوشی نظر آو گی

وعدہ کرو مجھ سے۔۔۔۔۔۔

شاہ ابھی دیا کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں بھرے بیٹھا تھا

اور اس سے وعدہ لے رہا تھا

وعدہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دیا بولی

شاہ نے اسکے سرخ ہونٹوں پر اپنے دہکتے ہوئے لب رکھ دیئے

کہاں جا رہی ہو جان اذلان۔۔۔۔۔

اگلی صبح جب دیا شاہ کی بانہوں کے حصار سے نکلنے لگی تو اسی وقت شاہ جاگ گیا

اور اسے جانے سے روکنے کے لیے اسکے گرد اپنی گرفت

اور مضبوط کر دی

جس سے دیا کو رکنا ہی پڑا

اذلان جانے دو پہلے ہی اتنی دیر ہو گئی ہے سب ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے

وہ منمنائی وہ شاہ کی جزبے لوٹاتی نظروں کی طرف بنا دیکھے بول

رہی تھی

اسے شاہ کے رات والے محبت کے مظاہرے یاد آ گئے

جس سے اسکا چہرہ حیا کی لالی سے سرخ ہو گیا تھا

شاہ دلچسپی سے اسے ہی ٹکر ٹکر دیکھ رہا تھا شاہ کے لب اسے سرخ پڑتا دیکھ مسکرا اٹھے

تھے

کیا ہے اس طرح کیوں مسکرا رہے ہو۔۔۔دیا اپنی حیا اور گبراہٹ کو چھپانے کے لیے

اس سے مصنوئی غصے سے بولی

شاہ نے کروٹ بدلتے ہوئے اسے بیڈ پے لیٹایا اور خود اس پر جھک گیا

یہ سب اتنی جلدی ہوا کہ دیا کو سمبھلنے کا موقعہ نا ملا

میرے مسکرانے پر بھی پابندی ہے اب۔۔۔۔۔شاہ شوخ ہوا

مسکرانے پر پابندی نہیں ہے لیکن اب کیوں مسکرا رہے ہو۔۔۔۔۔۔

میں تو اس لیے مسکرا رہا ہوں کیوں کہ آج میں بہت خوش ہوں

میری دیا میری جان ہمیشہ کے لیے میری جو ہو گئی ہے

میں خوش نہیں ہوں گا تو کون خوش ہو گا

تم تو خوش ہو نا۔۔۔۔۔۔۔

شاہ اسکی خوبصورت سی جھیل جیسی بلورین آنکھوں میں دیکھ رہا تھا

میں بہت خوش ہوں اذلان۔۔۔۔۔

اس نے کہتے ساتھ ہی اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں

شاہ کو اسکی ادا پر ٹوٹ کے پیار آیا تھا

اس نے اسکی دونوں آنکھیں باری باری اپنے لبوں سے چھو لیں

دیا نے آنکھیں کھول کے اسکی طرف دیکھا تو اسے مسکراتے ہوئے اپنی طرف ہی دیکھتے ہوئے پایا

آئی لو یو جان اذلان۔۔۔۔۔شاہ لو دیتے لہجے میں بول رہا تھا

آئی لو یو ٹو۔۔۔۔دیا مسکراتے ہوئے بولی

شاہ اس پر جھکا ایک شوخ سی شرارت کر چکا تھا

دیا اپنا سانس بحال کرتے ہوئے اسے گھور رہی تھی

جبکہ شاہ اسے دیکھ کہ مسکرا رہا تھا

اذلان اب اٹھو اور مجھے بھی جانے دو۔۔۔۔۔۔۔

سب ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے برا لگتا ہے اتنا وقت ہو گیا ہے اور ہم ابھی تک کمرے سے ہی نہیں نکلے

نا جانے دوں تو۔۔۔۔۔۔

شاہ نا کرو نا جانے دو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہی ہو گا۔۔۔۔۔

میرا دل نہیں کر رہا۔۔۔۔۔

شاہ کا اتنا کہنا تھا دیا نے اسکے بال اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر زور سے کھینچے

اف ظالم لڑکی چھوڑو میرے بال۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ چیخا تھا

نہیں پہلے مجھے چھوڑو پھر تمھارے بال چھوڑدوں گی۔۔۔۔

شاہ نے اسکی پیشانی کو اپنے لبوں سے چھوتے ہوئے اسے اپنی گرفت سے آزاد کر دیا

دیا نے بھی اسی وقت اس کے بال چھوڑ دیئے اور اٹھ کھڑی ہوئی

اور واشروم میں گھس گئی

شاہ مسکراتے ہوئے اسے جاتا ہوا دیکھتا رہا

کہاں جانے کی تیاری کر رہے ہو اذلان۔۔۔۔۔

شاہ جو ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا اپنے بال سیٹ کر رہا تھا دیا کے پوچھنے پر اسکی طرف مڑا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دوست کی طرف جا رہا ہوں۔۔۔۔

نا جاوا تنی رات ہو گئی ہے۔۔۔۔۔۔۔دیا فوراً سے بولی

جانا ضروری ہے میری جان۔۔۔۔شاہ نے اسے کمر سے پکڑ کے اپنے قریب کیا

دیا نے اپنا سر اسکے سینے پر ٹکا دیا اور شاہ کا دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں

ڈال کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا

شاہ اور دیا کی شادی کو دو ماہ ہو گئے تھے وہ دونوں شہر میں زینب بیگم اور سکندر صاحب

کے ساتھ رہتے تھے

دیا اپنا بزنس سنبھالتی تھی اور شاہ اپنے پاپا کا۔۔۔۔

ہر ویک اینڈ پر وہ سب حیویلی دار جی اور صفیہ بیگم سے ملنے جایا کرتے تھے

او کے میری جان اللہ حافظ میں اب چلتا ہوں مجھے دیر ہو رہی ہے

شاہ نے دیا کو اپنے سے الگ کرتے ہوئے کہا

نہیں جاو۔۔۔۔۔۔۔دیا نے اسے روکنے کی کوشش کی

جانا ضروری نا ہوتا تو کبھی بھی نا جاتا میری جان تمھیں چھوڑ کے۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ نے اسکی پیشانی پر اپنی محبت کی مہر ثبت کی

دیا اب کی بار کچھ نا بولی اور اپنا چہرہ جھکائے کھڑی رہی

جاوں میں۔۔۔۔شاہ نے اس سے پوچھا

دیا نے ہاں میں سر ہلا دیا وہ نہیں چاہتی تھی کہ شاہ جائے اسے چھوڑ کے اس وقت

شاہ نے اپنا ہاتھ دیا کے ہاتھ سے آزاد کروایا جو وہ چھوڑ نہیں رہی تھی

اور دیا اپنے ہاتھ کو دیکھ رہی جو کچھ دیر پہلے شاہ کے ہاتھ میں تھا

شاہ چلا گیا اور دیا اپنا گلہ پکڑتی ہوئی بیڈ پر گر گئی اسے سانس نہیں آ رہا تھا

وہ لمبے لمبے سانس لے رہی تھی پر اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کے ارد گرد آکسیجن ختم

ہو گئی ہے

دوسری طرف شاہ جب گاڑی تک پہنچا تو اسے یاد آیا کہ وہ چابی تو روم میں ہی بھول آیا ہے

وہ چابی لینے کے لیے جیسے ہی روم میں آیا تو دیا کو اٹک اٹک کے سانس لیتے ہوئے پایا

دیا کی یہ حالت دیکھ کے شاہ کے ہاتھ پاوں پھول گئے

دیا میری جان کیا ہوا ہے۔۔۔ شاہ نے اسکے پاس بیٹھ کہ پریشانی سے پوچھا

دیا اسے کیا جواب دیتی اسے تو سانس ہی نہیں آرہا تھا

شاہ کو دیکھتے ہی اسکی آنکھوں سے آنسوں بہنے لگے

شاہ نے اسے مصنوئی سانس دیا جس سے دیا کا سانس بحال ہو گیا

اسکا سانس بحال ہوتے ہی شاہ نے اسے سینے سے لگا لیا

شاہ کا دل دھک دھک کر رہا تھا وہ سوچ رہا تھا کہ اگر وہ وقت پے نا آتا تو کیا ہوتا

یہ سوچتے ہی شاہ کی آنکھیں بھی نم ہو گئیں

کچھ دیر کے بعد شاہ نے اسے خود سے الگ کرتے ہوئے اسکا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے اپنے سامنے کیا

اور اسکے آنسو صاف کیے

کیاہوا تھا میری جان جو تمھیں سانس نہیں آرہا تھا کیا تمھیں یہ مسلہ پہلے سے ہی ہے

۔۔۔شاہ نے اس سے پوچھا جو نم آنکھوں سے شاہ کو ہی دیکھ رہی تھی

نہیں مجھے ایسا کوئی بھی پرابلم نہیں ہے پر جب تم مجھے چھوڑ کہ گئے تو پتا نہیں کیوں میرا سانس رکنے لگا

یہ کہتے ہی دیا کے آنسو بہنے لگے شاہ نے اسے خود میں بھینچ لیا

میری تو جان ہی نکل گئی تھی تمھاری اتنی بری حالت دیکھ کر اگر میں چابی لینے نا آتا تو ۔۔۔۔۔اس سے آگے تو میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ آگے کیاہوتا

میں تو خیال میں بھی تم سے دور ہونے تمھیں کھونے کا نہیں سوچ سکتا

شاہ نم لہجے میں بول رہا تھا

تمھیں میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ مجھ سے دور رہو ورنہ تمھاری لائف میری وجہ سے مشکل ہو جائے گی

میں بھی کیا کروں میں ایسی ہی ہوں پاگل سی

پہلے پاپا تھے وہ بھی جب مجھے کبھی چھوڑ کے جاتے تھے تو میرا یہی حال ہوتا تھا

اوراب تم ہو۔۔۔۔

دیا یہ کہتے ہی پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔۔۔۔۔شاہ نے اسکے گرد اپنی گرفت اور

مضبوط کر کے اسے اپنی موجودگی کا احساس دلایا

آئیندہ کبھی بھی تمھیں تمھاری مرضی کے بنا ایک پل کے لیے بھی چھوڑ کے نہیں جاوں گا یہ وعدہ ہے میرا اپنی جان سے-------

----

اسلام علیکم------دیا اور شاہ نے دار جی اور صفیہ خاتون کو مشترکہ سلام کیا

وعلیکم اسلام میرے بچے آئے ہیں دار جی نے کھڑے ہوتے ہوئے اپنی بانہیں پھیلائیں

دیا اور شاہ دونوں ایک ساتھ ان کے گلے لگ گئے دار جی نے ان دونوں کی پیشانی چوم لی

پھر وہ دونوں صفیہ خاتون سے گلے ملے

تمھارے ماما پاپا کیوں نہیں آئے شاہ بیٹا------صفیہ خاتوں نے اس سے پوچھا

ان کو کام تھا اس لیے وہ نہیں آئے کل کو وہ بھی آجائے گئے دادو

شاہ نے ان کی بات کا جواب دیا

اور دیا کی طرف دیکھا جو دار جی کے کندھے پر سر رکھے ان سے باتیں کر رہی تھی

شاہ اور صفیہ خاتون ان دادا پاتی کو دیکھ کر مسکرا دیئے

جو آپس میں اپنی ہی باتوں میں گم تھے

آج ویک اینڈ تھا اس لیے شاہ اور دیا حیویلی آئے ہوئے تھے

اس کی تو۔۔۔۔۔۔میں ابھی آتا ہوں۔۔۔

شاہ غسے سے فون بند کرتا ہوا روم سے جانے لگا تو دیا نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے جانے سے روکا

کہاں جا رہے ہو اتنے غصے میں دیا نے اس کو غصے میں دیکھتے ہوئے پوچھا

وہ بلال ہمارے گاوں کے ایک آدمی کو مار رہا ہے وہ بھی ہمارے ہی گاوں میں آ کر اس کی عقل ٹھکانے لگانے جا رہا ہوں

تم کہیں نہیں جاوگے اتنے غصے میں پولیس کو انفارم کر وہ خود ہی دیکھ لے گی اس مسلے کو

تم گئے تو اسے جان سے ہی مار دو گے اور میں نہیں چاہتی تم ایسا کچھ کرو

دیا بولی

شاہ نے اسکی بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور اپنا ہاتھ چھوڑواتا ہوا روم سے چلا گیا

وہ اس وقت بہت غصے میں تھا

او۔۔۔شٹ شٹ۔۔۔۔شاہ جیسے ہی گاڑی میں بیٹھنے لگا اسے دیا کا خیال آیا

اور وہ فوراً کمرے کی طرف بھاگا

جہاں دیا لمبے لمبے سانس لے کر سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی

شاہ نے اسے مصنوئی سانس دیا جس سے اسکا سانس بحال ہو گیا

تم بہت بہت بری ہو دیا میرا خیال بھی نہیں آتا تمھیں ایسا کرتے ہوئے تمھیں کچھ ہو جاتا تو میرا کیا ہوتا

شاہ اسے خود میں بھینچے اس سے شکوہ کر رہا تھا

تو تم کیوں گئے تھے مجھے چھوڑ کہ۔۔۔۔دیا روتے ہوئے بولی

مت ماری گئی تھی میری غصے میں پاگل ہو گیا تھا اس لیے مجھے یاد ہی نہیں رہا

کہ میرے جانے کہ بعد تمھاری کیا حالت ہو گی

جیسے ہی مجھے یاد آیا پاگلوں کی طرح دوڑتا ہوا یہاں تک پہنچا ہوں

اچھا تم پتا کرواس آدمی کا فون کر کے کسی کو۔۔۔۔۔۔۔

دیا اس سے الگ ہوتے ہوئے بولی

شاہ نے اپنے ایک آدمی کو فون کر پوچھا

کیا ہوا اذلان۔۔۔۔دیا نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels||Afsana||Articles||Books||Poetry||Reviews

جس آدمی کو بلال نے مارا تھا اسے ہوسپٹل لے گئے ہیں وہ خطرے سے باہر ہے

کچھ چوٹیں آئی ہیں اسے

اور بلال کو پولیس پکڑ کے لے گئی ہے

شاہ بولا

ہمم۔۔۔دیا نے سر ہلایا

اچھا چلو نیچے چلتے ہیں دار جی اور دادو کے پاس۔۔۔۔

شاہ اسے اپنے ساتھ لیے نیچے آگیا

کیسے ہیں بھائی بہت دیر کر دی آج آپ نے آنے میں تو کب سے آپ کا ویٹ کر رہی تھی

کیسے ہیں بھائی بہت دیر کر دی آج آپ نے آنے میں تو کب سے آپ کا ویٹ کر رہی تھی

دیا مسکراتے ہوئے علی سے بولی

علی ابھی ابھی آفس سے واپس آیا تھا

دیا اور اذلان علی کے گھر آئے ہوئے تھے ڈنر کے لیے علی کو اس بات کا نہیں پتا تھا

کیوں کہ دیا نے سب کو منع کیا تھا کہ کوئی بھی علی کو نہیں بتائے گا

اس کے آنے کے بارے میں

دیا کافی دیر کے بعد علی سے مل رہی تھی

علی کی شادی اسکی پسند کی لڑکی سے ہو گئی تھی وہ خوش و خرم زندگی گزار رہا تھا

اپنے والدین اور بیوی کے ساتھ

تم نے کون سا مجھے اپنے آنے کا بتایا تھا اگر بتا دیتی تو میں آج آفس ہی نا جاتا

علی مسکراتے ہوئے بولا

میں نے تو آپ کو سرپرائز دینا تھا اس لیے نہیں بتایا

میں بہت خوش ہوں تمھیں اتنے عاصے بعد مل کے ورنہ تم تو عید کا چاند ہی ہو گئی ہو

شادی کے بعد

مصروفات ہی بڑھ گئی ہیں میں کیا کروں۔۔۔۔۔۔۔

ہاں اتنی تم مصروف نا ہو تو۔۔۔۔۔۔ چلو اب مجھے اپنے شوہر سے ملنے دو

وہ کیا سوچتا ہو گا میں اس سے ملا ہی نہیں اور تم سے باتوں میں لگ گیا

وہ کچھ نہیں سوچے گا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دیا مسکراتی ہوئی اس کے ساتھ شاہ کے پاس چل دی

علی گرم جوشی سے شاہ سے ملا اور اسکا حال چال پوچھا

سب نے اچھے ماحول میں کھانا کھایا اور بہت اچھا وقت ایک دوسرے کے ساتھ گزارا

شاہ بیٹا تمھارے ماموں کے بیٹے کی شادی ہے اگلے ویک تم دونوں ہمارے ساتھ جارہے ہو۔۔۔۔۔

تم دونوں کو کوئی اشو تو نہیں ہے نا۔۔۔۔۔

زینب بیگم نے ان سے پوچھا

نہیں ماما ہمیں پرابلم نہیں ہے ہم جائیں گے آپ کے ساتھ کیوں دیا۔۔۔۔۔۔؟

جی جی ماما ہم جائیں گے۔۔۔۔دیانے مسکراتے ہوئے حامی بھری

پھر ٹھیک ہے تم دونوں اپنی اپنی تیاری کل لو اس ویک اینڈ کو دارجی اور ماں جی سے ملنے کے اگلے دن ہی ہمیں جانا ہے

ٹھیک ہے ماما۔۔۔۔۔۔۔شاہ بولا

شاہ سب کے ساتھ اپنے ماموں کی حویلی پہنچ چکا تھا

پوری حیویلی میں شادی کے ہنگامے اور تیاریاں چل رہی تھیں کل کو مہندی تھی

لڑکیوں کے اور عورتوں کے سونے انتظام کمروں میں اور لڑکوں کے سونے کا انتظام

حیویلی کی چھت پے کیا گیا تھا

دیا چار لڑکیوں کے ساتھ ایک روم میں ٹھہری ہوئی تھی

وہ کافی دیر سے بیڈ پے لیٹی کروٹیں بدل رہی تھی لیکن نینداس کی آنکھوں سے

کوسوں دور تھی

اس نے شاہ کو کال کی لیکن اس نے بھی کال اٹینڈ نا کی

دیا بنا آواز پیدا کیے روم سے باہر نکل کر چھت پے آگئی جہاں شاہ موجود تھا

جیسے ہی وہ چھت پے آئی ٹھنڈی ہوا نے اسکا استقبال کیا

مارچ کا مہینہ چل رہا تھا نا سردی تھی اور نا ہی گرمی معتدل سا موسم تھا

چھت پے بہت ساری چارپایاں بچھائی گئی تھیں جس پر سب لڑکے سو رہے تھے

دیا نے ایک جگہ کھڑے ہو کر شاہ کو تلاشنہ شروع کر دیا

سب لڑکے سو رہے تھے کیوں کہ رات کے بارہ سے بھی اوپر کا ٹائم تھا

کچھ دیر کے اسے شاہ مل ہی گیا

شاہ کی چارپائی سب لڑکوں سے ہیٹ کے ایک سائیڈ پر الگ ہی جگہ پر تھی

شاہ کا چہرہ چادر سے باہر تھا اور وہ آنکھیں کھولے چودیویں کے چاند کو دیکھ رہا تھا

دیا دبے پاؤں اس کے پاس آئی اور اسکی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا

دیا۔۔۔۔۔۔شاہ نے آہستہ سی آواز میں اس کا نام لیا

دیا نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ اسکی آنکھوں سے ہٹا دیا اور اسکے سامنے چارپائی پے بیٹھ گئی

شاہ بھی اٹھ کے بیٹھ گیا

تم جہاں کیا کر رہی ہو اگر کوئی دیکھ لے گا تو کتنا برا لگے گا۔۔۔

شاہ سرگوشی کی صورت میں بول رہا تھا

میں کیا کروں مجھے نیند نہیں آ رہی۔۔۔۔۔۔دیا منہ بناتے ہوئے بولی

نیند تو مجھے بھی نہیں آ رہی۔۔۔

میں تمھارے پاس لیٹ جاوں۔۔۔۔۔

شاہ دیا کی اس فرمائش پر اسے دیکھتا رہ گیا

کوئی دیکھے گا ہمیں ایک ساتھ تو کیا سوچے گا دیا کچھ تو عقل سے کام لو یہ ہمارا گھر نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔

شاہ نے اسے سمجھانے کی کوشش کی حالانکہ اس کا دل اسے دیا کی بات ماننے پر اکسا رہا

تھا

جس نے جو سوچنا ہے سوچے آئی ڈونٹ کیئر۔۔۔۔۔۔۔

دیا کہتے ساتھ ہی چار پائی پے لیٹ گئی۔۔۔

شاہ بھی اس کے ساتھ ہی لیٹ گیا

شاہ کے لیٹے ہی دیا نے اپنا سر اسکے سینے پر ٹکا دیا

شاہ نے اپنے اور اسکے اوپر چادر صحیح کی اور اس کے گرد اپنے بازوں کا حصار بنا لیا

کچھ ہی دیر میں ان دونوں پر نیند کی دیوی مہربان ہو گئی

شاہ اٹھو نماز پڑھنے چلتے ہیں۔۔۔۔ شاہ کو فجر کے ٹائم اسکا ایک کزن جگانے کی کوشش کر رہا تھا

ٹھیک ہے تم جاو میں بھی آتا ہوں۔۔۔۔ شاہ کے کہنے پر اسکا کزن سر ہلاتا ہوا وہاں سے چلا گیا

شاہ نے سر اٹھا کر اپنے ادر گرد دیکھا سب نماز پڑھنے جا چکے تھے

شاہ نے شکر ادا کیا کہ سب چلے گئے ہیں کیونکہ اسے ابھی دیا کو اٹھا کہ اسے واپس اس کے روم میں بھیجنا تھا

شاہ کا منہ چادر سے باہر تھا جبکہ دیا کا چادر کے اندر تھا دیا چونکہ کہ شاہ کے سینے پر سر

رکھے سو رہی تھی اس لیے اسکا منہ چادر کے اندر تھا

کوئی دیکھ کہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ شاہ کہ علاوہ بھی کوئی اس چارپائی پے سویا ہوا ہے

شاہ نے دیا نے منہ سے چادر ہٹائی اور اس جگانے کی کوشش کرنے لگا

دیا۔۔۔شاہ نے اسکا چہرہ تھپتھپایا

دیا نے مندی مندی آنکھیں کھولیں اور اپنا سر اوپر اٹھاتے ہوئے شاہ کو دیکھا

ہمم۔۔۔۔دیا نے سوالیہ نظروں سے شاہ کو دیکھا

اٹھو اور اپنے روم میں جاو میں نہیں چاہتا کہ کوئی ہمیں اس طرح دیکھے

دیا اسکی بات سنتے ہی اٹھ کے بیٹھ گئی

وہ ابھی بھی نیند میں جھول رہی تھی اس کے بال اسکے چہرے پر آرہے تھے

شاہ اٹھ کے بیٹھ گیا اور اس کے چہرے پر سے اسکے بال ہٹائے

دیا نے اپنا سر اسے کنندھے پر ٹکا دیا

دیا اٹھو یار کوئی آ جائے گا۔۔۔۔شاہ نے اسکا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر

ہوش میں لانے کی کوشش کی

اچھا جاتی ہوں۔۔۔دیا کہتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی شاہ بھی اٹھ کھڑا ہوا

دیا نے ایک ہی قدم اٹھایا تو لڑکھڑا کے گرنے لگی لیکن شاہ نے اسے پکڑ کے گرنے سے

بچا لیا

آریو اوکے۔۔۔۔شاہ نے اس سے پوچھا

ہاں آئی ایم فائن وہ ابھی بھی نیند میں ہوں نا اس لیے چکر آگیا

شاہ نے اسے اپنی بانہوں میں لے لیا اور اسکی پیشانی پر اپنی محبت کی مہر ثبت کرتے ہوئے آہستگی سے اسے خود سے الگ کیا

شاہ دیا کا ہاتھ تھامے اسے روم تک چھوڑ گیا اور خود مسجد چلا گیا

دیا ایک بات تو بتاؤ۔۔۔شاہ کی ماموں کی بیٹی جس سے اس کی منگنی ہونے والی تھی اس نے دیا کو مخاطب کیا

آج مہندی تھی شاہ کے ماموں کے بیٹے کی ناشتے کے بعد سب لڑکیاں اور کچھ عورتیں لاونج میں موجود تھیں دیا بھی ان سب کے ساتھ ہی بیٹھی تھی

زینب بیگم بھی وہاں ہی تھیں

پوچھو۔۔۔۔۔دیا بولی

تم کل ساری رات کہاں تھیں۔۔۔۔۔۔

کیا مطلب کہاں تھی۔۔۔دیا نے اس کے سوال پر اسکی طرف دیکھا

تم کل ساری رات روم میں نہیں تھی صبح فجر ٹائم واپس آئی تھی

میں تمھیں بتانا ضروری نہیں سمجھتی میں جہاں بھی جاوں اٹس نن آف یور بزنس

دیا نے دو ٹوک جواب دیا

بتانا نہیں چاہتی یا پھر بتا نہیں سکتی کہ تم کل ساری رات کس کے ساتھ تھی

وہاں موجود سب اس وقت اب دونوں کو ہی دیکھ رہی تھیں

اس سے پہلے کہ دیا کوئی جواب دیتی شاہ جو کہ وہاں سے گزر رہا تھا وہ اس کی ساری بات سب چکا تھا

اٹس انف ہاؤ ڈیئر یو ٹو سے لائک ڈیٹ ٹو مائی وائف۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ غصے سے اس پر دھاڑا

آرام سے بیٹا۔۔۔۔۔زینب بیگم شاہ سے بولیں

ماما آپ درمیان میں نا آئیں۔۔۔۔اور تم تمھیں دیا کیوں بتائے کہ وہ کل رات کہاں تھی تم ہوتی کون ہو اس سے یہ بات پوچھنے والی۔۔۔۔

شاہ اب اپنی کزن سے مخاطب تھا

تو تم پوچھ لو اس سے یہ وہ کہاں تھی کل رات۔۔۔۔۔۔وہ اب بھی ڈھٹائی سے بول رہی تھی

کیوں پوچھوں میں اس سے۔۔۔۔وہ کل رات میرے ساتھ تھی

اب پتا چل گیا اب خوش ہو۔۔۔۔۔

اس وقت دل کر رہا ہے کہ دیا کے کردار پر انگلی اٹھانے کے جرم میں ایک کھینچ کے تمھیں لگاوں۔۔۔۔

دیا شاہ کے اور اسکے درمیان آگئی وہ نہیں چاہتی تھی کہ شاہ غصے میں واقعے ہی اسے ایک لگا دے

اب تمھیں پتا لگ گیا ہو گا اب خوش ہو۔۔۔۔۔۔دیا اسے غصے سے گھورتے ہوئے بولی

وہ دیا کی بات کا کوئی بھی جواب دیئے بنا وہاں سے واک آوٹ کر گئی

اور شاہ دیا کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اسے وہاں سے لے گیا

سب کی رشک بھری نگاہیں ان دونوں پر ہی تھیں کئی لڑکیاں تو دیا کو حسد بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں کہ اسے اتنا ہنڈسم اور چاہنے والا شوہر ملا ہے

زینب بیگم نے دل ہی دل میں شاہ کی اور دیا کی نظر اتاری اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ خوش ہیں

بہت بہت مبارک ہو جان اذلان اللہ نے ہمیں چاند سی بیٹی دی ہے ہماری بیٹی بلکل تمھارے جیسی ہے

شاہ نے دیا کے آنکھیں کھولتے ہی اسکی پیشانی چومتے ہوئے مبارک باد دی

تمھیں بھی مبارک ہو۔۔۔۔۔۔

وہ ہے کہاں مجھے اسے دیکھنا ہے۔۔۔دیا نے اس سے پوچھا

وہ باہر ماما لوگوں کے پاس ہے میں لے کر آتا ہوں۔۔۔۔شاہ اس سے کہتا ہوا روم سے باہر چلا گیا

دیا اس وقت ہوسپٹل میں موجود تھی

اللہ نے ان دونوں کو رحمت سے نوازہ تھا دار جی، صفیہ بیگم، زینب بیگم اور سکندر صاحب بہت خوش تھے ننھی سی پری کو دیکھ کر

اور شاہ کی تو اللہ نے دل کی مراد پوری کر دی تھی

اس کی بہت بڑی خواہش تھی کہ اللہ اسے ایک بیٹی دے بلکل دیا جیسی

جب اسے پتا چلا کہ اللہ نے اسے بیٹی دی ہے تو اس کے پاوں خوشی سے زمین پر نہیں ٹک رہے تھے

وہ بے چینی سے دیا کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہا تھا تا کہ اسے یہ بات بتا سکے

کہ اللہ نے اس کی سن لی ہے

ماشاللہ بہت پیاری ہے ہماری بیٹی دیا نے اپنی بیٹی کی پیشانی پر پیار کیا اور اسے اپنے سینے سے لگا لیا

میں بہت بہت خوش ہوں دیا۔۔۔۔۔۔۔بہت بہت شکریہ مجھے اتنی پیاری سی بیٹی دینے کے لیے

شاہ کی خوشی کا اندازہ وہ اسکے خوشی سے جگمگاتے چہرے سے ہی لگا سکتی تھی

میں بھی بہت خوش ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔دیا نے اپنا سر شاہ کے کندھے پر ٹکا دیا اور آسودگی سے اپنی آنکھیں موند لیں

اور دل میں اپنے اللہ کا شکر ادا کیا جس نے اس اتنا چاہنے والا شوہر اور پیاری سی بیٹی دی

****

❤ ختم شدہ ❤

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews